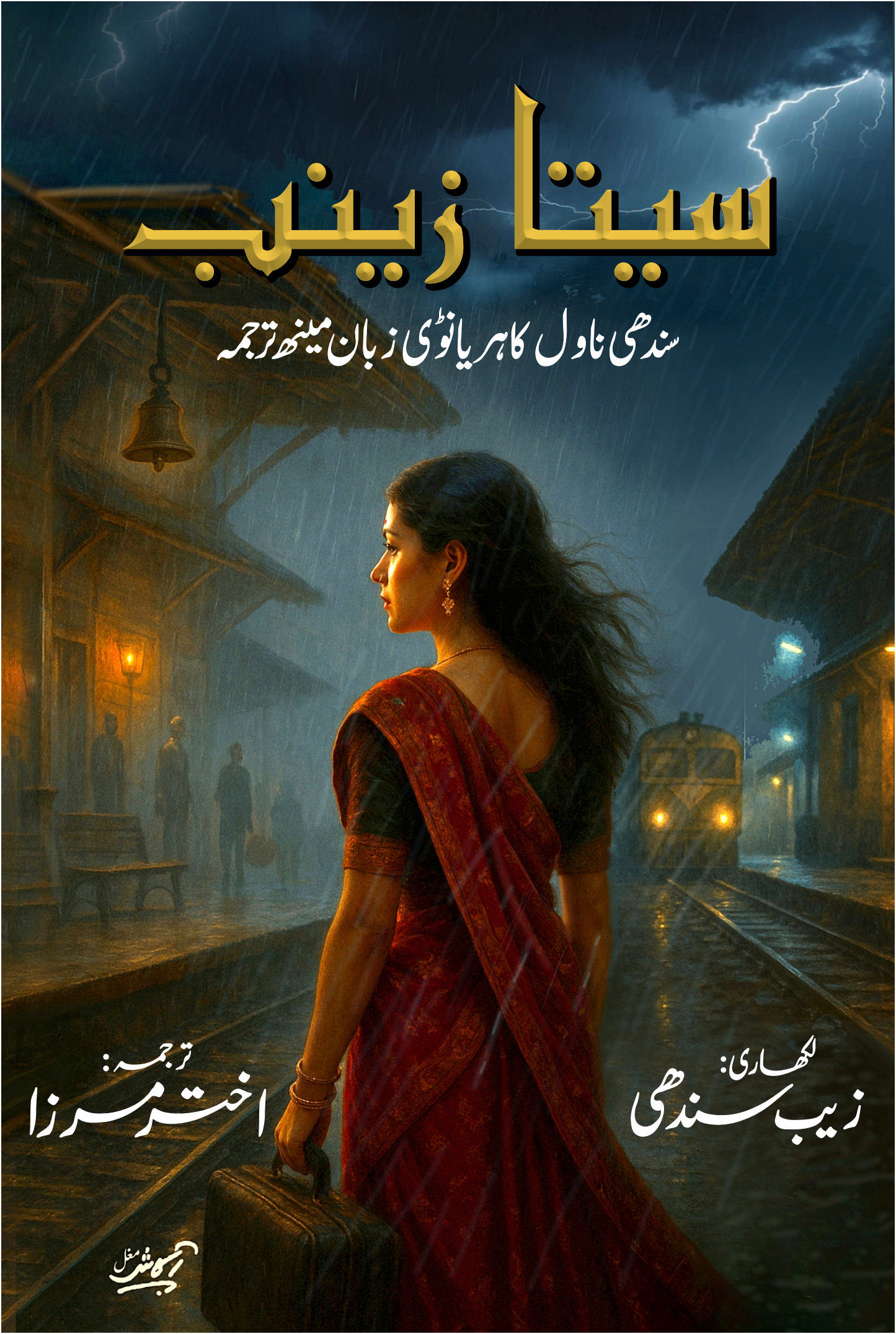
سیتا زینب
سندھی ناول کا ہریانوی زبان مینھ ترجمہ
لکھاری:
زیب سندھی
ترجمہ:
اختر مرزا

سیتا زینب

لکھت: زیب سندھی ترجمہ کار: اختر مرزا

(سندھی کے مشہور لکھاری زیب سندھی کے ناول کا ہریانوی ترجمہ)

نوھرہ پبلی کیشنز
تصویر محل۔ بہادر پور چوک ۔بوسن روڈ۔ ملتان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت اول: دسمبر 2024

تعداد اشاعت: 300

سرورق: آکاش مُغل

قیمت: 500 روپے

ناشر: نوھرہ پبلی کیشنز۔ تصویر محل۔ بہادر پور چوک

بوسن روڈ۔ ملتان

فون نمبر:03337493223/

انتساب

پیش لفظ

میں زیب سندھی صاحب کے نام سے اس وقت متعارف ہوا جب ہم نوھرہ پبلیکیشنز کے بینر تلے سہ ماہی ہریانوی میگزین "نوھرہ" کا اجراء کر رہے تھے اور اس تعارف کرانے کا سہرا محترم سلیم آکاش مغل کے سر ہے۔ آکاش بھائی ایک بہت اچھے آرٹسٹ ہیں۔ ان کے بنائے ہوئے شخصی سکیچز اردو کے بہترین میگزین کی زینت بنتے ہیں اور ترجمہ کار بھی ہیں۔ انہوں نے زیب سندھی کے افسانچوں کا ہریانوی میں ترجمہ کیا تھا اور نوھرہ میگزین میں چھپنے کے لئے بھیجا۔ اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔ زیب سندھی کے افسانچوں کا ترجمہ اردو اور ہریانوی میں پڑھتا رہتا تھا۔ ان کہانیوں کا موضوع متنوع اور اچھوتا ہوتا تھا اور دل کو چھو جاتا تھا۔

پھر ایک دن آکاش بھائی کا فون آیا۔ کہنے لگے۔ "مرزا بھائی! زیب سندھی صاحب کا ایک ناول ہے " سیتا زینب" آپ اس کا ہریانوی میں ترجمہ کریں۔ " میں اس ایک دم سے ہونے والی آفر سے تھوڑا جُز بُز ہوا۔ اور کہا کہ آپ کیوں نہیں کرتے۔ کیوں کہ آپ ان کے افسانوں کا ترجمہ اکثر کرتے رہتے ہیں۔ کہنے لگے۔ "ایک تو میرے پاس وقت کم ہوتا ہے۔ دوسرا ناول کا ترجمہ ایک لمبا کام ہے۔ تیسرے میں نے آپ کی کتاب "سماج گیان" میں آپ کے کئے ہوئے ترجمے پڑھے ہیں تو میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ آپ کر لیں۔" میں نے ہامی بھر لی۔ اور یوں مجھے کچھ دن بعد زیب سندھی صاحب کی طرف سے ان کے

آٹو گراف سمیت ان کا ناول سیتا زینب مل گیا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ اس ناول پر ٹی۔وی پر ایک ڈرامہ بھی بن چکا ہے۔اور اس ناول کا ترجمہ اردو اور بنگالی میں ہو چکا ہے۔ سو میں نے پہلے تو یو ٹیوب پر لنک تلاش کیا۔ ڈرامہ دیکھا۔ پھر ناول کا مطالعہ شروع کیا۔ ناول کا موضوع ایک زندہ موضوع ہے۔ ہندو برادری خاص طور پر سندھ میں اور عام طور پر پاکستان میں موجود ہے اور پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ شامل کر رہی ہے۔ مجھے بھی بچپن سے اندرون سندھ جانے کا موقع ملا اور بہت سے ہندو دوست بنے۔ ہندو کلچر کو سمجھا اور ان کے رہن سہن کو بھی جانتا ہوں۔ اس ناول میں زیب سندھی نے جو مکالمے اور الفاظ ہندو کرداروں سے ادا کرائے وہ کمال کے ہیں۔ ناول کو شروع کرو تو بس پڑھتے چلے جاؤ۔ مصنف کی کہانی پر گرفت شروع سے آخر تک رہتی ہے۔ اور زینب (سیتا) اور سلمان کا آخری باب میں ملاپ ایک ڈرامائی اور اچانک خبر کے طور پر سامنے آتا ہے تو ایک جھٹکا سا لگتا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے باب میں زینب کو خودکشی کے لئے گولیاں کھا کر ہسپتال میں دکھایا گیا ہے اور سلمان کا کال سن کر اچانک بند کر جانا اس قصے کو ختم کرتا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن آخری صفحے پر ان دونوں کا کہانی میں آ کر اس کہانی کو ایک طربیہ پہلو عطا کرنا اچھا محسوس کراتا ہے۔ حالانکہ قاری اس وقت عابد علی کی ہونے والی طلاق کے بعد خدیجہ کے دوسرے نکاح ہونے کے واقعے سے کافی دل برداشتہ ہوتا ہے۔

مجھے ترجمہ کرنے سے دلچسپی اس وقت پیدا ہوئی جب میں ایف-اے میں پڑھتا تھا۔ ادب سے لگاؤ تو مڈل کلاس میں پڑھتے وقت سے ہو چکا تھا۔ اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا۔ بچوں کی کہانیوں سے عمران سیریز، سب رنگ، جاسوسی ڈائجسٹ اور سسپنس ڈائجسٹ میں شامل کہانیاں رگ و پے میں سرایت کرتی رہیں تھیں۔ اس کے بعد ایک اور شفٹ آیا اور میں خالص اردو ادب کی طرف آیا۔ کرشن چندر، منٹو، عصمت چغتائی، غلام عباس، بیدی اور امرتا پریتم کو بی۔اے کرنے تک پڑھ چکا تھا۔ میں نے ایک اردو انشائیے کا انگریزی میں

ترجمہ کیا تھا۔اور پھر ترجمے کا سلسلہ نہیں رکا۔ پھر بی۔اے کی کتاب سے ایک جان سٹین بیک (Jhon Steinbeck) کے انگریزی افسانے (Breakfast) کا ترجمہ سرائیکی میں کیا جسے پسند کیا گیا۔

ترجمہ کاری ایک مشکل کام ہے کیونکہ پہلے آپ کو کسی کہانی یا ناول کے اصل علاقے کو سمجھنا اور جانچنا پڑتا ہے۔ پھر مصنف کے لکھے ہوئے الفاظ اور تراکیب کے لئے اپنی مادری زبان میں ویسی ہی تراکیب تلاش کرنا پڑتی ہیں۔تاکہ ان پر لفظی ترجمے کا ٹھپّا نہ لگے۔ پھیر کہیں جا کر دل کو تسلی ہوتی ہے۔

میں نے کوشش کی ہے کہ سیتا زینب کے ترجمے سے انصاف کیا جا سکے۔ ہریانوی زبان ایک وسیع اور فصیح زبان ہے۔ جس میں ایک لفظ کے لئے مختلف تراکیب، موقع محل کے مطابق موجود ہیں۔اب یہ تو ہریانوی قاری ہی بتائے گا کہ اسے ہریانوی زبان میں ناول پڑھتے ہوئے کہیں روانی کا مسئلہ تو پیش نہیں آیا۔ میں نے اس سے پہلے افسانوں کا ترجمہ تو کیا ہے اور ان میں اردو کے شاہکار مصنفین (منشی پریم چند، امرتا پریتم، راجندر سنگھ بیدی، رابندر ناتھ ٹیگور) کے شاہکار افسانے شامل ہیں۔ لیکن کسی ناول کو ترجمہ کرنے کا پہلا تجربہ ہے۔ میں اپنے قارئین سے ان کی اصلاحی تحریر کا منتظر رہوں گا۔

اختر مرزا

21 جولائی 2025ع

میں ناول لکھنے سے ڈرتا تھا!

مجھے ریاضی (Mathematics) بچپن سے ہی نہیں آتی، آج بھی نہیں آتی۔ ساتویں کلاس میں ریاضی کے اُستاد نے ریاضی سکھانے کی بجائے میرے نازک ہاتھ پر ڈنڈے برسائے تو میں نے انتقاماً ریاضی کی کاپی پر کہانی لکھی تھی۔ اردو میں لکھی ہوئی ایک صفحہ کی وہ کہانی اخبار کے بچوں کے صفحے پر شائع ہوئی تو وہاں سے میری کہانی کا سفر شروع ہوا۔ سترہ سال کی عمر میں آٹھ صفحات کا افسانہ سندھی کے ایک ادبی رسالے میں شائع ہوا۔ انیس سال کی عمر میں کہانیوں کی پہلی تئیس سال کی عمر میں دوسری کتاب شائع ہو گئی! دونوں کتابوں میں دس دس کہانیاں تھیں۔

بہت سارے ادیبوں کی مثالیں موجود ہیں کہ انہوں نے کم عمری میں بہت اچھا لکھا لیکن میرا شمار ان میں نہیں ہوتا۔ آج اگر میں اپنی دونوں ابتدائی کتابوں کی ان بیس کہانیوں میں سے کچھ بہتر کا انتخاب کروں تو تین چار کہانیاں ہی نکلیں گی۔ شاید وہ بھی زیادہ بہتر نہ ہوں۔

وقت گذرا، کچھ مطالعہ بڑھا، کچھ قلم میں پختگی آئی اور چند ایسی کہانیاں لکھیں جنہیں سراہا گیا، ان کہانیوں کے تراجم اردو رسائل میں نظر آنے لگے تو میں ناول لکھنے کا خواب دیکھنے لگا۔ ان ہی دنوں ایک رات کو سونے سے پہلے مطالعہ کے لئے میں نے ایک ناول اٹھایا۔ ناول کے ٹائٹل پر قرۃ العین حیدر کا نام اور تصویر تھی لیکن جب کتاب کھولی تو وہ معلوم ہوا

کہ یہ ان کا اپنا ناول نہیں بلکہ انہوں نے ترجمہ کیا ہے۔ وہ کتاب میں نے ایک طرف رکھ دی۔ کوئی دوسری کتاب اٹھانے سے پہلے خیال آیا کہ جس کتاب کا ترجمہ قرۃ العین حیدر جیسی بڑی مصنفہ نے کیا ہے اس کے چند صفحات پڑھ لینا چاہیے۔ حسب عادت مجھے چند صفحات پڑھ کر سو جانا تھا لیکن اس ناول کو پڑھنا شروع کیا تو نیند کسی تتلی کی طرح اڑ گئی۔ میں ناول کے ماحول میں کھو گیا اور خود کو ناول کے کرداروں کے ساتھ سانس لیتا ہوا محسوس کیا۔ اس رات میں نے وہ ناول مکمل پڑھا تھا، جو قرۃ العین حیدر نے "ماں کی کھیتی" نام سے ترجمہ کیا تھا۔ روسی ناول نگار چنگیز اعتماتوف کا یہ ناول انگریزی میں Mother Earth کے نام سے موجود ہے۔ اس ناول میں مصنف کی کہانی پر گرفت اس قدر مظبوط ہے کہ قاری سانس لینا بھی بھول جائے۔ میں نے اس ناول کو سندھی ترجمہ کر کے شائع کروادیا اور خود ناول لکھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اس کے بعد جب بھی ناول لکھنے کا خیال آیا تو ناول کی کہانی پر چنگیز اعتماتوف کی گرفت نے مجھے ناول لکھنے سے روکے رکھا۔ کئی سال گزر گئے، یہ سوچتا رہا کہ اگر میرے لکھے ناول کو کسی نے ادھورا چھوڑ دیا تو۔۔۔ اس خوف نے تقریباً چوتھائی صدی تک ناول لکھنے سے باز رکھا۔

اور پھر۔۔۔

جب "سیتا زینب" کے خیال نے جنم لیا تو میں نے پھر سے ناول لکھنے کے لئے سوچنا شروع کیا۔ کئی برس تک اس ناول کی کہانی میرے ذہن میں گھومتی رہی۔ جب مجھے لگا کہ کہانی پر میری گرفت مضبوط رہے گی، تب میں نے لکھنا شروع کیا تھا۔ میں نے اس ناول کے حوالے سے کبھی کوئی دعوی نہیں کیا، بس اتنی سی کوشش کی تھی کہ قاری اس ناول کو ادھورا نہ چھوڑے۔ شاید میں اس کوشش میں کامیاب ہوا کہ اکثر قارئین یہی بتاتے ہیں کہ انہوں نے ایک یا دو نشستوں میں ناول کو مکمل پڑھا ہے۔

2010ء میں مکمل ہوتے ہی اس ناول کا سندھی میں پہلا ایڈیشن شائع ہو گیا تھا۔ ایوارڈز بھی ملے اور 2014ء میں اس وقت تک میرے ان دیکھے مترجم دوست شاہد حنائی نے کویت میں رہائش کے دوران اس کا اردو ترجمہ کیا اور لاہور سے شائع کروایا۔ اسی سال اردو میں دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہوا، لیکن تب تک مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اس ناول کو اس قدر پذیرائی ملے گی۔ جب 2022 میں انڈیا میں اردو کتابوں کے ایک اہم اشاعتی ادارے میٹر لنک پبلشرز نے شائع کیا تو مختلف زبانوں کے ادبی حلقوں کی توجہ حاصل ہوئی۔ نہ صرف پاکستان میں سندھی اور اردو میں مزید ایڈیشن شائع ہوئے بلکہ پاکستان اور بیرون ممالک میں تراجم کئے جانے لگے۔ اردو سے پہاڑی زبان میں راشد عباسی صاحب کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور اب برادرم اختر مرزا کی محبتوں کے طفیل ہریانوی زبان کے ادب میں شامل ہو رہا ہے۔ عربی اور پنجابی میں زیر اشاعت اور بنگالی زبان میں زیر ترجمہ ہے۔ اس ناول کی اور میری خوش قسمتی اور باعث اعزاز ہے کہ اس ناول کو ان مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے والے شاہد حنائی، راشد عباسی، اختر مرزا، اسداللہ میر الحسني، ثروت سہیل اور ہیکل ہاشمی صرف مترجم ہی نہیں بلکہ اپنی اپنی زبانوں کے نامور لکھاری ہیں۔

"سیتا زینب" کی ہریانوی میں اشاعت میرے لئے خوشی کا باعث ہے۔ اس زبان سے میری بچپن کی یادیں وابستہ ہیں کہ میں نے آپنے آبائی شہر لاڑکانہ میں کئی لوگوں کو ہریانوی میں بات کرتے سنا تھا۔ آج بھی سندھ کے شہروں اور خاص طور پر کچھ اضلاع کے دیہی علاقوں میں ہریانوی زبان بولنے والے رہتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں رہنے والے ہریانوی سپیکنگ دوستوں کو میں نے سندھی بولتے بھی سنا ہے اور ان کا رشتہ سندھ کی زمین سے جڑا ہوا ہے۔ انہی میں آکاش مغل صاحب بھی ہیں، جنہوں نے میری بے شمار کہانیاں اردو میں ترجمہ کی ہیں اور چند کہانیوں کو ہریانوی زبان میں بھی ترجمہ کیا ہے۔

میری سندھی کہانی کے ہریانوی ترجمہ کو پہلی مرتبہ اختر مرزا صاحب نے ہریانوی ادب کے جریدے "نوہرہ" میں شائع کر کے مجھے ہریانوی قارئین سے متعارف کروایا تھا۔ میرے لئے باعث مسرت ہے کہ اب انہوں نے خود میرا یہ ناول ترجمہ کیا ہے، جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں اور۔۔۔ میں کچھ حیران بھی ہوں کہ جس صاحب قلم نے منشی پریم چند، راجندر سنگھ بیدی، امرتا پریتم اور رابندر ناتھ ٹیگور کے افسانوں کو ہریانوی میں ترجمہ کیا ہے، انہوں نے ہی میرے اس ناول کا ترجمہ کیا ہے!

زیب سندھی

20 جولائی 2025ع

جد سندھ کی "سیتا زینب" نیں ہریانوی چنری اوڈھ لی!

ہمارے بوھت پیارے بھائیاں برگے دوست، جگ مشہور افسانہ نگار، ناول نگار، کالم نگار، ڈرامہ نگار، شاعر، محقق، ریڈیو پروڈیوسر، صداکار، پروفیسر، ار گھنکھری ء کتاباں کے لکھاری جناب زیب سندھی کا ناول "سیتا زینب" سندھی ادب کا ایک ایسا ناول ہے جو سندھی زبان مینھ لکھے ہوئے دوسرے سارے ناولاں کے مقابلے مینھ ساریاں تے گھٹی زباناں مینھ ترجمہ ہو کے عالمی ادب مینھ جگاں بٹا گیا۔ یوہ ناول سندھی، اردو، عربی ار پہاڑی زباناں مینھ چھپڑ کے بعد اپڑی میٹھی بولی ہریاڑوی زبان مینھ چھپ کے تھارے ہاتھاں مینھ ہے۔ باقی بنگالی ار پنجابی زباناں مینھ بی ترجمہ ہوڑ لگ رہیا ہے۔ زیب بھائی کی محبت، اک اس نیں میرے دھورے سندھی، اردو ار پہاڑی زباناں کے نسخے بھیجے۔ منے ناول پڑھنا شروع کریا تو پہلے پنے تئے اس کی پڑھنت میں ایسا گم ہویا کہ ایکے باری مینھ پورا ناول پڑھ کے چھوڑیا۔ بدھی مینھ آیا، اس ناول نیں تو ہریاڑوی زبان مینھ ترجمہ ہوٹا چہئیے۔۔۔ ! منے پہلاں زیب بھائی کی دو سندھی کہانیاں کا ہریاڑوی مینھ ترجمہ کریا تھا جو ہریاڑوی زبان ار ادب کے ترجمان رسالے نوہرہ میگزین مینھ چھپیا تھا۔ منے سیتا زینب کا کچھ ترجمہ کریا، پر فیر پیارے بھائی پروفیسر اختر مرزا کا کھیال گیان مینھ آیا اک وینھ اس ناول گیلیاں پوروں پورنیاؤ کر سکیں گے (اس کا ثبوت اختر مرزا بھائی کی کتاب " سماج گیان " ہے جس مینھ انھاں نیں منشی پریم چند، امرتا پریتم، راجندر سنگھ بیدی ار

دوسرے بڈے لکھاریاں کے افسانیاں کا اتم ہریاٹوی ترجمہ کریا ہے)۔ بس تو فیر کے تھا۔ ۔! پھٹ اختر بھائی دھورے فون ملایا، ان تے کہانی کا پلاٹ ار تھیم بتایا جو اختر بھائی نیں چوکھا پسند آیا۔ ارنیوں منے ترجمے کھاترہاں کروا کئے چھوڈی۔ میں اختر مرزا بھائی کی محبت کا آبھاری ہوں کہ میری فرمائش پے سیتا زینب کا چوکھا نرمل ترجمہ کرکے ہریانوی زبان ار ادب مینھ سوہنٹا اضافہ کریا۔

نیوں تو اس ناول کا مرکزی کردار سناتن دھرم تے تعلق راکھنڑ آئی چھوری سیتا ہے جو ایک مسلمان چھورے سلمان کی محبت مینھ اس کی میٹھی باتاں مینھ آ کے، اپنٹے گھر تے بھاج کے، اپنٹے پریمی گیلیاں بڈے شہر جاونڑ کھاتر ٹیشن پے آجئے ہے پر سلمان اپنٹے قول ہار جئے ہے ار ٹیشن پے کونی پہنچدا۔ سیتا کا بھائی شنکر باہنڑ نیں ٹوہ ٹاہ کے اس نیں مارنڑ پاچھے پھرے ہے۔ ایک کردار سیتا کی ماتا جی جانکی بائی کا ہے۔ وا بچاری ممتا کی ماری بیٹی کی جندگی کی پراتھنا کردی ار شنکر نیں سمائی تے کام لینڑ کی منت کردی پھرے ہے۔

پر میرے تے اس ناول مینھ جن کرداراں نیں گھٹا ء متاثر کریا ہے وینھ ہیں ٹیشن ماسٹر عابد علی اور اس کی نیک سیرت گھر آئی خدیجہ، دونوں ء لوگ لگائیاں مینھ مثالی محبت ہے، دونوں ء ایک دوسرے نیں دیکھ دیکھ کے جیوویں ہیں، پر فیر ایک دن ان کی جندگی مینھ اسا اندھکار ماچے ہے جو سارا کچھ بکھیر کے لے جئے ہے، کیوں ار ککر۔ ۔ ۔ ! ! یو جانٹن واسطے تھام نیں ناول پڈھنا پڑے گا۔

اختر مرزا نیں اس ترجمے مینھ ناول کے کرداراں کی نفسیات، جذباتی اتھل پتھل، موضوع ار ثقافتی رنگ تے صرف زندہ ء کونی راکھیا بلکہ ہریاٹوی زبان کے پڈھنڑ آئیاں واسطے یو ناول جمائیں سولا ار دلچسپ بھی بٹا دیا ہے۔ اختر مرزا کی ہریاٹوی

زبان پے سمپورن رسائی اس ترجمے نیں صرف لفظی ترجمہ نئیں رہن دیندی، بلکہ ویخھ اس نیں ایک طبع زاد تخلیق کی شکل دے دیویں ہیں۔ ناول پڑھدے ہوئیاں نیوں لاگے ہے جنوں اصلی کہانی ہریانوی زبان مینھ ء لکھی گئی ہو، جملیاں ار مکالمیاں کی روانی ارہریانوی محاوریاں کا تڑکا اس کے سوادنیں اور بھی بڑھا دیوے ہے۔ ناول پڑھن کے بیچ گھنکھری ء جگاں تھارا کالجہ مٹھی مینھ آجئے گا ار کئی بریاں توبیرا بی نی پاٹدا اک کدہانسو آنکھاں مینھ تے لکڑ کے ناول کا پنا بھگو گئے !

یوہ ترجمہ سندھی اور ہریانوی دونوں زباناں ار ثقافتاں کے بیچ ایک مضبوط پل کی حیثیت راکھے ہے، کیوں کہ اس کی وجہ تے ہریانوی پڑھن آلیاں نیں سندھی ادب کے شاہوکار ناول گیلیاں سوبہرہ ہون کا موقع ملیا ہے۔ سیدھے ار سوکھے لفظاں مینھ نیوں ء کہیا جاسکے ہے اک اختر مرزا بھائی نیں سندھ کی سیتا تئیں ہریانوی چندڑی اوڈھا کے لطیف سائیں کی نگری پے بسن آلے سندھی بھائیاں کا ھنی محبت ار الفت کا سندیسہ بھجیا ہے۔

اس ناول کا ٹائٹل تھارے اس بھائی نیں بٹایا ہے ار میرے واسطے اس ناول کا ٹائٹل بٹاٹا ایک آدر ہے۔ ناول سیتا زینب کے ہریانوی ایڈیشن کے چھپن پے کے شبھ موقعے پے میرے کا ھنی تے نوہرہ پبلیکشن کے روح رواں راٹا تصویر بھائی، ناول کے لکھاری زیب سندھی بھائی ار اس نیں ہریانوی روپ دین آلے اختر مرزا بھائی نیں بوھت بوھت بدھائی ار دھنے واد۔

پروفیسر سلیم آکاش مغل

(1)

"توں میری باٹ ضرور دیکھئیے، سیتا ! میں جرور آؤں گا"۔ ٹیلی پھون کے ریسیور مینھ تے سلمان کے بول سنگ مرمر جِسی سوھنّی سیتا کے کاناں کی لوآں نیں تاتا کردے ہوئے اُس کے کالجے مینھ بسے ہوئے اندیشیاں گیلیاں جا ٹکرائے۔ اَروا سوچ مینھ پڑ گی۔ اُس ایک پل کی وا سوچ اتنی ڈُونگی تھی اَک سیتا اُتّر دیٹا ء بھول گی۔

"کے سوچے سے سیتا؟"

سیتا نیں ایک بریاں بِھڑے ہوئے کِواڑاں کا ھنی دیکھیا اَر پھیر ٹیلی پھون کے ماؤتھ پیس نیں اپنّے ھونٹھاں نیڑے لیا کے گھنّے ء راج کی بات بھتاؤ جیوں سلمان تئیں صلاح دیؤ لاگی۔ "توں۔۔۔۔توں سوچ لے، سلمان !"

"سیتا ! میں مسلمان سُوں۔" سلمان نیں چاؤ چَک جواب دیا۔ " اَریو ایک مسلمان کا وعدہ سے اَک میں کدے بی تیرا ساتھ کونی چھوڈوں گا۔"

سیتا کے دل مینھ لُھکے ہوئے اندیشاں نیں اس کے ہونٹاں تئیں آؤ کی کوشش کری۔ "سلمان ! دیکھ لئے۔۔نیوں ناں ہو اَک۔۔۔۔۔"

"کچھ کونی ہووے۔" سلمان نیں سیتا کی بات آدّھم مینھ ء کاٹ دی، " توں ھمّت کر سیتا۔ بولی ہو گی کے؟"

"سلمان، میرے مینھ اتنی ھمّت سے ! جِیَ تو منّے اتنا بڈّا فیصلہ کر لیا سے۔ پَر توں۔۔۔۔۔ایک بےَ پھیر سوچ لے۔" سیتا نیں جواب دیا۔

"کِسی بات کرے سے بولی؟ منّے کِیَ سوچڑ کی جرورت کونی۔ " سلمان نیں ایک ء دم جواب دیا۔

سیتا نیں ٹھنڈا سانس لیا۔ "تو پھیر ٹھیک سے۔ میں جرور آؤں گی۔"

چاڑ چَک سیتا کے کمرے کے کِواڑ کُھلے تو اُس نیں کِواڑاں کا ھنی دیکھیا۔ بارٹے مینھ سیتا کی دبدبے آلی ماں، جانکی بائی کھڑی تھی۔ سیتا نیں اپنّی ماں کا ھنی دیکھدے ہوئے ٹیلی پھون کا ریسیور دھر دیا۔

"ماں ری۔۔۔۔میں۔۔میں شیلا تئیں بات کرنڑ لاگ ری تھی۔" سیتا نیں پھیکی ھانسی گیلیاں ماں کا ھنی دیکھیا۔

"کیوں جوٹھ بولے سے سیتا؟" جانکی بائی نیں دُکھ اَر گُسّے مینھ کہیا۔ اَر ڈِنگھ بھر کے سیتا کے دھورے ء بیٹھ گی۔

سیتا کِیَ کونی بولی۔

جانکی بائی نیں گھٹّے ء دُکھ اَر پھکر گیلیاں سیتا کے کاندھے پے ھاتھ دھریا، " سیتا، تَوں آچھی ڈھالی جاٹّے سے اَک تیری چھوٹی باھڑ گیتا اَر اُس کے دھنّی کی موت کسے ھادثے مینھ کونی ہوئی تھی۔"

سیتا نیں ٹھنڈا سانس بھریا ۔ اُس کی لیلی لیلی آنکھیاں مینھ پانّی آگیا۔ اَر اُس کی آلّی آنکھیاں مینھ اپنّی سُندر چھوٹی باھڑ کا پھوٹو گھومڑ لاگیا۔ سیتا نیں دُکھ گیلیاں اپنّے ہونٹ بھینچ لئے۔

"گیتا نیں تو گھر تے بھاج کے اپنّی مرجی گیلیاں ایک ہندو چھورے گیلے بیاہ کریا تھا۔" جانکی بائی نیں بی ٹھنڈا سانس بھریا۔ " پر روی تھا ایک نِچلی جات کا۔"

سیتا نیں کوئے اُتر کونی دیا۔ بس چُپ چاپ بیٹھی رئی۔

جانکی بائی نیں اپنّا ھاتھ سیتا کے کاندھے پے دھردے ہوئے کیہیا۔" سیتا ! تنّے اُنمان سے، توں کے کرنّ لاگ ری سے؟" اُس کے بول مینھ آنّ آئے بکھت واسطے ایک تشویش تھی۔

سیتا چُپ کر کے بیٹھی رئی۔

ڈر اَربھے کے مارے جانکی بائی کے ہونٹ کانبنّ لاگ گے۔" جے تیرے بھائی نیں بس نیوں بیرا پاٹ گیا ۔۔۔ اَک توں۔۔۔کسے مسلمان چھورے گیلیاں بات کرے سے تو واتنّے جِنداء کونی چھوڑے۔"

سیتا دوسری اوڑ لکھانّ لاگ گی۔

" سمجھنّ کی کوسس کر سیتا !" جانکی بائی تڑپ کے بولی۔" شنکر تنّے مروا دیوے گا۔"

سیتا نیں اپنّی ماں کا ھاتھ اپنّے کاندھے پے تے ٹھا دیا۔

" آج تو تنّے میرے گیلیاں مندر چالٹا ء ھو گا۔" نیوں کہندے ہوئے جانکی بائی کی اواج مینھ کرڑائی آگی۔

" ناں ماں ! میرا جی کونی ، توں ءِ بگ جیئے ۔" سیتا کے لہجے مینھ دبی دبی گیلی سی تھی۔

" دھرم تے دوری نیں ء تیرے من تے گلت رستے پے لا دیا سے۔ آج تو تنّے مندر چالٹا ء ہوگا۔ " جانکی بائی نیں کھاٹ پے تے اُٹھدے ہوئے کہیا۔ " اَر ھاں ! اپنّے من نیں بی سمجھا لئے۔"

جانکی بائی سیتا کے کمرے مینھ تے بِگ گی۔

سیتا سوچ مینھ پڑ گی۔ وا من ء من مینھ اُدھیڑ بُنّ مینھ پڑ گی۔

مندر مینھ سیتا اپنّی ماں گیلیاں کھڑی تھی۔ جانکی بائی ھاتھ جوڑیں، پوجا کرنّ لاگ ری تھی۔

اوم جے جگدیش ھرے سوامی جے جگدیش ھرے

بھگت جنّوں کے سنکٹ چھنّ مینھ دور کرے

بھجن کے شبدھاں کا اثر جانکی بائی کے بھیتر تئیں اُتر گیا تھا۔ اَر اُس کی آنکھ آپے آپ مُندلی تھی۔ بھجن کے شبدھ مونھ ء مونھ مینھ بولدی جاوے تھی۔ اَر اُس پے بھجن کے شبدھاں کا ایک اثر دکھنّ بی لاگ رئیا تھا۔

سیتا نیں دھورے کھڑی اپنّی ماں کے مونھ کا ھنی دیکھیا تو اُس نیں نیوں لاگیا جنّوں اس پے ایک کوئے اثر سا ھو گیا ھو۔ سیتا نیں بِنا پاچھے دیکھے اُلٹے پائیں چالنّا شروع کریا اَر پوجا مینھ لاگے لوگاں مینھ تے لِکڑ کے نیں باھر کا ھنی چال پڑی۔

سیتا مندر کے آنگنّ مینھ تے لِکڑدے ہوئے مندر کے پاچھلے بارنّے کا ھنی چال پڑی۔

چھوٹے سے سہر کا یو مندر ایک بڈی ساری جھیل کے کنارے پہاڑی پے بنّیا ہویا تھا۔ جِس کے پاچھلے بارنّے تے جھیل تئیں پیڑی بنّی ہوئی تھی۔

سیتا ھلّوے ھلّوے پیڑی اُترڈی ہوئی تلے آئی اَر سیمنٹ کے چبوترے پے بیٹھ گی۔ چاروں اوڑ جماں چُپ چَین ھو ری تھی۔ سانجھ کی اس ساں سپ مینھ روکھاں کے پتیاں گیلیاں ٹکرا کے آندی ہوئی بَیل اَر جھیل کے کنارے تے ٹکراندی ہوئی لہراں کا ایک سنگیت سا بنّ گیا تھا۔ نیوں بَیل اَر پانّی کے سنگیت مینھ سیتا نیں اپنّا آپ جماں ھلّوا لاگیا۔ وا مندر کا ھنی لکھائی اَر پھیر نیڑ موڑ کے ٹھنڈا

سانس لیندے ہوئے اپنڑی آنکھ میچ لی۔ اَر پھیر اُس کے ھاتھ چاڑ چک دُعا مانگڑ کھاتر اُوٹھ گے۔ مچی ہوئی آنکھیاں ار اُوٹھے ہوئے ھاتاں گیلیاں دعا سُروع کری۔"

یا اللہ ! میں تیری آبھاری سوں اَک تنّے میرے تئیں سیدھی راہ دکھائی۔۔۔۔ اے میرے مالک ! توں تو دلاں کے ھال جانڑے سے۔۔۔۔۔ اَر توں نیوں بی جانڑے سے اَک میں کِتنی بے بس اَر مجبور سوں ۔ سچّے من تے تیری جات نیں ماندے ہوئے بی لوگاں آگے یا بات نئیں کہہ سکدی۔ ۔۔۔ اے میرے پالڑ آلے ! منّے جو پھیسلہ کریا سے اَر جو رستہ ٹوھیا سے۔ توں اِس راہ پے میری مدد کر۔"

سیتا نیں دُعا کرڑ کھاتر اُٹھے ہووئے اپنڑے ھاتھ مونھ پے پھیرے تو ھاتاں کے لاڑ تے اُس نیں نیوں لاگیا اَک اُس کے گات مینھ ایک بے نام سی مجبوتی سی آگی۔ اس بات پے وا آپ بی ھیران رہ گی۔ جِد اُس نیں اپنڑی آنکھاں کھولی تو گھنڑی ء دور تئیں دِکھدی اُس جھیل کی طریوں اُس نیں اپنڑا آپا بی پُرسکون لاگیا۔ ایک پَل نیں جِد بَیل تھمی تو اُس نیں اپنڑے دھورے پڑیا ہوا ایک کانکر ٹھا کے جھیل کا ھنی اُچھال دیا۔ پانڑی پے لہر پیدا ہوئی تو سیتا کے ہونٹ بی کِھل گے۔

"سیتا ! "چاڑ چک جانکی بائی کے بول نیں سُنڑ کے سیتا اُدڑک کے پڑی۔

اُس نیں نَیڑ پھیر کے پاچھے دیکھیا۔

جانکی بائی مندر کے بارنڑے تے لِکڑ کے پیڑیاں اُتردی آوے تھی۔ سیتا ایک لامبا سا سانس لے کے کھڑی ہو لی۔

جانکی بائی نیں نیڑے پوھنچ کے سیتا کا ھاتھ پکڑ لیا۔

"آج بی تنّے پوجا کونی کری؟" ماں کے بول مینھ کچھ شکایت اَر کچھ ناراجگی تھی۔

سیتا نیں ماں کی بات کا کوئے جواب نئیں دیا۔

"توں پوجا چھوڈ کے اُورے کیاں تے آجیا کرے سے؟" جانکی بائی نیں ھیران ھوندے ہوئے کہیا، "تنّے اُورے مِلے کے سے؟"

"سکون"۔ سیتا ھانس پڑی۔ "گھٹا ء سکون ملے سے منّے اُورے۔"

گھنٹے وچار کے بعد بی جانکی بائی سیتا کے سکون نیں کونی سمجھ سکی۔

رات آدھی تے جیادہ جا لی تھی۔

اگلے جہان پوھنچ لئے سیٹھ گوپال داس کی بڈے محل جیوں دِکھڑ آئی ھیلی مینھ چاروں اوڑ ساں سپ ہوئی پڑی تھی۔ شنکر کے لامبے خراٹیاں کی واج اس ساں سَپ نیں توڑے تھی۔ اَر اُس کے خراٹے سیتا کے کرے مینھ بی سُنڑ لاگ رے تھے۔

تھوڑا چاندٹا کرڑ آئے بلپھ کے ھلوے سے چاندئے مینھ پلنگ پے لوٹی سیتا کی آنکھ ایب بی کُھلی تھی۔ اُس نیں یقین تھا اَک ناں صرف اُس کا بڈا بھائی شنکر بَلک نیں اُس کی ماں جانکی بائی بی ڈونگی نیند مینھ ہووے گی۔ پر پھیر بی سیتا جماں چُپ کریں پِلنگ پے لیٹی رئی۔ وانیوں چاھوے تھی اَک اُس کے بھائی اَرماں کی طرپوں اِس چھوٹے سے سہر کی گلّیاں بی سونّی ہو جیں تو وا ان سُونّی اَر سوندی ہوئی گلّیاں مینھ کو اسانی تے لنگھ جے۔

شنکر کے خراٹیاں کی واج بدھدی جاوے تھی۔ جِب سیتا نیں یقین ہو گیا اَک ناں صرف اُس کے گھر آئے اَر نوکر سو گے ہونگے بلک نیں اس سھر کی آنکھ بی مُندلی ہونگی۔ تو وا ایک لامبا سا سانس بھر کے اپنے پِلنگ پے اُوٹھ کے بیٹھ

لی۔ پھیر اُس نیں پلنگ کے تلے تے لھکو کے دھریا ہویا ایک چھوٹا سا بیگ کھینچ کے کاڈھیا۔ اَر چوراں کی طریوں بنا پیر گھسیٹے چالدی ہوئی باھر لِکڑ لی۔

اُس نیں تھوڑے چاندنے اَر تھوڑے اندھیرے مینھ ھیلی کا باھرلا آنگن ٹَپ کے بڈے بارنے تئیں پوھنچ کے نیڑ موڑ کے ایک بر پاچھے دیکھیا اَر پھیر بارنے کے کِواڑ کھول کے باھر لِکڑی اَر کواڑ بھیڑ دئیے۔ اُس نیں اپنی ھیلی کے بڈے بارنے دھورے کھڑے ہو کے ڈردے ڈردے گلی مینھ دونوں کاھنی دیکھیا۔ ھر پاسے ساں سپ اَر اُجاڑ تھا۔ کڑیاں دور تے کِسے کُتّے کے بھوکنڑ کی واج آوے تھی۔ سیتا نیں بارنے دھورے کھڑے کھڑے چادر کے پلّو گیلیاں اپنا مونھ ڈھک لیا۔ چادر مینھ لِپٹے ہوئے مونھ مینھ کو اُس کی مِرگنی جِسی ڈری ہوئی آنکھ دِکھڑ لاگ ری تھی۔ اُس نیں ڈونگا سانس لے کے اپنے ھاتھ مینھ پکڑے ھوئے بیگ کی چمڑے کی پیٹی کاندھے پے ٹانگی اَر کاندھاں کی اُوٹ لے کے چُپک چُپک پیر ٹھاندے ہوئے چالنا شروع کریا۔ اُس کا ھر قدم پچھلے آلے تے گھٹا تیج تھا۔ اَر پھیر تو جنّوں وا بھاجڑ ء لاگ گی۔

چاڑ چَک ایک گونج دار للکار سُنڑ کے سیتا سھم گی۔ اَر بھاجدے بھاجدے تھم کے ایک دم چُپ چاپ کھڑی ہو گی۔ کالجے کی دھک دھک تیج ہو گی۔ کِسے کے پیراں کی نیڑے ہوندی ہوئی واج گیلیاں لاٹھی کی ٹھک ٹھک مینھ سیتا نیں گلی کے موڑ پے تے آندے ہوئے چوکی دار دیکھیا۔ سیتا نیں لُھکڑ کھاتر آسے پاسے دیکھیا پر کوئے اِسی جگہ نئیں تھی جو نّسی اُس کے سریر نیں چوکی دار کی آنکھیاں تے لھکو لے۔ اُس نیں پاچھے مُڑ کے گلی کاھنی دیکھیا گلی کا لامبا رستہ بی ایب اُس نیں دُسمن دِکھے تھا۔ چوکی دار اَر اُس کی لاٹھی کی واج ایب نیڑے ہوندی جاوے تھی

۔ وا کسے بی ٹیم گلی کے موڑ تے آگے آن آلا تھا۔ سیتا کی مِرگنی سی ڈری ہوئی آنکھ ایب بی چاروں اوڑ کسے جگہ نیں دیکھیں تھی ، جڑے وا لھک سکے۔ چانڑ چک اُس کی نگاہ ایک گھر کے بارنڑے پے پڑے پڑدے پے پڑی۔ اَر پلک جِھپکنڑ مینھ سیتا کا سریر اُس پڑدے کی اوٹ مینھ ہولیا۔ اگلے ء پل مینھ چوکی دار " ہوسیار۔۔۔کھبردار۔۔" کا ہانکا لاندا ار لاٹھی کی ٹھک ٹھک کردا اس گلی مینھ آنڑ پوھنچیا۔ پڑدے پاچھے لھکی ہوئی سیتا نیں اپنا سِر نواڑ لیا۔ پڑدہ بس اُس کے گات نیں گوڈیاں تئیں لھکو رھیا تھا۔ گوڈیاں تے تلے اُس کے پیر پڑدے تے باھر تھے۔

چوکی دار کے پیراں کی بِڑک اَر اُس کی لاٹھی کی واج نیں سیتا کے گات مینھ کانبنڑی لا راکھی تھی۔ چوکی دار پڑدے آلے بارنڑے دھورے آ کے کھڑیا ہوگیا۔ اُس نیں دو تین بریاں لاٹھی جمین پے مار کے ٹھک ٹھک کری اَر پھیر اپنڑی گھنڑی بھونڈی ار اُونچی اواج مینھ دھاڑیا۔"کھبردار۔۔۔۔" سیتا کا تو سانس ء سوکھ گیا۔ ھلکی ھلکی ٹھنڈ ہو لی تھی پر سیتا نیں اپنڑے گات پے پسینے کی نمی دِکھنڑ لاگی۔ پڑدے کے ایک چھوٹے سے مورے مینھ کو سیتا نیں باھر دیکھیا۔ بھونڈی شِکل آلا چوکی دار پڑدے آلے گھر کا ھنی دیکھنڑ لاگ رھیا تھا۔ اِس ھا وڑ بڑ مینھ سیتا تو سانس لیٹا ء بھول گی۔ ایب تو اُس نیں یقین ہولیا تھا اَک چوکی دار بس پڑدہ ٹھا کے اُس کی بانھ پکڑ لے گا۔ اَرنیوں آج کی رات اُس نیں مِترتے ملنڑ کی بجائے موت کے مونھ مینھ گیر دے گی۔ چوکی دار نیں اپنڑی گوجی مینھ ھاتھ گیر کے پتّے آلی بیڑی اَر ماچس کاڈھی اَر پڑدے آلے بارنڑے کے چبوترے پے بیٹھ گیا۔ تھکے ھوئے چوکی دار نیں ایک لامبا سا سانس لیا تو پرڈے پاچھے لھکی ہوئی سیتا کے تن بدن مینھ بھے اور بی گھٹا بدھ گیا۔ چوکی دار کے پاچھے آدھے پُھٹ پے لھکی ہوئی سیتا نیں سوچیا۔" جے چوکیدار

نیں تھکاوٹ مِٹاݨ کھاتر پاچھے نیں ٹیک لا لی تو؟۔۔۔۔" سیتا اِس بات تے آگے کچھ سوچ ء ناں سکی۔ گھٹا سوچݨا اُس نیں اپݨی موت دِکھے تھا۔ چوکی دار نیں بیڑی سِلگائی ، ایک لامبا سا گھونٹ لیا اَر اوٹھ کے کھڑیا ہو لیا۔ سیتا نیں ایک سکون کا سانس لیا اَر پھیر اپݨے ء سانس کی اواج تے ڈرگی۔ سانس لے کے باھر کاڈھݨ کی بجائے اُس نیں بھیتر کاھنی کھینچ لی۔ چوکی دار اپݨی لاٹھی گیلیاں ٹھک ٹھک کردا ار " ہوسیار۔۔۔کھبردار۔۔۔۔" بولدا ہویا آگے نیں بدھ گیا۔ سیتا نیں مڑا سا پڑدہ ہٹا کے دور جاندے چوکی دار تے دیکھیا۔ اَر پھیر بنا دیر کریں پڑدے کی اوٹ تے باھر لِکڑ آئی۔ وا مُڑ مُڑ کے چوکی دار کاھنی دیکھدی ہوئی اربنا اواج پیدا کریں چالدی ہوئی گلی کے موڑ پے پوھنچ کے دوسری گلی مینھ مُڑگی۔

(2)

چھوٹے سے سھر کا یو ٹیسن انگریجاں کے جمانے کا بٹیا ہویا تھا۔ رات کے اندھیرے مینھ پراٹے جمانے کے دو لیمپ بلیں تھے۔ آدھلے سے اندھیرے پلیٹ فارم کی ایک بنچ پے میلے کپڑے پیھریں ایک بُڈھا اَر اُس کی لُگائی ریل کی باٹ مینھ بیٹھے تھے ۔ دونواں کے بیچ مینھ سمان کی بڈّڑ سی گٹھڑی دھری تھی۔ بنچ کے نیڑے کچھ کُتّے فرش پے سِر ٹیکیں اونگڑ لاگ رے تھے۔ پلیٹ فارم کے باھر تے مینہہ کے پاٹی مینھ تے آڑ آلی مینڈکاں اَر ٹِڈیاں کی اواج گونجڑ لاگ ری تھی۔ پلیٹ فارم کے گیلیاں بڑ کے روکھاں کی لامبی لین تھی۔ رات کے اندھیرے مینھ بڑ کے اِن پُراٹے اَر گھٹے گھیر دار روکھاں نیں پلیٹ فارم کے ماحول تئیں گھٹا ء ڈروٹا بٹا دیا تھا۔ سیتا ایک بڑ کے درکھت پاچھے لھک ری تھی۔ بڑ کے درکھت تلے چھائے ہوئے اندھیرے اَر اس درکھت کے موٹے تتّے نیں مِرگنڑی برگی ڈری ہوئی سیتا تئیں کتنی ء دیر تے اس دنیا کی شکاری نظراں تے بچا راکھیا تھا۔ بھے مینھ ڈوبی ہونڑ کے باوجود سیتا کے من مینھ اُس بکھت خوشی کے لاڈو سے پھوٹے جِب پلیٹ فارم پے ایک مانّس نیں ٹالی بجا کے ریل آڑ کا اعلان کریا۔ سیتا نیں بڑ کے درکھت کے پاچھے تے نیڑ کاڈھ کے ریل کی لیناں کاھنی دیکھیا تو سلمان کے کہیے ہوئے شبدھ اُس کے کاناں مینھ گونجڑ لاگے۔ "توں کوئے فکر ناں کرئیے، سیتا !" ۔۔۔۔ میں اپنّے سھر تے گاڈی مینھ بیٹھ کے آؤں گا۔ نیوں میں تو پچھلے تے ء گاڈی مینھ پاؤں گا۔ جِب

گاڈی آوے تو توں پلیٹ فارم پے شیامی آ کے کھڑی ہو جائیے۔ میں تنّے آپے بول دے کے بُلا لیوں گا۔ "

سیتا نیں ھانس کے آنکھ میچ لی اَر آنْ آئے بکھت مینھ اُمیداں کے ھاتھ پکڑ لئے۔ اس کی میچی ہوئی آنکھیاں مینھ ملنْ کے ایک کے باد ایک منجر سپھر کرنْ لاگے۔ ۔۔ دور تے آندی ہوئی ریل گاڈی کی سیٹی نیں سیتا تئیں آنکھ کھولنْ پے مجبور کر دیا۔ اُس نیں پھیر ایک بریاں ریل کی لیناں کاھنی دیکھیا۔ لیناں پے ریل کے انجنْ کی ھلکی ھلکی روشنی تھی اَر ریل کی اواج نیڑے آنْ لاگ ری تھی۔ ریل کے نیڑے آندی ہوئی اواج سیتا کے کالجے کی دھک دھک بدھانْ لاگ ری تھی۔ جِد ریل گاڈی کا انجنْ دیکھیا تو سیتا نیں اپنّے من مینھ تے سارے بھے ار اندیشے کاڈھے اربیگ ٹھا کے بھاجدی ہوئی پلیٹ فارم کی کھلی ہوا مینھ آکھڑی ہوئی۔ سیتا پلیٹ پھارم پے لاگے ہوئے لیمپ تلے نیوں کھڑی ہوئی اَک سلمان ریل گاڈی رُکنْ تے پیھلاں ء اُس تئیں دیکھ لے۔

گاڈّی پلیٹ فارم پے آ کے کھڑی ہوگی پر سیتا نیں کسے پاسے تے اپنّے نام کی اواج کونی سُنّی۔ لیمپ کے چاندنّے مینھ کھڑی سیتا کے من مینھ گھنّے ء وسوسے آنْ لاگے۔ اس نیں لیمب کے چاندنّے مینھ کھڑے کھڑے ء ریل کے دونوں کاھنی آکھری اوڑتئیں دیکھ لیا پر ریل گاڈّی کے کسے بی دروا جے یا جھانکی مینھ سلمان کا مونھ کونی دِکھیا۔ لیمپ تلے کھڑی سیتا کے من مینھ گھور اندھیرا چھا گیا۔ اُس نیں پھیر ایک بریاں دونوں پاسے دیکھیا اَر ریل کے دھورے آ کے انجنْ کاھنی مونھ کر کے بھاجدے ہوئے بول دیتا سروع کریا۔ " سلمان۔۔۔ سلمان۔۔ !" وا ریل کے ایک ڈِبّے تے لے کے آکھری ڈِبّے تئیں بھاجدی گئی پر سلمان کاھنی تے کوئے

اُتّر کونی آیا۔ اُس نیں سانسم سانس ہو کے جمّاں دُکھدھاری ہوندے ہوئے پاچھے نیں دیکھیا۔ اُس نیں نیوں لاگیا اَک جس لیمپ تلے وا کھڑی تھی ، وا لیمپ ریل کے دونوں پاسیاں کے بیچ مینھ تھا۔ ریل کے آدھے ڈِبے لیمپ تے پاچھے تھے۔ اُس نیں پھیر بھاجنڑا شروع کریا۔ اَ بھاجدے بھاجدے جور جور تے رُکّے بی ماردی ریھی۔ ایہے وا تھوڑی ء دور گئی تھی اَک ریل کے انجنڑ نیں گھنڑی ء جور کی سیٹی بجائی ار ریل نیں چالنڑا شروع کر دیا۔ ریل کے آگے نیں چالنڑ کی وجہ تے اُس نیں جور جور تے بھاجنڑا شروع کر دیا۔ وا سلمان ! سلمان ! کی دُھائی دیندی ریل کے آکھری ڈِبے تئیں پوھنچ گی ۔ پر سلمان کا ھنی تے کوئے جواب ناں ملیا۔ سیتا نیں دور جاندی ریل تے مایوس ہو کے دیکھیا جِوتُسی ایب گھنڑی ء تیج ہو لی تھی۔ اَر پھیر سیتا کے دماغ مینھ چانڑ چک اپنڑے بھائی شنکر کی چھایا آگی۔ اِس نیں یقین ہوگیا اَک ایب یا ریل ء اس نیں شنکر کے ھاتاں مرنڑ تے بچا سکے ہے۔ یو کھیال آندے ء مِر گئی جوں بھے مینھ آئی سیتا نیں ریل مینھ چڑھنڑ کھاتر بھاجنڑا شروع کر دیا۔ پر ریل اَر سیتا کے بیچ مینھ پھاسلہ بدھدا گیا۔ ریل پاچھے بھاجدی ہوئی سیتا نیں لاگیا اَک ایب موت اس کے نیڑے آلی سے۔ موت تے بچنڑ کھاتر سیتا نیں اور گھنڑی تیج بھاجنڑ کی کوشش کری تو اُس کے پیر الّسوں پلّسوں ہو گے۔ وا مونھ کے بل پلیٹ پھارَم پے پڑی اَر اُسکا بیگ دس پُھٹ دور جا پڑیا۔ اُس نیں اپنڑے گوڈے، کونّھیاں اَر کاندھے پے آئے گھا مینھ ہونڑ آلے درد تے آنکھ میچ کے سِر فرش پے ٹِکا دیا۔ اس نیں مُودھے مونھ پڑیں پڑیں ایک لامبا سانس لیا تو اس کے پورے گات مینھ درد کی ٹیس اُٹھدی لاگی۔ اگلے ء پل مینھ موت کا بھے درد کے احساس پے بھاری پڑ گیا۔ موت تے بچنڑ کھاتر اُس نیں اُٹھنڑ کی کوشش کری پر اُٹھنڑ تے پھلاں ء کسے کے نیڑے آندے

ہوئے پیراں کی اواج نیں اس کا سارا جور کاڈھ دیا۔ اُس نیں یقین ہوگیا اَک یو اس کا بھائی شنکر ء ہو گا۔ جوٹسا رات کے پاچھلے پہر نیند تے اوٹھ جایا کرے تھا۔ سیتا نیں یقین ہولیا تھا اَک شنکر اس تے گھر مینھ ناں دیکھ کے ٹوھندا ٹوھندا پلیٹ پھارَم پے آیا ہوگا۔ اَر ایب اُس تئیں پلیٹ فارم پے ء پڑے ہوئے گولی مار کے ختم کر دے گا۔ جوں جوں پیراں کے اواج نیڑے آوے تھی تُوں تُوں سیتا نیں موت بی نیڑے دِکھے تھی۔ اُس کا گِھٹوا سوکھ گیا تھا اَر پورا گات لوتھ سی بڑ گیا تھا۔ چاڑ چک کسے نیں سیتا کا ھاتھ پکڑیا تو اس کے مونھ تے دہست آئی ایک چیکھ کی اواج لِکڑی۔ سیتا نیں بن پاڑی کی مچھی کی ڈھال ٹڑپٹا شروع کر دیا۔ ار شیامی کھڑے ماڑس کا ھنی لکھائی پر وا شنکر کونی تھا۔ شنکر کی عمر آلا کوئے انڑ جاڑ ماڑس اُس کے اوپر جُھک ریہا تھا۔ اُس کے مونھ پے چھوٹی سی ڈاڈھی تھی اَر اُس نیں دھولے رنگ کی وردی پہر راکھی تھی ۔ اُس ماڑس نیں سیتا تے ہوش مینھ دیکھ کے اُس کا ھاتھ چھوڑ دیا۔ مرڑ تے بچڑ کی خوشی کے باوجود سیتا کے بھیتر ایک نئے ڈر اَر بھے نیں جنم لے لیا تھا۔ وا انڑ جاڑ ماڑس پلیٹ فارم پے پڑی سیتا دھورے اُکڑوں بیٹھ گیا۔

"تَوں آپے اوٹھ لے گی اَک میں تیری مدد کروں۔" اُس انڑ جاڑ ماڑس نیں گھٹے ء میٹھے بول گیلیاں بات کری۔

سیتا نیں کوئے اُتّر کونی دیا۔ اُس ماڑس کا نرم بول بی اُس کے بھیتر موجود ڈر نیں نئیں گھٹا سکیا۔ پھیر بی اُس نیں اپنے گات کا پورا ھانگا لایا اَر اوٹھ کے بیٹھ گی۔ ڈر تے اُس کا پورا گات کانبڑ لاگ رئیا تھا۔ اُس نیں ڈری ڈری آنکھیاں تے اُس ماڑس کا ھنی دیکھیا۔

سیتا نیں کوئے اُتّر ناں دیا۔ بولڑ آلے کا نرم بول بی اُس کے بھیتر بھے نئیں گھٹا سکیا۔ اُس نیں اپنڑے گات کا سارا ھانگا لایا اَر اوٹھ کے بیٹھ گی۔ ڈر اَر بھے گیلیاں اسکا سارا گات کانبڑ لاگ رہیا تھا۔ اُس نیں ڈری سہمی آنکھیاں گیل اُس انڑ جانڑ ماڑس کا ھنی دیکھیا۔

"تیں کونڑ سے؟" اُس انڑ جانڑ ماڑس نیں جماں پریم بھرے لہجے مینھ پوچھیا۔

سیتا کچھ کہنڑا چاھوے تھی۔ اُس کے ہونٹ بولڑ نیں کُھلے پر شبدھ اُس کے مونھ تے ناں لِکڑ سکے۔ نیوں لاگیا جنڑوں شبدھاں نیں بی بھے اَر ڈر کے مارے ہونٹاں بھیتر پناہ لے لی ھو۔

جِب کوئے اُتّر ناں ملیا تو وا انڑجانڑ ماڑس سیتا کے کپڑیاں کے بیگ کا ھنی چالیا۔

اپنڑے سوکھے گھٹوے تئیں آلا کردے ہوئے سیتا نیں اوٹھ کے بھاجڑ کا سوچیا پر ڈر کے مارے کو سس کرڑ کے باوجود اوٹھ ءنا ں سکی۔ اُس نیں نیوں جاپیا جنڑوں اس پورے جھان مینھ اُس کھاتر کوئے لُھکڑ کی جگہ کونی۔ چاروں پاسیاں تے موت کے قدم اُس کا ھنی بدھڑ لاگ رے سیں۔ پھیر اُس نیں مایوس ہو کے نیں آنکھ میچ لی اَر اپنڑی نیڑ نوا لی۔

"بول تو، توں ہے کونڑ؟" اُس ماڑس کی اواج نیں سیتا تے اُڈر کوا دیا۔

سیتا نیں سِر ٹھائیں بِنا اپنڑی آنکھ کھولی تو اُس نیں اپنڑے شیامی دو پیر دیکھے۔ رات کی اِس ساں سپ مینھ اُس نیں نیوں لاگیا جنڑوں موت کے قدم اُس کے نیڑے پوھنچ لئے ہوں۔

اُس انڑ جانڑ مانّس نیں اُس کا بیگ فرش پے دھر دیا اَر سیتا کے نیڑے اُکڑوں ہو کے بیٹھ گیا۔ "تَوں بھتاندی کیوں نی، کونڑ سے تَوں"۔

سیتا مینھ ناں تو اُس مانّس کا ھنی دیکھڑ کا ھونسلہ تھا اَر ناں اُتّر دیڑ کی ھمت۔ وا تو نیوں چاھوے تھی اَک یا دھرتی پاٹ جے اَر میں اِس مینھ سما کے آنڑ آلے بکھت کی مُسکلاں تے بچ جے۔ پر ناں تو دھرتی پاٹی اَر ناں ء اُس نیں اپٹا آپ بچدا ہویا لاگیا۔ قتل ہونڑ کا بھے ایک بر پھیر اُس کے بھیتر جاگ لیا تھا۔

"تَوں کوئے اُتّر کیوں نی دیندی؟" انڑ جانڑ مانّس کا لہجا بی ایب تو اوب لیا تھا۔

سیتا نیں بھے اَر ڈر مینھ نیڑ ٹھائی اَر اُس انڑ جانڑ مانّس کے مونھ کا ھنی دیکھیا۔ کچھ کہنڑ کی کوشش کری پر شبدھ اُس کے ہونٹاں تے باھر لِکڑنڑ تے بھاری ہو گے۔ سیتا نیں اپنڑے بھیتر ایک پھانّس محسوس کری۔ اُس نیں ایک لامبا سانّس لینڑ کی کوشش کری پر سانّس بیچ مینھ ء ٹوٹ گیا۔ اَر وا سُبکی لینڑ لاگ گی۔ اُس نیں اپنڑے دونوں ھاتھ مونھ پے دھرے اَر سِر گوڈیاں مینھ دے لیا۔ اُس کی سُبکیاں مینھ موت کا ڈربی شامل ہو گیا تھا۔

"تَوں رووے کیوں سے؟" انڑ جانڑ مانّس نیں ھم دردی اَر ھیرانگی تے پوچھیا۔

سیتا کا مونھ اُس کے ھاتھاں کے پیالے مینھ اُس کے گوڈیاں پے دھریا رہیا۔ اَر اُس کی سُبکیاں کی اواج بدھدی گئی۔ رات کی اس دھشت زدہ خاموشی مینھ اُس کی سُبکیاں پلیٹ فارم پے سُنڑی جا سکیں تھی۔ اُس کی سُبکیاں مینھ کچھ

اِسی دھست تھی اَک وا انّ جانّ ماٹس بی کچھ کہنّا چاھندے ہوئے بی کچھ ناں کہہ سکیا۔ پھیر اُس ماٹس نیں سیتا کے سِر پے اپنّا ھاتھ دھیر دیا۔

سیتا نیں اپنّے سِر پے ھمدردی کی چھاں سی جاپی تو اُس نیں نیڑ ٹھائی تو سُبکیاں گیلیاں کچھ شبدھ بی آپے آپ اُس کے ہونٹاں تے باھر لِکڑ گے۔ "میں ماری جاؤں گی۔ میں آج رات نیں ء ماری جاؤں گی۔ ۔۔ !"

"پَر کیوں؟" انّ جانّ ماٹس نیں گھنّا ء ھیران ہو کے پوچھیا۔

وینھ ۔۔۔۔ وینھ منّے۔۔" سُبکی لیندے ہوئے سیتا بولی۔ "وا مَنّے قتل کر دے گا۔۔ مار دیوے گا منّے ! !"

"میں پوچھوں سوں، کیوں؟" انّ جانّ ماٹس کی پریشانی بَدھ گی۔ "کونّ مارے گا تنّے؟"

"اللہ واسطے۔۔۔ پلیز۔۔۔ !" سیتا نیں دھشت وینھ اپنّے کانبدے ہوئے ھاتھ جوڑنّ کی کوشش کردے ہوئے کہیہا، "منّے بچا لیو۔۔ پلیز۔۔۔ میری جان بچا لیو ! !" کوشش کرنّ کے باوجود سیتا اپنّے ھاتھ جوڑ ناں پائی۔ اُس کے ھاتھ بار بار کُھلنّ لاگ رے تھے۔

"تیں ھاتھ ناں جوڑے۔" انّ جانّ ماٹس نیں کہیا۔ "اوٹھ اَر میرے گیلیاں چال۔"

"جی ! !" سیتا اُدڑک پڑی۔ اُس کے بھیتر کی لُگائی وینھ ایک اور بھے نیں جنم لیا۔ اُس کے کالجے وینھ بی رات کا اندھیرا چھا گیا۔ ایک بر پھیر سیتا کا من چاھیا اَک یا دھرتی پاٹ جے اَر وا اِس وینھ سما جے۔

"اوٹھ لے ! توّل کر۔" انّ جانّ ماٹس اوٹھ کے کھڑیا ہو لیا۔

سیتا نیں فرش پے بیٹھے بیٹھے جناں بے بسی تے انڑ جانڑ مانْس کے مونھ کاھنی دیکھیا۔ اُس نیں انڑ جانڑ مانْس کا مونھ رات کے اندھیرے مینھ بوھت ء گھٹا پُر اسرار لاگیا۔ اُس کے گات مینھ ایک کانبٹی سی آئی۔

انڑ جانڑ مانْس نیں سیتا کے ماتھے پے پڑی تیوڑی دیکھ کے اُس کے بھیتر کی لُگائی کے ڈر ارھے تئیں محسوس کر لیا، "توں ڈرے ناں ! میں ٹیشن ماسٹر سوں اَر پلیٹ فارم پے ء میرا دفتر سے۔"

سیتا نیں ایک ٹھنڈا سانس لیا۔ وا اپنڑے ھاتھ فرش پے ٹِکا کے اپنڑے کُملائے ہوئے گات نیں سنبھال کے اوٹھ کھڑی ہوئی۔

ٹیشن ماسٹر عابد علی نیں فرش پے دھریا ہویا بیگ ٹھا لیا۔ پلیٹ فارم پے لیمپ کی مدھم چاندنڑی مینھ رات کے اِس آخری پہر ٹیشن ماسٹر کے پاچھے پاچھے چالدی ہوئی سیتا کدے سجّے اَر کدے کھبّے دیکھدی جاوے تھی۔ ار پھیسلہ نی کر پاوے تھی اَک خطرہ اُس کے پاچھے سے یا پھیر وا ایک دوسرے خطرے کے پاچھے چالڑ لاگ ری سے۔

ستیا نیں ٹیشن ماسٹر کے دفتر مینھ بیٹھیں گھنڑی ء دیر ہو لی تھی۔ پر اُس کے گات کی کانبٹی اپنڑے تھمی کونی تھی۔ ناں ء اُس کا بھے گھٹیا تھا۔ وا بار بار مُڑ کے اپنڑے پاچھے دیکھڑ لاگ ری تھی۔ اُس نیں یقین تھا اَک اُس کا بھائی شنکر کِسے بی ٹیم اُس کی موت بڑ کے اُس کے سِر پے آکھڑیا رھوے گا۔

"اچھیا !" ٹیشن ماسٹر عابد علی نیں کچھ سوچدے ہوئے فکر مندی اَر دُکھ گیلیاں کہیا۔ "تو، توں۔۔۔ گھر تے بھاج کے آئی سے؟"

سیتا نیں کوئے اُتّر ناں دیا۔ اُس نیں میج پے پڑی پانڑی کی بوتل ٹھا کے ایک دو گھونٹ اپنڑے حلق مینھ گیرے۔

"کڑے کی رہنڑ آئی سے توں؟"

سیتا نیں کانبدی ہوئی اواج میں کہیا ۔ وا۔۔۔ وا جو۔۔۔ سڑک کے دوسرے پاسے جو پاڑہ ہے۔۔۔"

"جڑے گھنکھرے ہندو رھویں سیں؟"

"ھاں جی ! میں بی ہندو ہوں۔ میرا نام سیتا سے۔"

"تیرے باپ کا کے نام سے؟"

سیتا نیں کوئے اُتّر ناں دیا۔ اُس نیں ڈر کے پاچھے کا ھنی دیکھیا۔ دپھتر کے بارڑے تے باھر پلیٹ فارم پے رات کے پاچھلے پہر کا اندھیرا ہو رہیا تھا۔

"بھتاؤ تو !" ٹیشن ماسٹر عابد علی نیں میج کے دوسرے پاسے بیٹھی سیتا تئیں دوسری بریاں پھیر پوچھیا۔" کے نام سے تھارے باپ کا؟"

"سیٹھ۔۔۔"سیتا نیں کانبدی ہوئی اواج مینھ اَٹک دڑے سی کہیا۔"سیٹھ گوپال داس۔۔۔"

"توں۔۔۔" ٹیشن ماسٹر گھٹا ء ھیران ہو کے بولیا۔"توں سیٹھ گوپال داس کی بیٹی سے؟"

"ھاں جی" سیتا نیں سِر نھواڑ لیا۔

ٹیشن ماسٹر عابد علی نیں ایک ڈُونگا سانس لیا جنڑوں اُس نیں سیٹھ گوپال داس کی بیٹی کے گھر تے بھاجڑ کا گھٹا ء دُکھ ہویا ہو۔ " سیٹھ گوپال داس تو گھٹا ء بھلا مانس تھا۔"

سیتا کا تلھان ہویا سِر تلھان ء رہیا۔

"سیٹھ گوپال داس تو اپنڑی ساری عمر رنگ، نسل اَر دھرم کی تفریق کریاں بنا بِن ماں باپ کے بالکاں اَر بِدھوا لُگائیاں کی مدد کردا رہیا۔" عابد علی نیں اپنڑی چھوٹی سی ڈاڈھی پے ھاتھ پھیردے ہوئے کہیا۔ ؟ " اَر سیٹھ صاب نیں اپنڑے سیاسی تعلق گیلیاں بی اس علاقے کے لوگاں تئیں کئی فیدے پوھنچائے۔ "

سیتا نیں پھیر بی کوئے اُتّر کونی دیا۔ اُس نیں نیڑ موڑ کے بارنڑے کا ھنی دیکھیا۔

عابد علی بولدا رئیا۔" منڑے سُٹیا سے اَک ایب اس کام نیں تیری ماں کرے سے۔"

"پر ! ۔۔۔۔" سیتا اپنڑے سوکھے ہونٹاں پے جِیب پھیردے ہوئے کیہا۔ " میرا بھائی شنکر۔۔۔۔۔ میرے بابُو اَر ماں تے جمّاں ء نیارا سے۔"

"منڑے سارا بیرا سے۔" عابد علی نیں دُکھدے بول تے کیہا۔" میں شنکر کے سارے کرتُوت سُتھری ڈھال جانڑوں سوں۔ "

" او۔۔۔ شنکر۔۔۔" سیتا ڈرتے کانبے تھی۔ " گھراں تے بھاجڑ کے روگ مینھ ۔۔۔۔ منڑے جان تے ماربی دیوے گا۔" دھست تے بھری سیتا نیں اپنڑے پاچھے پیڑاں کی اواج سُنڑ کے پاچھے کا ھنی دیکھیا۔

سیتا کے پاچھے ایک دَھولی ڈاڈھی آلا مانڑس کھڑیا تھا اَر وا مانڑس مڑا مڑا ہانڑسے تھا۔

"کونڑ سے؟ ۔۔ کونڑ سے یو؟" سیتا نیں گھنڑے ء بھے مینھ دھولے مونھ گیلیاں پوچھیا۔

" عبداللہ نام سے اِسکا۔ " عابد علی نیں سکون گیلیاں جواب دیا۔ میرا چھوٹا افسر سے۔ گھٹا ءنیک مانُس سے۔"

"نیکی تو رب سوھنڑا دیوے سے۔ میری کے مجال سے۔" عبداللہ نیں نرمائی تے کہیا۔

سیتا نیں سِر پے اوڈھنڑی ٹھیک کری۔

"عبداللہ !" عابد علی نیں پھکر کردے ہوئے کیہا۔

"جی ۔۔ جی ساب۔"

" باھر مڑا سا دھیان راکھیے ! جے ٹیشن پے کوئے انجانڑ مانُس دِکھے تو تُرنت منّے بھتائیے۔" عابد علی کے لہجے مینھ پریشانی تھی۔

"جی ساب۔" عبداللہ واپس مُڑ گیا۔

سیتا کے مونھ پے بھے کا گھور اندھیرا اور بی بدھ گیا۔ اُس نیں کچھ سمجھ کونی آوے تھا۔ اَک کے بولے اَر کے کرے۔

ٹیشن ماسٹر عابد علی نیں اپنڑی میج کے کھانّے مینھ تے تسبیح کاڈھی ار اُس کے منّکے پھیردے ہوئیں کسے سوچ مینھ کُھب گیا۔ کرے مینھ ایک ڈراونّ آلی ساں سپ سی ہوگی۔ رات کے گھور اندھیرے اَر مِنڈکاں کی ٹرڑ، ٹرڑ نیں ماحول اور بی گھٹا بَھے آلا بٹا دیا تھا۔ چانڑ چک پلیٹ پھارم پے جور جور تے بھونکدے ہوئے کُتّے کی اواج نیں سیتا تئیں ہڑ بڑا دیا ار اِس کے گات پے کانڈے سے کھڑے ہوگے۔ ہونٹ کانبڑ لاگ گے ار مونھ پے جردائی سی پھر گی۔ اُس نیں بولڑ کی کوسس کری پھر بول اُس کے گھٹوے مینھ ءرہ لیا۔

"میں تیری حالت نیں سمجھوں سوں۔" عابد علی نیں کچھ سوچدے ہوئیں کیہا۔ "دیکھ ! جے تنّے اپنّے بھائی شنکر تئیں جان کا کھترا سے تو میں تیری ماں گیلیاں بات کر لیوں سوں ۔ اَر وا تنّے اِجّت گیلیاں واپس لے جے۔"

"ناں۔ جمّاں نی۔" سیتا نیں ایک دم جواب دیا۔

"پر کیوں نی؟" عابد علی نیں حیرت گیلیاں پوچھیا۔

"وانیوں اَک۔۔۔۔" سیتا نیں ٹھنڈا سانس لیندے ہوئے کیہا۔" منّے اپنّا گھر مُڑ کے جانّ واسطے کونی چھوڑیا۔"

"پر جس ماتّس کھاتر تنّے گھر چھوڑیا تھا۔ وا بی تو کونی آیا !" عابد علی نیں نیڑ ھلاندے ہو کہیا۔ "جے مُڑ کے گھراں کونی جاوے تو پھیر جاوے گی کڑے؟"

سیتا بس درد کو مورت بنّی دیکھدی رئی۔ بولی کچھ بی ناں۔

"بول !" عابد علی نیں کیہا۔ "ایب توں کڑے جاوے گی؟"

سیتا نیں اپنّی کوھنّی میج پے ٹِکا کے ھاتھ ماتھے پے دھر لیا۔

"ایک پل سوچ کے عابد علی نیں سیتا کا ھنی دیکھیا ۔ اَر پھیر بڈیرے کی ڈھال پوچھیا۔

"تنّے ! کس کے وعدے پے گھر تیا گیا۔"

سیتا کا تو جنّوں کا لجہ ء دو ٹکڑے ہو گیا۔ اُس نیں نیڑ اوپر نیں ٹھائی تو اُس کا ھاتھ ماتھے پے دھریا ہویا ھاتھ بے جان سا ہو کے میج پے ڈھے پڑیا۔ آنکھیاں مینھ درد آگیا۔ اُس پے کوئے بی جواب کونی بنّیا۔

"وا ہے کونّ، جو آج کونی آیا؟" عابد علی نیں پوچھیا۔

" وا۔۔۔۔"تیر کی اٹی جِسی ساٹس سیتا کے بھیتر اُتر گی۔ " او ! میرے گیلیاں یونیورسٹی مینھ پڈھیا کرے تھا۔"

"کوٹ سے او؟" عابد علی نیں شبدھاں پے جور دیندے ہوئے پوچھیا۔

"مسلمان سے۔۔۔۔ سلمان سے اُسکا نام۔"سیتا نے ہچکی بندھی ہوئی اواج میں جواب دیا۔

" کے کہوے سے" عابد علی اُڈرک پڑیا۔" تنّے ایک مسلمان کھاتر گھر چھوڈ دیا۔؟"

"ھاں" سیتا نیں ٹھنڈی ساٹس لیندے ہوئے کیہا۔ "میں مسلمان ہو کے اس گیلیاں بیاہ کرنْ کا سوچوں تھی۔"

عابد علی نیں اپنا تسبیح آلا ھاتھ میج پے دھریا ار سِر نیھواڑ کے سوچ مینھ پڑ گیا۔

سیتا نیں اپنّی آنکھ مینھ تے ڈھیندے ہوئے آنجھو تے آنگلی کی پور تے پونجھ لیا۔

عابد علی نیڑ تلھان کریں۔ بالاں مینھ آنگلی پھیردے ہوئیں کئی ھانْ سوچدا رھیہا۔ اَرپھیر ھیران اَرپھکر مندی گیلیاں سیتا نیں دیکھنْ لاگ گیا۔ "توں بس ایک مسلمان تے بیاہ کرنْ کی کھاتر اپنا دھرم چھوڈنا چاھوے سے؟"

"اسی بات تو جمناں ء کونی۔" سیتا نیں پہلی بریاں تسلّی گیل بات کری۔

"تو پھیر؟" عابد علی نیں ھوربی ھیران ہو کے بوجھیا۔

"یا بات تو ساچی سے اَک اس کی موھبّت مینھ آ کے منّے اسلام گیلیاں دل چسپی پیدا ہوئی۔" سیتا نیں گھٹّے ء اعتماد گیلیاں کیہا۔" اَر پھیر۔۔۔ اپنّے گھر آئیاں تے لُھک کے منّے کئی اسلامی کتاب پڑھی۔"

عابد علی سیتا کی کہی ہوئی بات نیں دھیان لا کے سُنّدا رھیا۔

سیتا نیں ایک پل رُک کے پھیر اپنّی بات آگے بدھائی۔" اَر ایب !۔۔ ایب میں دل تے اسلام نیں ساچا دھرم سمجھوں سوں۔"

"سُبھان اللہ ؟ عابد علی کے مُکھ پے ہانّسی آئی۔

سیتا نیں مڑی ھانّ باد سکون اَر ارام لاگیا تو اس نیں پہلی بریاں کُرسی گیلیاں ٹیک لائی۔

چانّ چک عابد علی کے مونھ پے تے ہانّسی بھاج گی۔ اَر وا گھٹا ء پِھکر مند ہو گیا۔ "پر۔۔۔۔ تیرا چاھنّ آلا تو۔۔۔۔ آیا ء کونی۔"

" ہو سکے سے۔۔۔۔" سیتا کا دل بُجھ سا گیا۔" ہو سکے سے اُس نیں کوئے مجبوری آگی ہو۔"

" پر اُس نیں تیری مجبوری کا تو کتنی کوئے کھیال کونی کریا۔ اَک اُس کے ناں پوھچنّ تے توں کس مصیبت مینھ پڑجے گی !" عابد علی نیں گھٹّے ء اپھسوس تے کہیا۔

سیتا ایک دم کھڑپ دنّے سی سیدھی ہو کے بیٹھ گی۔ " ہو سکے سے۔۔۔۔ میں آج رات نیں قتل ء ہو جوں ! !" ایب اُس کی اواج مینھ دھست سی دِکھے تھی۔ ڈر اَر بَھے کے مارے سیتا کا گات برپھ برگا ہو گیا تھا۔ اُس کے گات پے ایک بریاں پھیر کانبنّی چڑھ گی تھی۔

سیتا کی بات سُنڑ کے نیں عابد علی بی کچھ پریسان سا ہو گیا تھا۔ عین اُسے پل کسے پاسے تے گولی چالڑ کی اواج آئی۔ سیتا ڈر کے کھڑی ہولی۔ " منّے لاگے سے ، شنکر آوے سے ! " اُس کے مُکھ پے موت کی مُردنی دیکھڑ لاگی۔

" یا کوئے پکی بات تو نئیں، اَک یو شنکر ء ھو۔ ! " عابد علی بی اوٹھ کے کھڑیا ہو لیا۔ " کدے کدے رات نیں گولیاں کی اواج سُنڑائی دیندی رھیا کرے سے۔"

دھست کے کارڑ سیتا کا پورا گات جو ر، جور تے کانبڑ لاگ گیا۔ کھڑیا رھڑا اُس واسطے گھڑا ء مُسکل ہو گیا۔ " کے توں میری ساھیتہ کونی کر سکدا؟" سیتا کی آنکھیاں مینھ تے آنجھو لِکڑڑ لاگ گے۔

عابد علی سوچ مینھ پڑ گیا۔ اَر تسبیح کے داڑے اُس کی آنگلیاں مینھ جور، جور تے گھومڑ لاگ گے۔

" کے ۔۔توں۔۔۔ نیوں چاھوے گا۔۔۔ ایک چھوری۔۔ جو ٹُسی اسلام دھرم مینھ آڑا چاھوے سے۔ پر۔۔۔۔ وا کلمہ پڑھڑ تے پھلاں ء قتل کر دی جاوے۔ "

عابد علی کے ھاتھاں مینھ تسبیح کے داڑیاں کی گردس جیادہ ہوگی۔

" بھتا۔۔۔اُتّر تو دیئو۔۔" سیتا کانبدے ہوئے ہونڑاں گیل بولی۔" کے توں چاھوے سے اَک میں مسلمان ہوڑ تے پہلاں ء مر جوں۔"

"ھوں۔۔۔۔۔ ! " عابد علی مڑا گھبرا گیا۔"ناں۔۔۔جماں نی۔"

"تو پھیر۔۔! " سیتا نیں اپنڑے کانبدے ھاتھ جوڑ دئیے۔" اللہ کے واسطے۔۔۔ میری مدد کرو۔۔۔۔ منّے۔۔۔" آنجھو سیتا کی آنکھیاں مینھ تے پھرس پے ڈھیندے جاویں تھے۔

"عبداللہ ! " عابد علی نیں بارنڑے کا ھنی دیکھ کے جور کا روکّا ماریا۔

عبداللہ بیڑی پیندا، کھانسدا ہویا دپھتر مینھ آیا۔" جی جناب ! "

"مڑی ھانڑ مینھ مال گاڈّی آوے گی۔ کھیال راکھیے۔" عابد علی نیں عبداللہ کا ھنی دیکھدے ہوئے کیہیا۔

" ٹھیک جناب۔ پر توں کڑیاں جاوے سے؟" عبداللہ نے ھیران ہوندے ہوئے پوچھیا۔

" ھاں۔" عابد علی نیں بس نیوں ء کہیا جنڑوں وا بات نیں بدھاٹا ناں چاھندا ھو۔

" پر جناب ۔ یا چھوری کوڑ سے؟" عبداللہ نیں ایک بر سیتا کا ھنی دیکھدے ہوئے پوچھیا۔

" میں اس چھوری واسطے ء جاؤں سوں۔ اس کی جندگی کھترے مینھ سے۔" عابد علی نیں ٹھنڈی سانس لے کے کیہیا۔

" کے کہو ہو، جناب" ۔ عبداللہ ایک دم اُدڑک کے پڑیا۔

"میں پھجر کی نماج پڈھ کے آؤں گا۔" یا بات کہندے ھوئے عابد علی نیں اپڑا ھاتھ آگے نیں بدھایا۔

" جی۔۔۔ جی جناب۔" عبداللہ نیں اپنڑے کا ھندے پے تے اجرک تار کے عابد علی تے دے دی۔

عابد علی نیں آگے ہو کے وا اجرک سیتا تے اُڈھادی ارنیوں کہیا۔"
اجرک گیلیاں اپنا مونھ ڈھک لئے۔ نیوں کوئے تنڑ پچھاڑ کونی سکے گا۔"
سیتا نیں اجرک گیلیاں اپنا گات ڈھکدے ہوئے ایک پلّے کا اوھلہ کر لیا۔ اَر ایب اسکا مونھ دورتے پچھاڑ مینھ کونی آوے تھا۔
"ٹوئی چال۔" عابد علی میج پے دھریا ہویا بیگ چک کے باھر آٹے بارٹے کاھنی چال پڑیا۔ سیتا بی اُس کے پاچھے پاچھے چالدی ہوئی دیھتر تے باھر بِگ گی۔ عبداللہ بُت بٹیا ان نیں دیکھدا رھیا۔

(3)

ریلوے ٹیسن کے باھر جاندی رات کے آکھری پہر کا اندھیرا چاروں پاسے ہو رہیا تھا۔ اَر ٹیسن کے باھر بلدے ایک ء بلیچھ نیں اس اندھیرے تے اور بی گھٹا ڈرونا بٹا دیا تھا۔ عابد علی کے ھاتھ مینھ سیتا کا کپڑیاں آلا بیگ تھا۔ اَر وا تَوا تَوا مڑی سی دور ریلوے کے پراٹے کو اٹراں کا ھنی جاوے تھا۔ ٹیسن ماسٹر تیج تیج ڈِنگ بھردا ہویا کو اٹراں آئی گلی مینھ بڑ گیا۔ ایبے سیتا اُس بھیڑی سی گلی کی نکڑ تیں پو ھنچی ء تھی اَک اُس نیں اپنے پاچھے کسے جیب کی اواج سُنی۔ اُس نیں گھبرا کے پاچھے دیکھیا تو اُس نیں شنکر کی جیپ دِکھی ۔تیج بھاجدی ہوئی جیپ ٹیسن کے شیامی پو ھنچ کے رُک گی۔ سیتا ایک دم بِھیڑی گلی مینھ مُڑ گی۔ اِس مینھ یا دیکھنْ کی ھمّت کونی تھی اَک شنکر کے گیلیاں کتنے گارڈ تھے۔ اَر اُن پے کونْسے ہتھیار تھے۔ وا بھاجدی ہوئی عابد علی گیلیاں چالدی رئی جونْسا اُس تے گھٹا تیج چالے تھا۔ اُس بکھت تیں عابد علی کے اپنے کو اٹر کے کِواڑ کھڑکا دیئے تھے۔ ایبے عابد علی نیں کِواڑ کھڑکا کے ھاتھ تلے کونی کرے تھے اَک سیتا نیں بی کو اڑ جور، جور تے پیٹنا سروع کر دیئے۔ اَر بِنا رُکے وا در واجے پے ھاتھ ماردی جاوے تھی۔

عابد علی نیں ھیران ھو کے سیتا کا ھنی دیکھیا۔ " تھوڑا سبر گیلیا ں کام لے۔ کِواڑ کھولنْ تو کِسے نیں آنْ دے۔"

"دیکھئے۔۔۔وا۔۔۔وا، پوھنچ گیا سے۔" سیتا نیں گھگھی بندے ہوئے ڈری ہوئی اواج میں کہیا۔ اَر کواڑاں پے وا ایبے بی ھاتھ ماردی جاوے تھی۔

جِپ تئیں عابد علی کچھ سمجھدا، کواڑ کھل گے۔ کواڑ کُھلدے ء سیتا بجلی جیوں بھیتر بڑ گی۔ عابد علی کے بھیتر آندے ء سیتا نیں ایک دم درواجا بند کر دیا ار دھست میں بولی۔" شنکر۔۔۔شنکر ٹیسن پے گیا سے۔"

"کوٹ سے یا؟" عابد علی کی لُگائی خدیجہ نیں ھیران ہو کے عابد علی تے سوال کریا۔

"سیتا۔۔۔" ایب عابد علی بی پریسان ہوگیا۔ "ستیا سے اِس کا نام۔"

" اس نیں اُورے کیوں لایا سے؟" خدیجہ نیں ھیرت اَر پریسانی مینھ پوچھیا۔

" یا خدیجہ سے۔۔۔ میرے گھر آئی۔" عابد علی نیں خدیجہ تئیں جواب دیٹ کی بجائے سیتا تئیں بھتایا۔

"تَوں کچھ بھتاندا کیوں نی؟" خدیجہ نیں پھیر پوچھیا۔ "کوٹ سے یا؟"

" بھتاؤں سوں، سب کِئے بھتاؤں سوں۔" عابد علی نیں بھے اَر ڈرتے کانبدی ہوئی اواج مینھ سیتا کا ھنی دیکھ کے خدیجہ تے کہیا۔"تَوں اس نیں بھیتر تو لے چال۔"

کمرے مینھ جا کے عابد علی نیں خدیجہ تئیں موٹی موٹی بات بھتا دی۔ خدیجہ نیں اپنے دھورے بیٹھی سیتا کا ھاتھ پکڑ لیا۔ سیتا کا ڈر ایبے کھتم کونی ھویا تھا۔ اُس نیں شیامی بیٹھے عابد علی کا ھنی دیکھیا اَر دُکھی ہو کے بولی۔" کڑیاں۔۔۔وا تھارا چھوٹا اپھسر۔۔۔۔ شنکر تئیں بھتا تو نی دیوے گا؟"

"ناں۔۔۔ میرے کھیال مینھ۔۔ او اِسا کام کونی کرے۔" عابد علی نیں اپنڑے بھیتر لے تے تسلّی دیندے ہوئے کیہا۔

" کے تنڑے پورا یقین سے؟ اَک وا۔۔ کچھ کونی بھتاوے۔" سیتا نیں عابد علی کے بول مینھ لکھیا ڈر جاپدے ہوئے کیہا۔

عبداللہ بڈّا گیانی ماٹس سے۔" عابد علی نیں ڈونگا سانس بھردے ہوئے جواب دیا۔ " منڑے نی لاگدا اَک وا اِسی کوئے گلتی کرے گا۔"

"پر۔۔۔ پرجے۔۔۔" سیتا نیں اپنڑے سوکھے ہونٹاں پے جِیب پھیری۔

"جے اِس نیں۔۔۔۔ بھتا دیا تو۔۔۔" سیتا کی آنکھیاں مینھ موت دِکھنڑ لاگی۔

"سیتا ! رب کی جات پے بھروسہ راکھ۔" خدیجہ نیں سیتا کا ھاتھ اپنڑے ھاتھاں مینھ پکڑ کے اُس تئیں تسلّی دی۔

"جے۔۔۔۔جے شنکر نیں بیرا پاٹ گیا تو۔۔۔ اس گھر کی کاندھ بی منڑے کونی بچا سکیں گی۔" سیتا کا گات پھیر کانبنڑ لاگ گیا۔

" اُس کی ہستی تو بچا سکے سے ناں۔" عابد علی نیں اپنڑی بڈی آنگلی اُوپر نیں کردے ہوئیں کہیا۔

"ھاں جی۔۔ پر۔۔۔جے۔۔" سیتا اپنڑی بات پوری ناں کر سکی۔ اُس کے گات کی کانبنڑی اور گھنڑی بدگی تھی۔

"پر، کے؟" عابد علی ایک ٹھنڈا سانس بھر کے بولیا۔

"او۔۔ شنکر۔۔" سیتا کے بول مینھ موت کا بھے گھٹا دِکھے تھا۔ " شنکر۔۔۔ کسے بی ٹَیم ۔۔اورے آ کے۔۔۔ منڑے مار سکے سے۔"

عابد علی کچھ پولڑ کی بجائے اوٹھ کے نیں توَلا سا باھر کاھنی گیا۔ عابد علی کے نیوں جاڑ تے سیتا کے بھیترلے مینھ پھیر کھد بد ہوئی اَر اُس کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ خدیجہ نیں اپٹا ھاتھ سیتا کے کاندھے پے دھریا۔"جِندگی اَر موت سب اوپر آلے کے ھاتھ مینھ سے سیتا ! تیں سب کچھ اُس کے اوپر چھوڈدے۔"

"ہو سکے سے۔۔۔ شنکر عبداللہ پے کرڑائی کرے۔ اَر۔۔۔ او سب کچھ بھتا دیوے۔ " سیتا نیوں بولی جڑوں اُس نیں موت کا پھرستہ آندا دیکھ لیا ھو۔

"سیتا ! رب سوھڑے تے اتنی مایوس ناں ہووے۔"خدیجہ نیں اُس تئیں سمجھاندے ہوئے کہیا۔" رب سوھٹا گھٹا دیالو اَر بگڑی بٹاڑ آلا سے۔"

سیتا من مینھ چاھندے ہوئے بی کوئے اُترناں دے سکی۔ گرمی بی کونی تھی پر اُس نیں ماتھے پے تریلی سی لاگی۔ کمرے مینھ جماں کھاموسی چھائی ہوئی تھی۔ عابد علی جیوکر چاڑ چک کمرے تے گیا تھا نیوں ء واپس آ لیا۔ سیتا نیں نیڑ پاچھے نیں موڑ کے ڈری ہوئی آنکھیاں گیل عابد علی کی اوڑ دیکھیا۔

"سیتا"۔ عابد علی نیں کھڑے کھڑے الگ دٹے سی کہیا۔

سیتا کا سانس جماں سوکھ لیا تھا۔

"توَں مسلمان ہوٹا چاھوے سے ناں"۔

" ھاں جی"۔

"میرے کھیال مینھ اِسے نیک کام مینھ جماں دیر نئیں کرڑی چاہیے۔" عابد علی نیں سیتا کے شیامی بیٹھدے ہوئے کیہا۔ "کیوں جے۔۔۔ماڑس نیں کوئے بیرا نی اَک کَد اُس کے سانس کی ڈور ٹوٹ جے اَر سانس لیڑ کا عمل آدھم مینھ ء رہ جے۔"

سیتا بے تاب ھوگی۔ اس نیں نیوں لاگیا جنّوں کسے نیں اُس کے نرگھسے پے چُھری دھر دی ہو۔ "تو۔۔۔تو ایب۔۔ تھامے سمجھو ھو اَک۔۔۔۔ میری موت کا بکھت آلیا سے؟"

"جِندگی اَر موت رب کے ھاتھ مینھ سے۔ توں ناں گھبراوے۔" عابد علی نیں سیتا کی ڈھارس بندھاڑ کی کوسس کری۔

سیتا سوچ مینھ پڑگی۔ اُس نیں کِمیں سمجھ نئیں آوے تھا اَک اُس گیلیاں کے ہونّ آلا سے۔

"سیتا ! ایمان کا رستہ لیڑ مینھ دیر نئیں کرنّی چاھیئے۔" عابد علی نیں گھنّی ء نرمائی تے کہیا۔ "توں ایبے مسلمان ہو جیا۔"

"پر کیو کر ہو جوں ! ۔ سیتا نیں پوچھیا۔ "کونّ کرے گا؟"

"میرے ھاتھ پے۔ میں کروں گا۔" عابد علی بولیا۔ "میں تنّے کلمہ پڑھاؤں گا۔"

سیتا نیں بِنا جھجھک نیڑ ھلا دی۔

عابد علی نیں مسکراندے ہوئے اپنّی گھر آئی کاھنی دیکھ کے کیہا۔" خدیجہ ! سیتا تے اپنّے کپڑے پھیرا کے اَر وجو کرا کے لے آ۔"

خدیجہ نیں مُسکراندے ہوئے سیتا کا ھاتھ پکڑیا اَر اُس نیں دوسرے کمرے مینھ لے گی۔

عابد علی ھر ئیم وجو کر کے راکھیا کردا۔ اِس واسطے وا سیتا کے آنّ کی باٹ دیکھنّ لاگ گیا۔ اُس کے بھا مینھ یو سوچنّا ء سکون دیوے تھا اَک آج کوئے اُس کے ھاتھاں مسلمان ہووے تھا۔ مڑی ھانّ مینھ سیتا اَر خدیجہ کمرے مینھ واپس آ

گے۔ عابد علی سیتا تے دیکھ کے مُسکرایا۔ خدیجہ کے کپڑے پیھریں اَر سِر پے اوڈھنّی لئے سیتا کچھ بدلی بدلی سی لاگے تھی۔ اُس نیں سیتا اَر خدیجہ تئیں بیٹھنّ نیں کہیا۔ سیتا صوپھے پے عابد علی کے شیامی بیٹھ گی اَر خدیجہ اُس کی جڑ میں بیٹھ گی۔ سیتا نیں اپنّا سِر تلھان کر راکھیا تھا اَر وا گھنّی ءپُر سکون لاگنّ لاگ ری تھی۔

ایک پل چُپ رھنّ کے باد سیتا کاھنی دیکھ کے نیں گھنّے میٹھے بول گیلیاں کہیا۔ "کہہ، بسم اللہ۔"

"بسم اللہ۔" سیتا نیں بی بولیا۔

"الرحمن"۔ عابد علی نیں عربی لیجے مینھ بولیا

"الرحمٰن"۔ سیتا اُس کے پاچھے بولی

"الرحیم"۔ عابد علی نیں کہیا

"الرحیم"۔ سیتا بی بولی۔

"لا الہٰ"۔ عابد علی نیں بوھت ءمیٹھے سبھا تے کیہیا

"لا الہٰ۔" سیتا نیں بی بولیا۔

"الااللہ"۔ عابد علی بولیا۔

"الااللہ"۔ سیتا بولی

"محمدالرسول اللہ"۔ عابد علی نیں کیہا

"محمد الرسول اللہ"۔ سیتا نیں ادب گیلیاں کہیا۔

عین اُسے بکھت باھر لے بارنّے پے کھٹ کھٹ کی اواج آئی تو سیتا اُدڑک کے پڑی۔

عابد علی نیں ڈری ہوئی نگاہ گیلیاں خدیجہ کاھنی دیکھیا۔" یو اس بکھت کونڑ آسکے سے۔"

خدیجہ بی بچاری گھبرا گی۔ اُس نیں عابد علی کی بات کا کوئے اثر کونی دیا۔

عابد علی چُپ چاپ اوٹھ کے باھر لکڑ گیا۔ سیتا سب کچھ رب نیں سونپ کے نیں بس " لا الہ الا اللہ ۔ لا الہ الا اللہ "۔ پُکارنڑ لاگ گی۔

تھوڑی دیر باد عابد علی واپس کرے مینھ آیا تو سیتا نیں مونھ اوپر ٹھا کے اُس کاھنی دیکھیا اَر سیدھی ھو کے بیٹھ گی۔

" عبد اللہ تھا۔ " عابد علی نیں مُسکرا کے بیٹھدے ہوئے کیہیا۔ " منّے بھتایا تھا ناں اَک عبداللہ سیاٹا ماٹس ہے۔ اس نیں شنکرتے کچھ کونی بھتایا۔"

سیتا نیں اپٹا سر سوپھے پے ٹکا کے پھیر آنکھیاں کی پلک موندلی۔ ایب وا اپٹے آپ نیں گھٹاء ھلوا جا پے تھی۔ اُس کے ھونٹ آپے آپ ھالنڑ لاگ رے تھے۔ " لا الہ الا اللہ۔۔۔"

عین اُسے بکھت میجت مینھ تے سبیرے کی نماج کی اجان آنڑ لاگی۔ " اللہ اکبر، اللہ اکبر۔"

" میں میجت مینھ جاؤں سوں۔ تَوں سیتا نیں اپٹے گیلیاں نماج پڑھا لے۔" عابد علی خدیجہ کاھنی دیکھدا ہویا اوٹھیا اَر باھر لکڑ گیا۔

" ھاں جی۔ جرور! میری کھاتر تو یا بات گھٹی ء آدر آئی سے۔" خدیجہ نیں کُھس ہو کے جواب دیا تو یا بات سُنڑ کے سیتا کے مونھ پے بی روٹق آئی۔

عابد علی کرے تے باھر گیا اَر سیتا نیں آگے بدھ کے خدیجہ تے بی پہلاں مُسلّہ ٹھایا۔

(4)

پو پاٹن تے پہلاں کا گھر تے لِکڑیا ہویا شنکر چاروں پاسے سیتا نیں ٹوہ، ٹاہ کے اپنی ناکامی گیلیاں ھیلی مینھ آیا تو دن ڈھل لیا تھا۔ ایب وا اپنی ماں جانکی بائی کے شیامی کھڑیا تھا۔ جانکی بائی کے کمرے مینھ ہونڑ آئی باتاں کی اواج پوری ھیلی مینھ گونجن لاگ ری تھی۔ " ماں! تنے سارا بیرا تھا اَک سیتا کا ایک مسلمان چھورے گیلیاں چکر چالے سے۔ پر تنے میرے تے بھتایا لگ نئیں۔"

" کے بھتاندی بیٹا !" جانکی بائی نیں دُکھیا لہجے مینھ جواب دیا:" منے تو ڈر لاگے تھا اَک۔۔۔۔"

" اَک میں تھاری دوسری بیٹی نیں بی قتل کر دیوں گا !" شنکر جانکی بائی کی بات پوری ہونڑ تے پہلاں ءبول پڑیا۔

"ھاں"۔ شنکر کے شیامی کھڑی جانکی بائی نیں ایک دُکھ بھریا سانس لے کے اپنی نیڑ جُھکا لی۔

شنکر بس ایک پل تو چُپ رھیا ۔ گُسّے مینھ اپنا اوپر آلا ھونٹ داناں مینھ دابے رھیا اَر پھر ایک ایک شبدھ پے جور دیندے ہوئے جلدی بلدی اواج مینھ کہن لاگیا۔"گیتا نیں تو گھراں تے بھاج کے ایک ہندو چھورے گیلیاں بیاہ کریا تھا اَر وا چھورا کم جات کا تھا۔ پر۔۔ سیتا تو۔۔۔" شنکر چُپ ہوگیا۔ پر پھیر ایک دم جو رتے دھاڑیا۔" دیکھ لیوں گا، کرے تئیں لُکے گی سیتا۔۔۔ کَد لگ جیوے گی۔"

"صبر کر، صبر"۔ جانکی بائی نیں رعب تے کیہیا۔ "شنکر! صبر تے کام لے۔"

"اتنی بڈی بات ہوٹ کے باد بھتا تو دے، میں کیو کر صبر کروں؟" شنکر نیں نیوں لاگے تھا اَک اُس کے گات مینھ تے آگ کے بھبھو کے لِکڑیں سیں۔

"سیتا اَر اُس چھورے کے تو میں ٹکڑے ٹکڑے کر ء دیوں گا۔ پر میں اُس پورے پریوار نیں بھی مار دیوں گا، جڑے سیتا پاوے گی۔"

"شنکر!" جانکی بائی کے بول میں ایک رعب سا تھا۔ اُس نیں ایک ایک شبدھ پے جو ر دیندے ہوئے کیہیا۔" تنّے گیتا اَر اُس کے گھر آلے تئیں ایک ایکسیڈنٹ کا ڈرامہ کر کے مروایا تو منّے ایک جہر کا گھونٹ سمجھ کے پی لیا۔ اَر تیرے تئیں بچا لیا اَک توں میرا ایک و ایک پوت سے۔ پر جے تنّے ایب کے کوئے اِسا کام کریا تو۔۔۔۔"

" پھانسی تڑوا دیئے منّے۔" شنکر نیں جانکی بائی کی بات کاٹدے ہوئے کیہا۔ "گولی مروا دیئے میرے۔"

"شنکر! ایب میں تنّے کونی چھوڈوں۔" جانکی بائی کی اواج میں رعب بی تھا ار دھسڑکی بی۔

" جو تیرے پے ہو سکے، کر لئے۔" شنکر نیں گُسّے مینھ کیہیا۔" جو منّے کرنا سے وا میں کروں گا۔ " شنکر گھنّے ء چھو میں آ کے کِواڑاں نیں جور کا دھکا دیندے ہوئے کمرے تے لِکڑ گیا۔

جانکی بائی اپنّے دونوں ھاتھ سِر پے دھر کے ڈبل بیڈ کے کنارے پے بیٹھ گی۔ وا شنکر کے جِد، گُسّہ اَر بدلے کی آگ نیں جانّے تھی۔ اس نیں پورا وسواس تھا

اَک جے سیتا اُس نیں پاگی تو وا اُس نیں ترنت مار دے گا۔ جانکی بائی گھنٹی ء ڈری ہوئی ار اُدھیڑبُنْ مینھ تھی۔ چانْ چک جیپ چالنْ کی اواج تے جانکی بائی اَدڑک کے پڑی۔ ایب تو اُس نیں جمّاں یقین ہو گیا تھا اَک شنکر سیتا تے مارے بِنا کونی رھوے۔ ایک پل کچھ سوچنْ کے بادوا بیڈ دھورے دھری میج کا ھنی سرکی۔ پھون کا ریسیور ٹھایا اَر ایک نمبر ڈَیل کریا۔ جِب دوسری اوڑتے کسے نیں پھون ٹھایا تو تَوْلی سی بولی۔" ڈی۔آئی۔جی۔ ساب۔ میں سیٹھ گوپال داس کی گھر آئی بولوں سوں۔۔۔"

اپنّے پریوار کے وقار کی کھاتر جانکی بائی چاھوے تھی اَک سیتا کے گھر تے بھاجنْ کی بات نیں لھکو لے پر ایب پولس تے مدلیْ کے سوا کوئے چارہ نئیں رھیا تھا۔ وا، سیتا کے گیل گیل شنکر نیں بھی بچاٹا چاھوے تھی۔ نیوں کر کے اُس نیں ڈی۔آئی۔جی تئیں شنکر کی کوئے شکایت کونی کری۔ پر نیوں جرور کہہ دیا اَک سیتا نیں ٹوھنْ میں کوئے دیر ناں کری جاوے۔ جانکی بائی نیں سماج مینھ اپنّے رُتبے کا بھی احساس تھا۔ اُس نیں بیرا تھا اَک اُس کے ایک بر پھون کرنْ پاچھے سارے گام مینھ ھُل ھُل ماچ جے گی۔ ار شنکر تے پہلاں پولس سیتا نیں ٹوہ لے گی۔

ڈبل بیڈ کی میج دھورے بیٹھے بیٹھے جانکی بائی نیں سر مینھ کچھ گھنگھیلا سا اُٹھدا دیکھیا۔ اُس نیں پیر پھرس پے تے ٹھا کے بیڈ پے دھر لئے اَر بیڈ کے ٹیک لا کے دل ء دل مینھ سیتا کی سلامتی کی دعا مانگنْ لاگ گی۔

(5)

"ماشاء اللہ ! ایب توں مسلمان ہو لی سے۔" شام کے ٹیم چاہ پیندے ہوئے عابد علی نیں ہانسدے ہوئے سیتا کا ھنی دیکھیا۔ "پر کسے مسلمان گیلیاں نکاح کرنڑ تے پہلاں قانون کا کھیال راکھدے ہوئے اپٹا ھلپھیہ بیان جرور لکھوا لئے۔"

"جی اچھیا۔" خدیجہ دھورے بیٹھی سیتا نیں بی ہانسدے ہوئے اپٹی اوڈھٹی ٹھیک کری۔

"پر۔۔۔۔۔منڑ اس بات پے گھٹا ء اچرج ہے اَک جس چھورے کھاتر اپٹا گھر چھوڈ کے آگی۔ اُس کے گھر کے ٹھکاڑے کا تنڑ بیرا ء کونی۔"

"ھم دونوں یونیورسٹی مینھ تھے تو اوڑے ء مل لیا کردے۔" میرے دھورے تو بس سلمان کا پھون نمبر ء تھا۔"

"پر اسکا موبائل نمبر بھی تو بند ء ملڑ لاگ رھیا سے۔" عابد علی نیں گھٹی ء پِھکر گیلیاں کہیا۔"تیرے دھورے موبال کونی؟"

"تھا تو۔۔۔۔ پر کچھ دن پہلاں شنکر نیں کھوس لیا تھا۔" سیتا نیں بھتایا۔" اُس نیں کِے شک سا ہو گیا تھا اَک میں کسے چھورے گیلیاں بات کرو سوں۔ "

"لے ! یو موبایل توں اپنڑے دھورے راکھ لے۔" عابد علی نیں اپنی گو ھجی مینھ تے موبائل پھون کاڈھ کے سیتا تے دیندے ہوئے کہیا۔

"ناں جی۔" سیتا نیں ھاتھ پاچھے نیں کریا۔" بس تھامے سلمان کے نمبر پے پھون کردے رھیو۔"

"بھاگوان! کھیال راکھیے۔ اڑوس پڑوس ینھ کسے نیں بڑک بھی ناں ملے اَک سیتا مھارے گھراں سے۔" چاہ کا آکھری گھونٹ پھرکے کوپ میج پے دھردے ہوئے عابد علی نیں خدیجہ تئیں کہیا۔

"ٹھیک سے! توں اس بات کی پھکر ناں کرے۔"

"جے گھر میں کوئے لُگائی آوے تو پہلاں سیتا نیں لھکوئیے پھیر کِواڑ کھولئے۔" عابد علی نیں کیہیا۔

"میں جاٹُوں سوں اَک سیتا تے لھکو کے راکھٹا کتنا جروری سے۔" خدیجہ نیں دھوری بیٹھی سیتا کے ھاتھ پے اپٹا ھاتھ دھردے ہوئیں کہیا۔

"اَرھاں! خدیجہ، ایب سیتا تے نماج سِکھاٹا اڑپڈھاٹا تیری جِمّے داری سے۔"

"میرے واسطے تو یو کام گھٹا ء ثواب کا سے۔" خدیجہ ہانسدے ہوئے جواب دے کے اوٹھی تو گیلیاں سیتا بھی کھڑی ہو لی۔

"بے سک! ثواب تو گھٹا ء ملے گا تنّے۔" عابد علی ھانسیا۔

"بات سُن۔ کے تنّے ایبے اس کا کوئے اسلامی نام کونی سوچیا؟" خدیجہ نیں سیتا کا ھنی دیکھ کے عابد علی تے پوچھیا۔

"تھوڑی موھلت دے بھاگوان۔" عابد علی ھانسدے ہوئے بولیا۔ "سیتا واسطے کوئے اچھا سا نام سوچوں سوں۔"

" پر نیک کام مینھ دیر نیں ہوٹی چاھیئے۔" خدیجہ بولی۔"یو بھی تو نیک کام سے۔"

" جماں سولہ آنے بات ۔" عابد علی نیں بارٹے کاھنی جاندے ہوئے کیہیا۔"کِواڑ بھیتر تے بھیڑ لیو۔"

خدیجہ کِواڑ بھیڑ ٹ کھاتر عابد علی کے پاچھے پاچھے چالی۔

سیتا ھانسدے ہوئے کسے سُپنے میں کھو گی۔ اَرنیوں شام رات مینھ ڈھل گی۔

رات نیں عابد علی روٹی کھاٹ کھاتر گھراں آیا تو سیتا ایک سوالیہ نسان بٹ کے اُس کے شیامی آکھڑی ہوئی۔

عابد علی نیں سیتا کی آنکھیاں مینھ اٹکیا ہوا سوال پڑھ لیا۔" منّے گھٹی ء بریاں کو سس کری۔ پر۔۔۔ سلمان کا نمبر ء بند تھا۔ " اُس نیں ٹھنڈا سانس بھردے ہوئے کیہیا۔

مایوسی کے بوجھ تلے سیتا کی نیڑ آپے آپ جُھک گی۔

"توں پِھکر ناں کرے۔" عابد علی نیں ھمدردی گیلیاں بولیا۔ "جِب تئیں سلمان ناں آوے۔ توں مھارے دھورے ء رہوے گی۔ "

"ھاں سیتا ! تنّے پریسان ھوٹ کی کوئے جرورت کونی۔" خدیجہ نیں سیتا کے کاندھے پے ھاتھ دھردے ہوئے کیہیا۔

سیتا کی تلھاٹ ہوئی نیٹر تلھانے ء رھی۔

عابد علی نیں اپنڑی گھر آئی کاھنی دیکھیا۔ " تنڑے کِواڑ کھولڑ تے پہلاں سیتا تے لھکو کے بڈے گیان کا کام کریا۔ ایب ھم نیں سیتا کاھنی تے گھٹی ء رُکھالی راکھٹی پڑے گی۔"

"میرے ھوڑ تے تھامے بھی ایک نئی مصیبت مینھ پڑ گے سو۔" سیتا نیں کیہیا۔

" ایب ھور کچھ ناں بولیے۔" عابد علی نیں سیتا کی بات کاٹدے ہوئے کیہیا۔ " ھم دونوں تو اپٹا پھرج نبھاڑ لاگ رے ساں۔ تیرے اوپر کوئے شیان کونی کردے۔"

سیتا ماتھا پکڑ کے بیٹھ گی۔

"توں مایوس ناں ھووے۔" عابد علی نیں سیتا تئیں دلاسہ دیندے ہوئے کیہیا۔ " ھوجے گا سلمان گیلیاں رابطہ۔"

سیتا کچھ ناں بولی پر اُس کی آنکھیاں نیں سامڑ کی جھڑی لا دی۔

(6)

پلیٹ پھارم کے بھے تے بھرے ہوئے اندھیرے مینھ بیٹھیا عابد علی کسے ڈونگی سوچ مینھ ڈوب لیا تھا۔ اَر اُس نیں نیوں لاگے تھا جنڑوں وا کسے میوزیم کی بینچ پے بیٹھیا آپ بھی کوئے مجسّمہ ھو۔ پر اُس کا دماگ ھلے بھی چالے تھا۔ آج وا سیتا کی سلامتی نیں لے کے گھٹا ء پھکر مند تھا۔ کیوں جے اُس نیں شنکر کے کارندے ، ھاتھاں مینھ ہتھیار ٹھائیں پلیٹ پھارم کے چکر لاندے دیکھ لئے تھے۔ ان مانُسان تے دیکھ کے اُس نیں ایک بَر پھیر سلمان گیلیاں بات کرنڑ کی کوسس کری تھی۔ پر جِب بھی اُس نیں پھون کریا، سلمان کا نمبر بند ء پایا۔ عابد علی کی پریسانی بدھدی جاوے تھی۔ وانیوں چاھوے تھا اَک سیتا جتنی جلدی ھو۔ سلمان گیلیاں اُس کے گھراں بِگ جے اَر اُس کی جندگی بچ جے۔ اسے سوچ اَر پھکر نیں عابد علی تئیں مانّی کا مادھو بٹا دیا تھا جونسا ھالے کونی تھا۔

رات آدھی تے گھنٹی ٹپ لی تھی۔ پلیٹ پھارم پے پراٹے جمانے کے دو لیمپ بلڑ لاگ رے تھے۔ جن کے چاندڑے مینھ پلیٹ پھارم پے چاندٹا ھونڑ کی بجائے ماھول گھٹا ء پُر اسرار لاگے تھا۔ آج رات کی گاڈّی تے دوسرے گام جانڑ کھاتر کوئے بھی سواری کونی تھی۔ پلیٹ پھارم پے ایک کُتّی آسے پاسے سونگھدی پھرے تھی۔ اَر دو کُتّے اُس کے پاچھے پاچھے تھے۔ دونوں کُتّے تھوڑی دیر مینھ ایک دوسرے نیں داند دکھا کے ار بھونس کے نیں کُتّی پے اپٹا ھق بھتانڑ کی کوسس کریں تھے۔ کُتیاں کے بھونکڑ گیلیاں ٹِڈیاں کی اواج بھی سُنڑ مینھ آوے

تھی۔ پلیٹ پھارم کے باھر کھڑے پانٹی مینھ تے مِنڈکاں کی اواج ار ھوا کی سرسراھت نیں پلیٹ پھارم کی پراسراریت مینھ بادھا کر دیا تھا۔ اَر عابد علی ، اپنٹی سوچ مینھ گُم ھو کے پلیٹ پھارم کا ء ایک ھِصہ لاگٹ لاگ رھیا تھا۔

ایک مُجسمے کی طریاں دیکھٹ آئے عابد علی کے نیڑے مڑی سی ھرکت ہوئی تو اُس نیں اپنٹے سجّے پاسے دیکھیا تو عبداللہ اُس بینچ پے بیٹھ لیا تھا۔

" کے سوچو سو جناب !" عبداللہ نیں بیڑی سِلگاندے ہوئے پوچھیا،

"میں سیتا کے بارے مینھ ء سوچوں تھا۔" عابد علی نیں لامبا سانس لیندے ہوئے کیہا۔

" تھم نیں تو اُس کی جندگی بچائی سے جناب !" عبداللہ نیں عقیدت مندی تے اپٹا ھاتھ عابد علی کے ھاتھ پے دھریا۔" اَر تھم نیں تو ایمان کے رستے پے آنٹ مینھ بھی سیتا کی مدد کری سے۔ تھم نیں اس بات کا گھٹا ثواب ملے گا۔ "

"اس ثواب مینھ توں بھی میرے گیلیاں ء سے عبداللہ۔" عابد علی نیں اپنٹے ھاتھ پے دھرے ہوئے عبداللہ کا ھاتھ دابیا۔

" منّے تو کمیں کونی کریا، جناب !" عبداللہ نیں نیڑ ھلاندے ہوئے کیہیا۔

"عبداللہ ! تنّے بوھت بڈا کام کریا سے۔" عابد علی اوٹھ کے کھڑیا ہو لیا۔

"میں تھاری بات سمجھیا کونی جناب !" عبداللہ نیں بھی اوٹھ کے کھڑیے ہوندے ہوئے کیہیا۔

" تنّے گھنٹی عقل مندی کا کام کریا سے عبداللہ !" عابد علی نیں عبداللہ کے کاندھے پے ھاتھ دھردے ہوئے کیہا۔ "شنکر تے سیتا کے بارے مینھ ناں بھتا کے سیتا کی جان تو تنّے بچائی سے ۔"

"شنکر جیسے بھیڈے تے میں سیتا کا پتہ کیوکر دیندا!" عبداللہ نیں ایک سسکاری بھری۔ "سیتا تے دیکھ کے منّے اپنڑی بیٹی زینب یاد آگی تھی۔" عبداللہ کا مونھ درد کی ایک پھوٹو بنڑ گیا تھا۔

"تیرے من مینھ ایہے تئیں زینب کا درد سے؟" عابد علی نیں ھاتھ عبداللہ کے کاندھے پے دھردے ہوئے پوچھیا۔

"جی جناب! میں بھلا۔۔۔۔۔ اُس بکھت نیں کیوکر بھول سکوں سوں، جِپ میری بیٹی زینب بہو بنڑی اسے ٹیسن پے تے جاوے تھی۔" عبداللہ کی آنکھ مینھ پانڑی آگیا۔ اُس نیں اپنا آپا ڈاٹدے ہوئے کیہا۔" اَر گاڈّی مینھ بیٹھدے ہوئے زینب کا پیر تِسل گیا۔ ار۔۔۔۔ وا۔۔۔۔ گاڈّی تلے آ کے کٹ گی۔۔۔" عبداللہ اپنڑے آپے کے قابو ناں راکھ سکیا اَر اپنڑا مونھ دونو ھاتھاں مینھ لھکو کے سسکی لیندا ہویا پھیر بنچ پے بیٹھ گیا۔

عابد علی اُس تئیں ھمدردی دکھانڑ کھاتر اُس کے نیڑے ءبیٹھ گیا۔ پر کوئے بھی شبدھ اُس کی جُبان تے کونی لکڑیا۔ عبداللہ کے درد اَر دکھ کے شیامی اُس نیں اپنڑے شبدھ چھوٹے لاگیں تھے۔

سسکی لیندے ہوئے عبداللہ اپنڑے آنجھواں تے بھرے مونھ پے تے ھاتھ ھٹا کے لین کا ھنی اسارہ کردے ہوئے اَر درد تے کُرلاندے ہوئے کہنڑ لاگیا۔" اس جگہ میری زینب دو ٹکڑے ہوئی تھی۔" عبداللہ نیں اپنڑا سِرپَیٹ کے نیڑ تلھان کر لی۔ اَس سسکی لیندے ہوئے بولدا رھیا۔ " اَر پھیر زینب کی ماں۔۔۔ اسے صدمے مینھ ۔۔۔ منّے۔۔۔ منّے ایکلا چھوڑ کے۔۔۔۔۔ اللہ نیں پیاری ہو گی۔"

پلیٹ پھارم پے عبداللہ کی ہچکیاں سُنّیں تھیں۔ اُس کی ھچکیاں نیں اندھیرے تئیں اور بھی دردناک بنّا دیا تھا۔ عابد علی نیں بھی نیوں لاگیا جنّوں یو درد اُس کے کالجے مینھ اتردا جاوے سے۔ اُس نیں کئی بریاں عبداللہ تے دلاسہ دیڑ کی کوسس کری پر شبدھ اس کی جُبان پے آئے ء کونی۔ اُس نیں اپنّا ھاتھ دھورے بیٹھے ہوئے عبداللہ کے کاندھے پے دھریا۔" صبر تے کام لے عبداللہ !" گھنّی ء دیر مینھ بس وانیوں ء کہہ پایا۔

" جی جناب !" عبداللہ نیں اپنّے آنجھو پونجدھے ہوئے اپنّی سسکیاں روکنّ کی کوسس کری۔ " صبر کے سِوا۔۔۔ کوئے دوسرا رستہ بھی تو کونی ، جناب۔۔ پر جناب۔۔۔۔۔ میری زینب۔۔۔" عبداللہ چُپ ہوگیا جنّوں زینب کے نام کے بعد کوئے دوسرا شبدھ اُس کی جُبان پے آوے ء کونی تھا۔

"زینب !" عابد علی نیں مونھ ء مونھ میں بُڑبڑاندے ہوئے عبداللہ کا ھنی دیکھیا۔ "عبداللہ !"

" جی جناب !" عبداللہ نیں ایک ڈونگا سانس لیا جنّوں وا اپنّے بھیتر کی آگ نیں ٹھنڈا کرنّ چاھندا ھو۔

" تنّے کوئے اچرج تو کونی ھووے جے۔۔۔۔۔۔۔" عابد علی نیں ایک پل سوچ کے پھیر کیہیا۔" جے سیتا کا اسلامی نام زینب دھر دیا جاوے؟"

"نئیں جناب !" منّے بھلا کے اعتراج ہو سکے سے !" نیوں لاگیا جنّوں عبداللہ کے بھیتر لے مینھ دُکھ کی ٹھوڑ ایک چھوٹی سی کُھسی آگی ھو۔ "بلک نیں منّے تو گھنّی ء کُھسی ھووے گی، جناب ! سیتا بھی تو۔۔۔۔ میری کھاتر میری بیٹی جِسی ء سے۔"

گاڈی کی کوک نیں دونواں تئیں اُدڑکوا دیا۔ وینھ دونوں دُکھ ار درد کے پاٹی
مینھ تِردے تِردے نیوں بھول گے تھے اک گاڈّی آنڑ کا بکھت ہو لیا تھا۔ اَر انھاں
نیں اپنڑی ڈیوٹی بھی کرنڑی سے۔ دونواں نیں اوٹھ کے گاڈّی کی لین کاھنی دیکھیا۔ دور
تے گاڈّی کے انجنڑ کی بتّی کا چاندٹا دِکھے تھا۔ شیامی تے وائے گاڈّی آنڑ لاگ ری
تھی جس نیں زینب کے دو ٹکڑے کرے تھے۔ وائے گاڈّی جس مینھ سلمان کے
ناں آنڑ پے سیتا جندگی اَر موت کے دو راھے پے کھڑی تھی۔

(7)

"شنکر! کے سیتا اِس موت کے پنجے تے بچ جے گی؟" دل مراد نیں مُسکراندے ہوئے اپنڑے پنجے تے دیکھیا۔ "دل مراد موت کا پنجہ بڑ کے کسے کے پاچھے بھی جا سکے سے۔"

شنکر کے شیامی مھمان کھانڑے مینھ دل مراد بیٹھیا تھا۔ دل مراد، جوٹسا اس علاقے کا سب تے بڈا ارکھترناک کرائے کا قاتل تھا۔ اِسے کے ھاتاں شنکر نیں اپنڑی چھوٹی باھڑ گیتا اَر اُس کے گھر آلے روی کا قتل کروایا تھا اَر اس ڈرامے تیں ایک ٹریفک ایکسیڈنٹ کا نام دے دیا تھا۔ آج سبیرے سبیرے ءدل مراد شنکر کے شیامی بیٹھیا تھا۔

شنکر نیں اپنڑا سِر اُپرانے ٹھایا اَر دِل مُراد کا ھنی دیکھیا، پھیر ایک لامبا سا سانس لے کے کہیا۔ "سیتا، ناں تو کِسے گاڈّی مینھ چَڑھی اَرناں ءکسے لاری مینھ ۔"

" اس کا تو یو مطبل سے اَک تھاری باھڑ اسے گام مینھ سے۔" دل مُراد نیں اپنڑی بڈی بڈی مونچھاں پے ھاتھ پھیردے ہوئے کیہیا۔

"ھاں دِل مُراد!" شنکر نیں داند بھچیڑدے ہوئے کیہا۔ "پر۔۔۔ کوئے بیرا نی پاٹیا، آکھر وا کڑے لھک ری سے۔"

" موت اَر دِل مُراد مینھ کوئے پھرک کونی شنکر!۔" دِل مُراد نیں ایک ایک شبدھ پے جور دیندے ہوئے کیہیا۔ " میرے مانُس شکاری کُتیاں کی ڈھال شکار نیں سونگدے ہوئے اُس تئیں پوھنچ جیں سیں۔ "

"یا بات تو تئے جہاں سولہ آنے ٹھیک کہی سے۔ دل مُراد!" شنکر بولیا۔" جِیئے تو منئے اس کام کھاتر تیرے تے کہیا سے۔"

" دِل مُراد کا کام تو بس تھارے جیسے لوگاں کے دل کی مراد پوری کرنا سے۔" اُس نیں مُسکراندے ہوئے کہیا۔ " بس توں پہلاں کی ڈھال اپنا ھاتھ کُھلا راکھئے۔ شنکر سیٹھ !"

" دِل مُراد! اس بریاں تو میں ھاتھ ھاتھ نئیں بلک نیں تیری کھاتر اپنی تجوری بھی کھلی راکھوں گا۔" شنکر سیدھا ہو کے بیٹھ لیا۔

"بس پھیر نیوں سمجھ لے اَک دِل مُراد کا تیر جہاں نسانے پے سے۔" دِل مُراد مُسکرایا۔

" اِس بریاں بس چھورے اَر چھوری نیں ءنئیں مارنا۔ " شنکر نیں اپنے بھیتر لاگی ہوئی آگ کی جھل محسوس کردے ہوئے کہیا۔ " سیتا جِس دھورے پاوے ، اُس کے پورے پریوار نیں بھی اِس دھرتی پے تے میٹ دیئے۔"

" بس تیرا ھوکم چاھئیے ، شنکر سیٹھ ۔" دل مراد مُسکراندے ہوئے بولیا۔" ایب نیوں کر، باھر بیٹھے ہوئے میرے بندیاں کھاتر کچھ کھرچہ پانٹی کا بندو بست کر دے۔"

شنکر ھُنکارہ بھردے ہوئے کھڑیا ہویا۔ ڈرائنگ روم تے باھر لِکڑیا تو برینڈے مینھ بیٹھے دس بارہ شنکر کے ھتیار بند مانُس اُس کے آدر مینھ کھڑے ہو گے۔ شنکر ان کے مینھ کو لِکڑدا ھویا مھمان کھانے کے باھر لے بارنٹے کا ھنی چال پڑیا۔

شنکر نیں اپنّی ھیلی کے بیڈ روم مینھ دھری تجوری مینھ تے لوٹاں کی کچھ تھدّی کاھڈی تو عین اُسے ٹیم اُس کی ماں جانکی دیوی بیڈ روم مینھ آئی۔ "کیاں واسطے لئے سیں اتنے رپئیے؟"

" اچھیا۔ ایب منّے اپنّی تجوری مینھ تے کچھ لیٹ کھاتر بھی تیری اجاجت لینّی پڑے گی کے؟" شنکر نیں گُسّے گیلیاں اپنّی ماں کا ھنی دیکھیا۔

" توں ۔۔۔ مینھ پیسے کڑیاں سیتا کھاتر۔۔۔۔۔!" اپنّی پریسانیاں مینھ گِھری ہوئی جانکی بائی اپنّے اندیساں نیں مونھ تے ناں کاڈھ سکی۔

" پاٹیا کچھ بیرا تیری سیتا کا؟" شنکر گُسّے تے جمّاں لال پینجو بنّ گیا تھا۔ "پر مھاری اِجّت کا جناجہ اُٹھنّ کی کھبر سارے دیش مینھ ہو لی سے۔"

جانکی بائی نیں ٹھنڈا سانس لے کے کچھ کہنّ کھاتر مونھ کھولا چاھیا پر شنکر کی باتاں نیں اُس تئیں لاجواب کر دیا تھا۔

"آج کے اِکھبار دیکھیں سیں؟" شنکر نیں گھنّے ء جیھریلے بول مینھ کیہیا۔

"ھاں! دیکھے سیں۔" جانکی بائی کا سِر جُھک گیا۔

" کتنی بڈے بڈے شبدھاں مینھ کھبر چھپی سے۔" شنکر کی آنکھیاں مینھ تے آگ لِکڑدی ہوئی لاگی۔ " سیٹھ گوپال داس کی بیٹی اپنّے مسلمان یار گیلیاں بھاج گی۔"

جانکی بائی نیں کوئے اُتّر کونی دیا۔ وا اپنّا سِر پکڑ کے ڈبل بیڈ کے کونّے پے بیٹھ گی۔

" منّے تیرے تئیں ڈاٹیا تھا ناں اَک پولس نیں بیچ مینھ ناں لے کے آئیے۔" گُسّے مینھ شنکر کے ہونٹ کانبن لاگ رے تھے۔ " تنّے کھاندان کی اِجّت کا جناجہ کاڈھ دیا سے۔"

" منّے کچھ سوچ سمجھ کے ءپولس گیلیاں بات کری تھی۔" جانکی بائی نیں سِر اوپر نیں ٹھا کے، شنکر کا ھنی دیکھدے ہوئے کیہیا۔

" تنّے نیوں کرٹا نئیں چاھیے تھا۔" شنکر نیں دھاڑدے ہوئے کیہا۔ " میں کے اُورے چوڑیاں پیھر کے بیٹھیا سوں؟"

"تو مینھ کے سیتا نیں تیرے آسرے پے چھوڈ دیندی۔؟" جانکی بائی ایک دم کھڑی ہوئی، اُس کی اواج مینھ رعب دیکھے تھا۔

" تو پھیر ٹوہ لیائی پولس اُس نیں۔؟" شنکر نیں ھاتھ مینھ لوٹاں کی تھدّی ٹھائیں ٹھائیں اپنّی چھاتی پے ھاتھ ماردے ہوئے کیہا۔ " میں دِکھاؤں گا ٹوہ کے سیتا نیں۔ میں۔۔۔۔"

"منّے پورا وسواس سے اَک تیرے تے پہلاں پولس سیتا نیں ٹوہ لے گی۔" جانکی بائی نیں رعب دار بول مینھ کیہیا۔

" ایسے تئیں تو تیری لاڈلی بیٹی کا کوئے تھا ٹھکانہ کونی بیرا پاٹیا۔" شنکر نیں چُبدھے ہوئے لہجے مینھ کیہیا۔

" شنکر!" جانکی بائی کی اواج مینھ پورا یقین اَر دبدبہ تھا۔" میرے ایک بر پھون کرنّ تے پولس کے پورے کھاتے مینھ اُتھل پُتھل ماچ جے سے۔ شھر کی ساری پولس سیتا کے کھوج مینھ لاگ ری سے۔"

"دیکھ لیاں گے۔۔۔۔ دیکھ لیاں گے اَک پولس سیتا نیں ٹوہ لے گی یا پھیر وا میرے شکنجے مینھ ء پھنسے گی۔" شنکر لوٹاں کی تھدّی ھاتھ مینھ ھلاندا کرے تے لِکڑ گیا۔

جانکی بائی ایک مجبوط اَر رعب آئی لُگائی ہوندے ہوئے بھی پریسان تھی، دُکھ مینھ تھی۔ وا ٹھنڈا سانس لے کے ڈبل بیڈ کے سِرے پے بیٹھ گی۔ اس نیں سیتا کی ء پھکر کھائے جاوے تھی۔ اپنّا ھاتھ ماتھے پے دھریں وا سیتا کی سلامتی واسطے دعا مانگنڑ لاگ گی۔

(8)

ٹیسن ماسٹر عابد علی سِر نیہواڑے بیٹھیا تھا۔ اُس کا ھاتھ ماتھے پے اَر کوھٹی میج پے ٹِک ری تھی۔ بیرانی آج وا کیوں گھٹا ءپیریسان تھا۔ ایب دوپھارے کے دو بجنْ آلے تھے پر اُس کی پریسانی بدھدی ءجاوے تھی۔ وانیوں پریسان تھا اَک گام مینھ دل مُراد کے گُنڈیاں کا آٹا جاٹا بدھ گیا تھا۔ اَر عابد علی دل مُراد کے ان ماٹساں کے آنْ جانْ کا مطبل آچھی طریوں سمجھے تھا۔

"ماسٹر ساب ! کے گیان سے تیرا؟" عابد علی نیں نیڑ ٹھا کے دیکھیا تو تھانْے دار اُس کے شیامی کھڑیا تھا۔ تھانْے دار نیں دیکھ کے عابد علی ھور بھی گھٹا پریسان ہو گیا۔ اُس نیں اوٹھنْ کی کوسس کری پر اُوٹھیا ءکونی گیا۔

تھانے دار کرسی اپنْے کھانی کھینچ کے بیٹھ گیا۔ " تھاری طبیعت تو ٹھیک سے ؟" اُس نیں عابد علی کے مونھ کا ھنی دیکھدے ہوئے پوچھیا۔

" ناں۔۔ناں۔۔" عابد علی نیں مُسکرانْ کی کوسس کری۔" میں تو جنانْ سُوت سوں۔"

" ناں ماسٹر ساب !" تھانْے دار ھانسیا۔" آج تو گھٹی ءچنتا مینھ دیکھے سے توں۔"

عابد علی کے گات مینھ بجلی سی پاٹ گی۔ اُس کے من مینھ شک کا کانڈا چُبھنْ لاگ گیا؛ کڑیاں پولس نیں بیرا تو نئیں پاٹ گیا اَک۔۔۔، آگے سوچنْ کی اُس مینھ ھمت کونی تھی۔

"چُپ کیاں تے سے ماسٹر ساب !" تھانے دار نیں عابد علی کا ھنی دھیان لا کے دیکھیا۔

"ناں جی۔ کِکّے کونی اِسا۔۔۔" عابد علی نیں سنبھلدے ہوئے کیہیا۔" توں بھتا ، کیو کر آٹا ہویا۔"

" منّے تیرے تے سیٹھ گوپال داس کی چھوری سیتا کے بارے مینھ کچھ بوجھٹا سے۔"

ڈر اَر بھے تے عابد علی کی تو گِھگھی بندھ گی۔ اُس نیں یقین ہوگیا اَک کِسے پاڑے کی لُگائی نیں ستیا تے اُس کے گھراں دیکھ لیا ہوگا۔ اَر اِس بات کی بِڑک پولس تئیں جا پونھچی۔

"توں کیوں اٹ بول ہو رہیا سے ؟ ماسٹر ساب !" تھانے دار نیں حیران ہوندے ہوئے کیہیا۔

" ناں تو۔۔۔" عابد علی نیں اپٹا آپا سنبھالدے ہوئے کیہا۔ " اِسی تو کوئے بات کونی ، جناب !"

"توں سیتا نیں پِراٹ لے گا" تھانے دار نیں عابد علی کا ھنی دیکھیا۔

" جی۔۔ !" عابد علی ھوربی پریسان ہو لیا۔ " میں۔۔۔۔میں بھلا کیو کر جاٹوں گا سیتا نیں !"

"منّے سُٹیا سے ، جِب وایونی ورسٹی جایا کرے تھی تو کدے کدے گاڈی مینھ بی جایا کرے تھی۔"

" ہو سکے سے۔۔۔ پر۔۔۔۔ میں کونی جاٹدا سیتا نیں۔" عابد علی نیں کیہا۔

"یا سے سیتا"۔ تھانے دار نیں اپنی گوجی مینھ تے سیتا کی پھوٹو کاڈھ کے عابد علی کے شیامی دھر دی۔ "تنے دیکھیا سے اس تے؟"

عابد علی نیں ایک بَر اپنے شیامی پڑی پھوٹو کا ھنی دیکھیا اَر پھیر تھانے دار کا ھنی دیکھدے ہوئے بولیا۔" ناں جی۔۔۔۔ منے آج تے پہلاں یا چھوری کونی دیکھی۔"

"توں یا بات پورے وسواس گیلیاں کہوے سے؟" تھانے دار کے بول مینھ تھانے داری آلا سک دیکھے تھا۔

" ھاں جی۔۔۔ پکّا۔۔" عابد علی نیں بھیتر ء بھتر اس تئیں کو سدے ہوئے کیہا۔ "میں پورے وسواس گیلیاں کہوں سوں۔"

" لے۔۔۔ یا پھوٹو توں اپنے دھورے دھر لے۔" تھانے دار بولیا۔" جے یا چھوری تنے ٹیسن پے دیکھ جے تو جِبَے کی جِب میرے تئیں بھتا دئیے۔"

عابد علی نیں کچھ سکون محسوس کریا۔ "اِس چھوری کے دیکھدے ء میں تُرنت تھارے تئیں بیرا کر دیوں گا۔" اُس نیں گوجی مینھ تے بٹوہ کاڈھ کے سیتا کی پھوٹو اس میں گھال لی۔

تھانے دار ڈِگر لیا تو عابد علی کی چِنتا ھور بدھ گی۔ شنکر۔۔۔ دِل مُراد۔۔۔ پولس۔۔ سارے ء سیتا کی کھوج میھ تھے اَر سیتا اُس کے گھراں لُھک رئی تھی۔ عابد علی نیں نیوں لاگیا جنّوں سیتا کے گیل گیل اُس کی جان بھی کھترے مینھ سے۔ کچھ سوچ کے اُوٹھیا ار اپنے دپھتر کے بارنے مینھ تے بھار لِکڑ کے پلیٹ پھارم پے آگیا۔ پلیٹ پھارم سونا پڑیا تھا۔ بڑ کے درکھت تلے کچھ کُتّے سوویں تھے۔ عابد علی نیں اوڑے کھڑے کھڑے موبیل گوجی مینھ تے کاڈھ کے سلمان کا نمبر ملایا۔ ایب

کے سلمان کا نمبر کُھلا مل گیا ار اُس پے گھنٹی باجنڑ لاگ گی۔ عابد علی نیں ایک بر پھیر پلیٹ پھارم پے دیکھیا ار توڑا سا چالدا ہویا اپنڑے دِھتر مینھ بِگ گیا۔ ایبے وا کُرسی پے بیٹھیا ء تھا اَک موبیل مینھ تے اواج آئی۔

" ھیلو ! "

"توں۔۔۔ توں سلمان بولے سے؟" عابد علی نیں پوچھیا۔

" ھاں جی۔۔۔ " جواب آیا۔" پر تھم کونڑ سو؟"

عابد علی نیں اپنڑا پریچے کروایا اَر پھیر سیتا اَر گام کے سارے ھالات سلمان تئیں بھتا دیئے۔ اُس تے کیہا کہ توں کر کے پوھنچ جے۔ جواب مینھ سلمان کی بات سُنڑ کے عابد علی کے ھاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گے۔ " پر سلمان ! واتو مسلمان بھی ہولی سے۔ تیری باٹ دیکھے سے۔" عابد علی نیں گھنڑی ء پریسانی اَر بے چین ہو کے کیہا۔

" منڑے بھتایا تو ہے اَک میرا باپ چانڑ چک گُجر لیا سے۔ اس کر کے میں کونی پوھنچ سکدا۔" سلمان نیں کیہیا۔

"تو پھیر۔۔۔ ! " عابد علی نیں ترنت کیہیا۔ " توں پھیر آج رات کی گاڈّی تے آجیا۔"

"ناں جی ! ۔ ایب تو میں کدے بھی نئیں آسکوں گا۔" سلمان بولیا۔

" پر کیوں؟" عابد علی نیں روکّا مار کے کہیا۔

" آج کا اکھبار دیکھیا سے تنڑ؟" سلمان نیں پوچھیا۔

" اچھیا۔ تو نیوں بات سے۔" عابد علی نیں دُکھ اَر گُسّے گیلیا کیہیا۔ " وا چھوری کتنی دھاکڑ لِکڑی ۔۔۔۔ اَرتوں۔۔۔۔"

"توں بھتا ، ایب میں کے کروں؟" سلمان نیں دُکھی بول گیل کیہیا۔ بابُو کے مرنڑ کے بعد گھر کی ساری جمّے داری ایب میرے پے آپڑی سیں۔ "

"تو نیوں بھتا ! وا چھوری۔۔۔۔ جس نیں تیری کھاتر اپٹا گھر تیاگ دیا۔ اپٹا دھرم چھوڈدیا۔ وا۔۔۔ تیری جمّے داری کونی سے؟"

" جے بابُو جیوندا ہوندا تو میں اِس نیں لے کے کِسے پاسے لِکڑ جاندا۔" سلمان نیں ایک ڈُونگا سا سانس لیا اَر دُکھی ہو کے بولیا۔" پر ایب تو میرے پیراں مینھ ودھوا ماں اَر چھوٹے باھنڑ بھائیاں کی بیڑی پڑ گی سیں۔ ایب تو میں سیتا نیں لے کے کڑیاں جا بھی نئیں سکدا۔"

" ایب اُس کا نام زینب سے۔" عابد علی نیں اپنڑی بات پے جور دیندے ہوئے کیہیا۔

" اچھیا۔ زینب تئیں کہیو۔۔۔۔ اَک میں گھٹا ء مجبور ھو گیا سوں۔۔ وا منّے معاف کر دے۔"

موبیل کی کال کٹ گی اَر بات کھتم ہوگی۔ تو عابد علی نیں پھیر نمبر ملایا پر سلمان کا نمبر نئیں ملیا۔ بس ایک ء چھوری کی اواج آندی رھئی جو ٹُسی نیوں کہوے تھی۔ " تھارا من چاھیا نمبر بند سے۔" عابد علی نیں ایک لامبا سانس لیا اَر ایک ڈُونگی سوچ مینھ کھو گیا۔

رات کے نو بجے جِد عابد علی اپنڑے گھراں کاھنی جاوے تھا تو اُس نیں اپنڑے پیر منڑ منڑ کے لاگیں تھے۔ اس کی ڈیوٹی تو چار بجے ء کھتم ہو لی تھی۔ اُس کا چھوٹا ٹیسن ماسٹر عبداللہ بھی اپنڑی ڈیوٹی پے پو ھنچ گیا تھا۔ پر عابد علی گھر کاھنی کونی گیا تھا۔ اُس کی سمجھ مینھ ء کونی آنڑ لاگ رھیا تھا اَک گھراں جا کے زینب تئیں

کیو کر بھتاوے گا اَک جس ماٹس کھاتر اُس نیں اپٹا دھرم چھوڑ کے سیتا تے زینب بنڑ گی ۔ وا تو نیڑے آنڑ تے ء ناٹ گیا سے۔ اندھیرے اَر اُجاڑ رستیاں پے کو چالدے ہوئے عابد علی انیں سوچاں مینھ کھویا ھویا جاوے تھا۔ جیوں جیوں اس کا گھر نیڑے آوے تھا۔ اُس نیں نیوں لاگے تھا جنڑوں گوڈے ٹوٹ لئے ھوں۔ آسنگ ء کونی رھئ تھی۔ پر گھراں تو جاٹا ء تھا۔ اَر پھیر رات کی تین بجے آئی گاڈّی کھاتر اُلٹا بھی آٹا تھا۔ گھنڈے ء ملال گیلیاں وا چالدا رھیا۔ رستے مینھ ء عشاء کی نماج کی اجان ھونڑ لاگ گی۔ " اللہ اکبر۔۔۔اللہ اکبر۔۔" اجان سُنڑ کے عابد علی کو ھونسلہ کچھ بدھیا اَر پھیر اُس نیں توٹے توٹے پیر ٹھائے۔

اجان کی اواج سُنڈے ء عابد علی کے پیر آپے آپ میجت کا ھنی اُٹھنڑ لاگ جیا کریں تھے۔ اُس نیں یاد کونی آوے تھا اَک آٹھ سال کا ھونڑ کے بعد اُس نیں کدے نماج چھوڈی ھو۔

میجت مینھ جماعت گیلیاں نماج پڈھنڑ کے بعد مولبی گیلیاں دُعا مانگنڑ لاگ گیا اَر پھیر گھنڑی ء دیر اُوڑے ء بیٹھیا رھئیا۔ اُس نیں زینب کی سلامتی اَر اِجّت کھاتر دعا مانگی۔ جِب او گھنڑی ء دیر میجت مینھ بیٹھنڑ کے بعد باھر لِکڑیا تو اُس کا من گھٹا ء شانتی مینھ تھا۔

(9)

آنگنْ مینھ بچھی کھاٹ پے ایبے عابد علی آ کے بیٹھیا ء تھا اَک زینب اپنّی آنکھیاں مینھ سوال لے کے شیامی آکھڑی ھوئی۔ عابد علی سِر تلھانْ کریں چُپ چاپ بیٹھیا رھئیا۔ اُس مینھ اتنی ھمّت کونی تھی اَک وا زینب کا ھنی دیکھے اَر کچھ کہوئے۔ پر زینب اُس کے شیامی ء کھڑی رھئی۔ پھیر عابد علی نیں سِر ٹھا کے ناں چاھندے ہوئے بھی زینب کا ھنی دیکھیا۔ اُس کی آنکھیاں مینھ بس ایک ء سوال تھا۔ جس کا بیرا عابد علی نیں بھی تھا۔ پر بیرا پاٹنْ پے بھی وا اُس تئیں کچھ کہہ نئیں سکیا۔ زینب کی آنکھیاں مینھ اٹکیا ھویا سوال اُس کے مونھ پے بھی آگیا۔

"ھوئی کوئے بات۔۔۔۔ سلمان گیلیاں؟"

عابد علی نیں ایک لامبا سانس لیا اَر بس ایک ء شبدھ بولیا۔"ھاں۔"

" کے!" زینب کی آنکھیاں میں ایک نئی جوت سی جاگی۔ اَر اُس کے ھونٹھاں پے ایک مُسکراھٹ آگی۔

زینب کھاٹ دھورے پڑی ایک کُرسی پے بیٹھ گی۔ عابد علی نیں کوئے جواب ناں دیا۔ اُس کا جی گھٹّ لاگیا۔ واس زینب کی آنکھیاں کی جوت اَر ھونٹھاں کی مُسکراھٹ کھوسٹا کونی چاھوے تھا۔

" بھتاؤ ناں۔۔۔ کے بولیا سلمان؟" زینبت اُتاولی ھو کے بولی۔

" اُس نیں ۔۔۔۔۔ " عابد علی نیں ڈونگا سانس لیا۔" اُس نیں کیہیا۔ ۔۔۔ اُس کے بابو کی موت ہوگی تھی چانڑ چک۔۔۔۔ اَرنیوں او کونی آسکیا۔ "

" اوہ۔۔۔۔ گھٹا ء دُکھ ہویا سُٹ کے۔" زینب کے ھاٹسدے ھوئے ھونٹاں پے ایک دم دُکھ کی شیائی چھاگی۔ اَر اُس کی نیڑ جُھک گی۔

عابد علی نیں اوڑے تے اوٹھ کے جانڑ کا موقع مل گیا۔ ایبے اُس نیں اوٹھڑ کا سوچیا ء تھا اَک زینب نیں نیڑ ٹھائی ار بولی۔" منڑ کیہیا تھا ناں۔۔۔۔ اَک جرور اُس کی کوئے مجبوری ھوگی۔ جیاں تے او کونی آسکیا ھوگا۔"

" ھاں ۔۔۔۔ تنڑ تونیوں ء کہیا تھا۔" عابد علی نیں الگ دنڑے سی کیہیا جنڑوں او بات ناں کرڑا چاھندا ھو۔

"تو پھیر۔۔۔۔ ایب کد آوے گا سلمان؟" زینب کی آتکھیاں مینھ پھیر ایک بر امید جاگی۔

عابد علی نیں کوئے جواب کونی دیا ار سِر جُھکا لیا۔ اُس کے مونھ پے مایوسی نیں اپنڑے پنکھ پھیلا لئے تھے۔ زینب نیں جِب اُس کے کاھنی دیکھیا تو اُس نیں اپنڑے بھیتر کی دُنیا گھور اندھیری لاگڑ لاگی۔ اُس کا من کا دیوا بُجھڑ لاگیا۔ ایک دم بولی۔"توں بھتاندا کیوں نی۔۔۔ کے بولیا سلمان؟"

عابد علی نیں کیھڑا چاھیا پر کہہ اُس کی جیبھ بولڑ کھاترناں او ٹھی۔ اُس نیں بے بسی تے زینب کاھنی دیکھیا اَر مونھ پھیر لیا۔ عین اُسے ٹیم عابد علی کی لُگائی خدیجہ کمرے مینھ تے باھر آئی اَر زینب کے دھورے آئی کُرسی پے بیٹھ گی۔

"اللہ واسطے۔۔۔ منڑ بھتاؤ۔۔" زینب روڑ آئی ھو لی۔۔ " سلمان کد آوے گا منڑ لیڑ۔؟"

عابد علی نیں نیڑ موڑ کے بے سبی گیلیاں زینب کا ھنی دیکھیا۔ " اُس نیں کیہیا سے۔۔۔۔ زینب تئیں کہہ دیو۔۔۔ منّے معاف کر دے۔"

"کے مطبل سے اِس بات کا۔" زینب ایک دم بولی۔

" ایب۔۔۔۔ او کدے بھی تنّے لیڑ کونی آوے گا۔" عابد علی نیں ناں چاھندے ھوئے بھی کہہ ء دیا۔

زینب جٹّوں پتھر کی ھو گی۔ اُس کا مونھ کُھلے کا کُھلا ء رہ لیا۔ نیوں لگیا جٹّوں ایک ء دم اُس کے دل کی دُنیا مینھ کئی ایک جور جور کے دھماکے ھوئے ھوں۔ گھٹّی ء دیر گزرڑ کے بعد بھی جب وا اپنّی جگہ تے کونی ھالّی تو خدیجہ نیں اُس کا کاندھا ھلایا۔ "زینب "۔ پھیر تو زینب ایک ء دم جٹّوں پاٹ کے پڑی۔ اُس کے مونھ مینھ تے ایک سسکاری نیوں لِکڑی اَک سُٹّڑ آٹے کا کالجہ کانب گیا۔ اُس نیں دونوں ھاتھ مونھ پے دھرے۔ خدیجہ بھیتیرا اُس تے پُچکاریا۔ پر زینب کی سسکی رُکڑ کا نام ء کونی لیویں تھیں۔ گھٹّی ء دیر روڑ کے بعد وا چُپ ھوگی۔ کد لگ روندی رھندی۔ عابد علی نیں دُکھ اَر تکلیپھ گیلیاں زینب کا ھنی دیکھیا۔

"توں اُس ماٹّس کھاتر رووے سے۔ جس نیں بھورا بی تیری کھاتر احساس کونی۔ "

"زینب ! توں صبر کر۔" خدیجہ نیں ایک بریاں پھیر زینب کا کاندھا پکڑ کے تسلّی کروائی۔

زینب نیں اپنّا آنجھواں گیل بھیجیا ہویا مونھ ھاتھاں کے پیالے مینھ تے کاڈھیا۔ جَد وا بولی تو نیوں لاگیا جٹّوں اُس کے گات کا سارا درد اُس کی اواج مینھ کٹھا ھوگیا۔ "جس کی کھاتر منّے اُپنّا سب کچھ چھوڈدیا۔ وا ماٹّس میرے تے اپنّا بٹّاڑ تے

ع ناٹ گیا۔ ۔۔۔۔ ار میرا اپٹا بھائی۔۔۔۔۔۔۔ میری کھاتر ایک موت کا پروانہ بنڑ گیا۔۔۔۔ ایب میں کڑے جاؤں گی۔"

"توں کڑیاں کونی جاوے گی۔" عابد علی نیں ٹُرنت جواب دیا۔

"پر۔۔۔۔ کَد لگ۔۔۔۔" زینب نیں سِسکدے ہوئے کیہیا۔ "کد لگ میں تھارے پے بوجھ بنڑی رھوں گی۔"

"ناں زینب ناں۔" عابد علی نیں اپٹائیت گیلیاں کہیا۔ "توں مھاری کھاتر بوجھ نئیں بلک نیں رحمت سے۔"

زینب تو اپنڑے مونھ پے ھاتھ دھر کے پھیر روڑ لاگ گی ۔ پر خدیجہ کے کالجے مینخ سول سی گڈگی اَر وا کچھ پریشان سی دیکھڑ لاگی۔

(10)

عابد علی اپنے کمرے مینھ ڈبل بیڈ گیلیاں ٹیک لا کے بیٹھیا تھا اَر اُس کے مونھ پے کچھ پھکر مندی سی دِکھے تھی۔ ایبے عابد علی بیڈ پے سیدھا ھونْ ء لاگیا تھا اَک خدیجہ نیں کمرے بھیتر آ کے کِواڑ اندر تے بھیڑ لئے۔

" منّے نیوں بھتا اَک ھم کد لگ زینب نیں ایک گُناہ کی ڈھال لکھو کے راکھاں گے؟" خدیجہ بولی تو اُس کے بول مینھ گھنْی ء پھکر دِکھے تھے۔

" زینب مھارے کھاتر گناہ کی بجائے ثواب سے۔" عابد علی نیں تُرنت جواب دیا۔ " رب کی بارگاہ مینھ ، مھارے تے اس کا اجر ملے گا۔"

" پر منّے بھتا ! اِس دنیا نیں کیو کر کیوٹاں؟" خدیجہ کی اواج مینھ ایک بھے سا لاگے تھا۔ " زینب جانکی بائی جِسی ایک ٹھاڈی لُگائی کی بیٹی سے۔ پولس بی اُس نیں ٹوھنْ لاگ ری سے۔ ۔۔۔ اَر سب تے بدھ کے شنکر جِسے ماٹس کی دُسمنی۔۔۔۔"

" دیکھ خدیجہ ! ھِمّت ناں ھارے ایب۔" عابد علی نیں خدیجہ کا ھونسلہ بدھاندے ہوئے کیہیا۔

" نیوں نی ھو سکدا ! اَک ھم۔۔۔۔ " خدیجہ نیں کچھ سوچدے ہوئے کیہیا۔" ھم زینب نیں دارالامان چھوڈآواں۔"

"توں کے سمجھے سے! شنکر جِسا بھائی اُس نیں دارالامان مینھ سُکھ کا سانس لینڑ دیوے گا؟ عابد علی نیں ٹھنڈا سانس بھردے ہوئے کیہیا۔

خدیجہ ایک دم ڈر گی اَر بولی۔"نیوں تو پھیر مھاری اپنڑی جِندگی بی کھترے مینھ پڑجے گی۔"

"میں تو نیوں کہوں سوں اَک تیری یا میری جِندگی تے زینب کی جِندگی گھنڑی مھنگی سے۔" عابد علی نیں اپنڑی کُچّی داڑھی پے ھات پھیردے ہوئے کیہیا۔

خدیجہ کچھ کونی بولی پر اُس کے مونھ پے ڈر، بھے کے گیلیاں نراجگی کے آثار بی دِکھیں تھے۔

"ایب توں سو جا۔ اَر منّے بی کوئے دو گھڑی ارام کر لینڑ دے۔" عابد علی بیڈ پے پڑدے ھوئے بولیا۔" منّے رات تین آئی گاڈّی کھاتر پھیر ٹیشن پے جاٹا سے۔ اَر اِس تے پہلاں منّے تہجد بی پڈھنڑی سے۔"

"عابد علی مونھ دوسرے پاسے کر کے سو گیا اَر خدیجہ بھی اُس کے نیڑے لوٹ گی اَر آنکھ موند لی۔

رات کے دو بجے سرھاٹے دھورے دھرے موبیل کا الارم باجیا تو عابد علی کی آنکھ کُھل گی۔ اُس نیں خدیجہ کا ھنی دیکھدے ھوئے موبیل کا ھنی ھاتھ بدھایا۔ وا کونی چاھوے تھا اَک سارا دن گھر کا کام دھندا کر کے تھکی ھوئی خدیجہ کی نیند کھراب ھووے۔ اُس نیں موبیل کا الاَرم بند کریا تو اُس نیں سسکی لینڑ کی گُھٹی گُھٹی سی اواج سُنڑی۔ عابد علی نیں نیوں تو بیرا پاٹ گیا اَک دوسرے کمرے تے آنڑ آئی مینھ سسکی زینب کی سیں۔ وا سوچ مینھ پڑ گیا۔ اُس کے من مینھ ایک اُلجھنڑ سی پڑ گی۔ کدے وا سوچے تھا اَک زینب کے کمرے مینھ جاوے اَر کدے سوچے

تھا ناں جاوے۔ کیوں جے وا ایہے تئیں زینب کھاتر تو ایک نامحرم تھا۔ جِد زینب کی سسکیاں کی اواج اُس کے کاناں مینھ گھنٹی ء باجن لاگ گی تو اُس پے برادس کونی ھویا۔ اُس نیں ایک بریاں دھورے سُتّی ھوئی خدیجہ کا ھنی دیکھیا ۔ وا تو جمّاں گھوڑے بیچ کے سوئی پڑی تھی۔ عابد علی بیڈ تے تلے اُتریا اَر ھلوے ھلوے چالدا ھویا زینب کے کمرے کا ھنی گیا۔

عابد علی نیں ایک نامحرم چھوری کے کمرے کا کِواڑ کھولن تے پہلاں دل ء دل مینھ دُعا کری۔ رب تعالی تے مافی مانگی اَر کواڑ پے تھوڑا سا جور لایا۔ کمرے مینھ کھاٹ پے بیٹھی زینب کا سِر اُس کے گوڈیاں پے دھریا تھا اَر اُس کی گھُٹی گھُٹی سسکیاں کی اواج آوے تھی۔ عابد علی بارنڑے کی چوکھاٹ پے کھڑیا ھو کے کنگھاریا جنّوں زینب تئیں بھتاٹا چاھندا ھو اَک وا کمرے مینھ آوے سے۔ زینب نیں ایک دم اوپر دیکھیا تو اُس کی نگاہ بارنڑے مینھ کھڑے ھوئے عابد علی پے پڑی۔ اُس نیں ایک دم اوڈھنّی اپنڑے سِر پے سیدھی کری۔

عابد علی زینب کی کھاٹ دھورے کھڑیا ھو گیا۔ اُس نیں گھنٹی ء میٹھی اَر ھمدردی آلی اواج مینھ کیہیا۔ " زینب ! میں تیرے دُکھ ار تیرے احساس نیں سمجھوں سوں۔"

زینب نیں دُکھ تے اپنڑے ھونٹ بھینچ لئے تھے پر اُس کی آنکھیاں مینھ آئے آنجھو آنکھ کے کوئیاں مینھ تے باھر لِکڑ پڑے۔

عابد علی زینب تے تھوڑا دور کھاٹ کی پیندیاں کا ھنی بیٹھ گیا۔ "زینب ! صبر کر اَر رب نیں یاد کر۔"

زینب نیں سسکی بھر کے سانس لیا تو اُس کا سارا گات کانب گیا۔ "رب تے سِوا میرا اور ھے بی کوئ؟"

"بے شک !۔" عابد علی نیں شھادت آئی آنگلی اُوپر نیں کری۔ "او پاک پروردگار ء سب کا سھارا سے۔ زینب !۔ توں من چھوٹا ناں کرے۔ میں ھوں۔ خدیجہ ھے۔ ھم بی تو تیرے اپنڑے ء ساں۔"

عابد علی کا آنکھیاں مینھ بی پانڑی آگیا۔ بے اکھتیاری مینھ اُس کا ھاتھ زینب کی آنکھیاں کا ھنی گیا ار اُس کی آنکھ مینھ تے لِکڑن آئے آنجھو نیں اپنڑی آنگلی کی پور تے پونجھ دیا۔ ایک دم بارنڑے پے کھٹکا سا ھویا ۔ عابد علی اَر زینب نیں ایک ء بریاں اوپر نیں دیکھیا۔

بارنڑے مینھ خدیجہ کھڑی تھی۔ اُس کی آنکھیاں مینھ تے لاٹ سی لِکڑیں تھی۔ گھڑی دو گھڑی وا بارنڑے مینھ کھڑی رھی پھیر ایک دم مُڑ کے نیں اُلٹی ء بِگ گی۔

عابد علی نیں ایک بر زینب کا ھنی اَر پھیر اپنڑے ھاتھ کا ھنی دیکھیا۔ اُس نیں یقین ہوگیا اَک ایک پل کی اس بات نیں اس کے اَر اُس کی لُگائی کے بیچ مینھ گلت بات کی ایک کاندھ کھڑی کر دی سے۔ وا تولا سا اُٹھیا اَر زینب کے کمرے مینھ تے باھر لِکڑ گیا۔

زینب نیں بی ایک نئی پریسانی بھانپدے ھوئے اپنڑی نیڑ تلھاڑ کر لی۔ خدیجہ اپنڑے کمرے مینھ کواڑ کے سھارے بیٹھی کاندھ نیں کھالی کھالی آنکھیاں گیلے دیکھڑ لاگ ری تھی پر اُس کا بھیتر کھالی کونی تھا۔ اُس کے بھیتر ایک دھکر بوجھ بلے تھا۔ اُس کے بھیتر آئی لُگائی کا گات بھیتر ء بھیتر سِلگڑ لاگ رھیا تھا۔ اِس تپش اَر

آگ نیں اُس کے آنسواں کا پانڑی بی ٹھنڈا کونی کر سکیا۔ اس نیں ان آنکھیاں گیلیاں ء اپنڑے دھنڑی تے ایک گیر چھوری گیلیاں دیکھیا تھا۔ ایک دم اپنڑے کاندھے پے ھاتھ کا دبا محسوس کردے ء اس نیں نیڑ موڑ کے نیں پاچھے دیکھیا۔ اُس کے شیامی عابد علی کھڑیا تھا۔

"خدیجہ!" عابد علی نیں کچھ کہنڑ کی کوشش کری۔ " میں ۔۔۔۔میں تو۔۔۔"

" کے میں میں لا راکھی سے" خدیجہ نیں گھنڑے ء جیہریلے لھجے مینگھ کیہیا۔" توں کِسا مسلمان سے؟"

"پرمنّے اِسا کے کر دیا؟" عابد علی نیں حیرانگی تے پوچھیا۔

"رات کے اس پہر ایک گیر لُگائی کے کمرے مینھ جایا کریں سیں؟" خدیجہ کی آنکھیاں مینھ تے آنجھواں کی لڑی چال پڑی۔ اُس کے لھجے مینھ کڑواھت بھر گی۔ " ایک گیر لُگائی کے گلوریاں پے ھاتھ لایاں کریں؟ ۔۔اَر۔۔۔"

"دیکھ خدیجہ! میری بات سمجھنڑ کی کوشش کر۔" عابد علی نیں اپنڑی گھر آئی کا ھاتھ پکڑ کے دبئے دبئے لھجے مینھ بات کرنڑی شروع کری۔" میں تو۔۔۔ اُس کے روٹ کی اواج سُنڑ کے۔۔۔۔۔"

خدیجہ نیں ایک جھٹکے گیلیاں اپنڑے کاندھے پے تے عابد علی کا ھاتھ ھٹاندے ہوئے اُس کی بات کاٹ دی۔" اُس کے روٹ پے یا پھیر اُس کے بلاٹ پے گیا تھا۔"

"سرم کر لُگائی!" عابد علی کے مونھ تے ایک دھاڑ سی لِکڑی۔"توں ایک شریچھ چھوری پے تو ھمت ناں لاوے۔"

"منّے سب کچھ اپنّی آنکھیاں تے دیکھیا سے۔" خدیجہ بی چِرلّی مار کے بولی۔ "میں نیوں ء الجام کونی لاندی۔"

عابد علی بُت بنّ کے کھڑیا تھا اَر اپنّی لُگائی کا ھنی دیکھنّ لاگ رھیا تھا۔

اِن دونوں لوگ ، لُگائی کی بات دوسرے کمرے مینھ بیٹھی سیتا بی سُنّنّ لاگ ری تھی۔ینھ بات اُس واسطے ایب برداس تے باھر ھوندی جاویں تھی۔

"اَس کا مطبل سے، توں میرے کردار پے سک کرے سے۔؟" عابد علی نیں ٹھنڈا سانس بھر کے خدیجہ کا ھنی دیدے کاڈھدے ہوئے کیہیا۔

"ھاں۔ کروں سوں!" خدیجہ نیں ترنت جواب دیا۔ "جے توں اتنا ء بھلا ماٹس ھوندا تو منّے جگا لیندا۔ چوراں کی ڈھالّ لُکھ لُکھ کے اُس کے کمرے مینھ ناں جاندا۔"

"آکھر توں سمجھنّ کے لاگ ری سے؟" عابد علی گُسّے میں لال ھو کے بولیا۔ "تنّے کے سمجھ لیا میں؟"

"میں سب جانّوں سوں!" خدیجہ نیں سانپ کی طریوں پُھکاردے ہوئے کیہیا۔ "منّے سارا بیرا پاٹ گیا سے۔"

"کے بیرا پاٹ گیا سے تنّے؟" عابد علی نیں گُسّے اَر تکلیپھ گیلیاں کیہیا۔

"وائے جو اس گھر مینھ ھونّ لاگ رھیا سے۔" خدیجہ نیں نِچھرت آلے بول گیلیاں کیہیا۔

"تو کے اس کا مطبل سے اَک توں منّے بد کردار سمجھے سے؟"

"تیرا کردار تو آج تیری اس ھرکت تے ء دیکھ گیا۔" خدیجہ نیں نَپھرت تے کیہیا۔ " منّے تو گِھنْ آنْ لاگ ری سے تیرے تے۔"نیوں کھندے ھوئے خدیجہ نیں مونھ دوسرے پاسے پھیر لیا۔

عابد علی کے بھیتر تو ایک بمب سا پاٹ گیا۔ اُس کی اپنّی لُگائی تے موھبّت ار سچائی کا مُھل ایک پل مینھ ء ڈھے پڑیا۔اُس کے کاناں کی لو تپنْ لاگ گی ار سارے گات مینھ کانڈے سے چُبھنْ لاگ گے۔ اُس نیں لامبے لامبے سانس لئے۔ ھر سانس گیلیاں اُس کا گُسّہ بدھدا گیا۔ اَر پھیر اُس کے بھیتر پاٹنْ آلے بمب کی تپش نیں شبدھاں کا روپ دھار لیا۔ " جے توں منّے بدکردار سمجھے سے۔۔۔۔ میرے تے تنّے گِلیْ آنْ لاگ گی سے۔۔۔۔ تو جا پھیر۔۔۔ میں تنّے طلاق دیوں سوں۔"

"خدیجہ نیں ایک دم نیٹر موڑ کے عابد علی کا ھنی دیکھیا۔ اُس نیں اپنّے کاناں پے یقین ء کونی آیا۔

" میں تنّے طلاق دیوں سوں۔" عابد علی نیں ایک بریاں پھیر کیہیا۔

خدیجہ تو اَک بَک بھول گی۔ ایب تو اُس نیں پاچھلی ساری بات بی بھول لی تھی۔

" میں تنّے۔۔۔۔" عابد علی نیں بولنْ کھاتر جور لایا۔

" بس کر جا۔۔۔۔" خدیجہ نیں عابد علی کے مونھ پے ھات دھر دیا۔ اَر کانبدے ہوئے بولی۔" رب کے واسطے۔۔۔ تیسری بریاں ناں کہیئے۔"

عابد علی نیں اُس کا ھاتھ جور تے جھٹکیا اَر تیسری بریاں بی کہہ دیا۔" میں تنّے طلاق دیوں سوں۔" اُس کے ھونٹاں مینھ تے شبدھ نیوں لِکڑے جنّوں کوئے پنچھی پنجے کی قید تے درواجا کھلدئے ء اُڈگیا ھو۔

اُس ء پل خدیجہ نیں نیوں لاگیا جنّوں اُس کے گھر ڈھے پڑیا ھو اَر اس گھر کا سارا ملبہ اُس کے اوپر آپڑیا ھو۔ اُس کی کایا درد ار بوجھ تے جکڑی گئی۔ وا بُت بنّی عابد علی کا ھنی دیکھدی رھی جونّسا ایب آنکھ موندیں اپنّی نیڑ پے ھات پھیرنّ لاگ رھیا تھا۔ عابد علی نیں آنکھ کھولی ، خدیجہ تے گھور کے دیکھیا ، پھیر ایک ڈونگا سانس لے کے بارنّے تے باھر لِکڑ گیا۔

خدیجہ نیں عابد علی تے جاندے ھوئے دیکھیا۔ عابد علی کے جانّ کے بعد وا کمرے میں ایکلی رھ گی۔ پھیر اُس کے بھیتر تے ایک دبی دبی سی ٹھنڈی سانس لکڑی۔ اس کی آنکھیاں کے بند ٹوٹ گے ۔ سب کچھ دُھنلا گیا۔ اس نیں دونو ھاتھ آنکھیاں پے دھرے توں نیوں لاگیا جنّوں اس کے پیر اُس کے گات کا بوجھ ٹھانّ تے ناٹ گے ھوں۔ ار وا تلھانّ جُھکدی گئی ۔ اس کے گوڈے دھرتی پے لاگے۔ ار کمرے مینھ اس کے سسکنّ کی اواج ابھردی گئی۔

رات کی اس ساں سپ مینھ، آنگنّ مینھ عابد علی کے بے چینی مینھ اُٹھدے ہوے پیراں کی اواج گیلیاں دھورے آئے کمرے مینھ تے سسکیاں کی اواج بھی گیلیاں ہو لی تھی۔ جاڈے سروع ھو لئے تھے ار ٹھنڈبی ھو ری تھی پر توئے توئے ڈِنگ بھردے عابد علی کا پورا گات پرسینے گیلیاں بھیج رھیا تھا۔ اس کے کاناں کی لَو تپ ری تھی۔ وا چالدے چالدے رُک گیا، امبر کا ھنی آنکھ ٹھائی ار بولیا۔" اے رب سوھنّے ! یو کے ھو گیا؟ منّے یو کے کر دیا؟"

عابد علی کا مونھ امبر کا ھنی ء رھیا اَر اس کی آنکھیاں مینھ تے دو آنجھو ڈھیندے ھوئے اُس کے کاناں تئیں پوھنچے۔ اس نیں ٹھنڈا سانس بھریا اَر نیڑ تلھان کری۔ اپنڑے السوں پلسوں بالاں مینھ آنگلی پھیری تو اُس کی نگاہ باھر لے بارنڑے پے پڑی۔ تو ایک دم دھک دھولا رہ گیا۔

باھر لا بارنڑا کھلا پڑیا تھا۔

عابد علی ایک دم بھاجدا ھویا بارنڑے کا ھنی گیا ار پھیر باھر لِکڑ گیا۔

رات کے اس گھور اندھیرے مینھ بجلی کے کھمبے پے لٹکدے ھوئے پراٹے سے بلپھ کے چاندنڑے مینھ گلی مینھ کوئے بی کونی تھا۔ عابد علی نیں گلی کے دونوں پاسے دو بریاں دیکھیا۔ اس نیں سک ھو لیا تھا اَک خدیجہ اَر اس کی تکرار سنڑ کے زینب گھر چھوڑ کے بگ گی تھی۔ پھیر بی وا یقین کرنڑ کھاتر بھاجدا ھویا زینب کے کمرے مینھ گیا۔

کمرے مینھ سب کچھ پڑیا تھا سوائے زینب کے۔ عابد علی کا سانس اوپر کا اوپر ار تلے کا تلے رہ گیا۔ اس کے من مینھ گئی کھیال آئے۔

دوسرے کمرے مینھ ایبے تئیں خدیجہ کی سسکیاں کی اواج آوے تھی۔ پھرس پے بیٹھی خدیجہ کا سِر اس کے گوڈیاں پے تھا ار ھاتھ اس نیں سِر پے دھر را کھے تھے۔ عابد علی نینھ بارنڑے پے کھڑے ھو کے دُکھیا اواج مینھ جور کی کیہیا۔"

زینب اورے تے بگ گی۔"

خدیجہ نیوں ء سسکدی رھیی۔ اُس کی کھاتر تو اپنڑے درد تے سوا سارے ھالات ارکام کسے کام کے نئیں رھیے تھے۔

عابد علی نیں گھٹی ء پھکر مندی گیلیاں کیہیا۔ "زینب کسے مصیبت مینھ ناں پڑ جے۔"

خدیجہ اپنڑے ء دُکھ مینھ اُلجھی رھئی ارنیوں ء سسکدی رھیی۔

"دیکھ بھاگوان! توں۔۔۔۔توں کِواڑ بھیڑ لے۔" عابد علی نیں توئی سی کیہیا۔ "میں اِس نیں ٹوھنڑ جاؤں سوں۔" عابد علی نیوں کہہ کے اولا بولا سا واپس باھر کاھنی بھاجیا۔

خدیجہ نیں اپنڑے گوڈیاں مینھ تے سِر ٹھا کے، سامنڑ کی جھڑی لاگی آنکھیاں گیلیاں بارنڑے کاھنی دیکھیا۔ بارنڑے مینھ کو رات کی کالوٹ بھیتر آندھی دِکھے تھی۔ جس مینھ ایب امید کے چاندنے کا بھورا بھی کونی دِکھے تھا۔

(11)

یو ایک چھوٹا سا شہر تھا اَر اس کی بِھیڑی بِھیڑی گلیاں مینھ کو عابد علی کد کا بھاجدا پھرے تھا۔ ان گلیاں مینھ چاندنے کا کوئے انتجام کونی تھا۔ اَر چاندٹا ناں ھونْ تے کئی بریاں وا ٹھیڈے بھی کھا بیٹھیا تھا۔ مڑی مڑی ٹھنڈ ھونْ کے باوجود عابد علی کا سارا گات پسینے مینھ جمّاں بھیجیا پڑیا تھا۔ کانبٹی نیاری چُھٹ ری تھی۔ پر پھیر بی وا بھاجدا جاوے تھا ۔ جد بی وا کسے نئی گلی مینھ بڑدا، ایک ھانْ ڈٹ کے گھراں مینھ تے آنْ آئے چاندنے مینھ گلی کی ایک نُکڑ تے لے کے دوسری نُکّڑ تئیں دیکھنْ کی کوشش کردا، زینب نیں ناں دیکھ کے پھیر اُتنی ء جور تے بھاجنْ لاگ جانداـ ایک مڑی سی بِھیڑی گلی مینھ بھاجدے بھاجدے اُس کا کاندھا بجلی کے کھمبے گیل ٹکرا گیا۔ سنبھلنْ کی کوشش مینھ وا کاندھ کے بِھڑ گیا۔ کاندھ گیلیاں بھڑنْ تے اُس نیں گات مینھ درد کی سُول سی گڈدی محسوس کری۔ اُس کی ٹانگیاں مینھ جمّاں آسنگ ء کونی رھیی تھی۔ کاندھ گیلیاں ٹیک لا کے بیٹھنْ کے بکھت اُس نیں سوچیا اَک گھر نیں اُلٹا نوڑے۔ پر اگلے ء پل زینب کی سلامتی نیں اُس تئیں بے تاب کر دیا۔ دو تین جور جور کے سانس لے کے اُس نیں گات کا سارا ھانگا کٹھا کریا اَر پھیر پہلاں تے بی گھٹے جور تے بھاجدا ھویا دوسری گلی مینھ مُڑ گیا۔

عابد علی رات کے اندھیرے مینھ شہر کی گلی گلی مینھ سانْسم سانْس بھاجدا ھویا شہر تے باھر جانْ آئے رستیاں پے ھوندا ھویا آکھر ٹیسن پے پوھنچ گیا۔ شہر

کی گلیاں ار دوسرے رستیاں کی طریاں پلیٹ پھارَم بی سونڑا پڑیا تھا۔ عابد علی نیں کھڑیا ھو کے سانس سیدھا کریا اَر پھیر پلیٹ پھارَم کی دونوں اوڑ لکھایا پر مایوسی کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ ایب اُس نیں یقین ھولیا تھا اَک زینب ، شنکر کے کُتیاں ڈھال سونگھدے کارندیاں کے ھتّے چڈھ گی سے۔ یا بات سوچدے ء عابد علی کی آنکھیاں میں پانڑی آگیا۔ وا سوچڑ لگیا اَک آج کی رات تو زینب جرور ماردی جاوے گی۔ کیوں جے شنکر جِسے کاٹر ماٹس تے رحم اَر بھلائی کی توقع کرٹا چیل کے آہلڑے مینھ ماس ٹوھڑ کے برابر تھا.

عابد علی ایک مایوس ماٹس کی ڈھال سِر نیچا کریں کھڑیا تھا۔ مڑی ھاڑ پاچھے اُس نیں ایک بریاں پھیر پلیٹ پھارم کی دونوں اوڑ نیڑ ٹھا کے دیکھیا۔ ایک بڑ کے درکھت کے پاچھے اُس نیں کوئے چیج ھالدی ھوئی دِکھی۔ عابد علی کے دل مینھ ایک اُمید سی جاگی۔ اُس نیں یقین ھو گیا اَک زینب اسے بڑ کے درکھت پاچھے ھووے گی۔ توَلا توَلا چالدا ھویا عابد علی درکھت کا ھنی چالیا۔ ایبے وا درکھت تے تھوڑی دور ء تھا اَک بڑ کے درکھت تلے کچھ ھالیا۔ اَر ایک کُتّا بھونکدا ھویا کھڑیا ھو لیا۔ عابد علی ایک دم رُک گیا۔ کُتّے نیں جِب دیکھیا اَک اُس نیں کوئے کھترا کونی تو پھیر بیٹھ گیا۔ عابد علی نیں پاچھے مُڑ کے پھیر پلیٹ پھارم پے دیکھیا ۔ سُونڑے پلیٹ پھارم پے اُس کے دپھتر کا درواجا کُھلا پڑیا تھا۔ اَر کمرے مینھ تے مڑا سا چاندٹا باھر آنڑ لاگ رھیا تھا۔ عابد علی نیوں سوچے تھا اَک اس کا چھوٹا اپھسر عبداللہ دپھتر مینھ ہووے گا۔ پر اُس کا جی نئیں مانیا دپھتر جانڑ کھاتر۔ وا اس بات پے سوچے تھا اَک عبداللہ تئیں اس ٹیم آنڑ کا کے مطبل بھتاوے گا۔ عبداللہ تے کے نیوں

بھتاوے گا اَک اُس نیں اپنّی گھر آلی خدیجہ تے طلاق دے دی سے۔ اَر زینب اس کا گھر چھوڈ کے موت کے مونھ میں بِگ گی سے۔

بَڑ کے درکھت دھورے کھڑے کھڑے اس نیں چکّر سا آگیا۔ اُس نیں نیوں لاگیا اَک جے او مڑی سی ھانْ اور کھڑیا رھیا تو ڈھے پڑے گا۔ اپنّا آپا سنبھال کے او بینچ پے ڈھے پڑیا۔ ٹھنڈی بَیل ایک دم اُس کے گات پے لاگی پر اُس کے بھیتر جو درد سِلگے تھا اُس بَیل نے وا درد ایک دم تیج بنّدی اَیگ مینھ بدل دیا تھا۔ زینب کے جانْ گیلیاں جونْسی اُس نیں خدیجہ تے طلاق دے دی تھی۔ ایب اُس گلتی کے احساس نیں اُس کے بھیترلے مینھ ایک چھڑدم سا تار راکھیا تھا۔ سانس لینْ لاگیا تو سانْس کی جگہ ایک سِسکی سی لِکڑ گی۔ پھیر ایک دم رونْ لاگ گیا۔ اپنّے دونوں ھاتھ مونھ پے دھر کے ایک جمّاں چھوٹے بالک کی ڈھال بِلکنْ لاگ گیا۔

(12)

عابد علی جِد رات کے اندھیرے مینھ ، جد اُس کے گوڈیاں مینھ ساٹس ء کونی رھیا تھا ار وا اپنڑے آپ نیں جمّاں مایوسی مینھ ڈوبیا دیکھنڑ لاگ رھیا تھا۔ اپنڑے گھر کی دیھلڑی پے کھڑے ھو کے سوچنڑ لاگیا اَک بھیتر جا کے خدیجہ گیل کیو کر آنکھ ملاوے گا ! خدیجہ پے کیو کر معافی مانگے گا ! طلاق آئی گلتی کا ، کے بدلہ دے سکے گا۔ کِواڑ کھڑکانڑ نیں جِد اُس نیں ھاتھ ٹھایا تو ھاتھ کانبنڑ لاگ گیا۔ کانبدے ھاتھ گیلیاں کِواڑ کھڑکایا اَر باٹ دیکھنڑ لاگیا۔

"کونڑ؟" تھوڑی ھانڑ مینھ اُس نیں خدیجہ کی کمجور سی اواج سُنڑی۔

" میں سوں۔۔۔۔۔" عابد علی نیں ھاری ھوئی اواج مینھ کہیا۔" کِواڑ کھول دے۔۔۔۔"

پر دراوجا کونی کُھلیا۔

"دروا جا کھول دے خدیجہ"۔ عابد علی نیں گھبرائی ھوئی اواج مینھ کہیا۔" میں سوں۔۔۔۔۔"

پر دروا جا پھیر بی کونی کُھلیا۔

"خدیجہ"۔ ایب کے عابد علی نیں رونڑ برگی اواج مینھ کہیا۔" اللہ واسطے کِواڑ کھول دے۔"

رب کا واسطہ دیٹ پے کواڑ تو کُھل گے۔ پر بارٹے کا ھنی دیکھدے ء عابد علی کے دماگ مینھ ایک دھماکہ سا ھویا۔ خدیجہ نیں اپٹا مونھ اوڈھٹی گیلیاں ڈھک راکھیا تھا اَر کواڑ کھولٹ پاچھے وا بارٹے تے ایک کا ھنی ھو لی تھی۔ نیوں دیکھدے ء اَرنیوں سوچ کے اَک ایب وا ، اَر خدیجہ ایک دوسرے کھاتر نا محرم ھو لئے تھے۔ عابد علی بس مرٹ نیں ء ھو لیا تھا۔ گھر کی چار دیواری مینھ بڑدے ء اُس نیں کواڑ بھیڑ دئیے۔ پھیر اُس نیں دیکھیا اَک خدیجہ کاندھ کا ھنی مونھ کریں کھڑی تھی۔ اُس نیں کاندھ کا ھنی مونھ کریں کھڑی خدیجہ تے معافی مانگٹ کی کوسس کری پر اُس کی قسمت کی ڈھال اُس کی جیبھ نیں اُس کا ساتھ کونی دیا۔ اُس کی نیڑ تلھاٹ تھی۔ عابد علی سِر تلھاٹ کریں، بِنا کچھ بولے اپٹے کمرے کا ھنی چال پڑیا۔

کمرے مینھ بڑدے ء عابد علی کے ایک جھٹکا سا لاگیا۔ کپڑیاں کی الماری کُھلی پڑی تھی اَر پلنگ پے خدیجہ کے کپڑے لتّے اَر کھالی بیگ پڑیا تھا۔ عابد علی نیں نیوں لاگیا جنّوں کپڑیاں کی ڈھال اُس کی دنیا بی نیوں ء کھنڈی پڑی سے۔ ایبے او اپٹی کھنڈی مُندھی دنیا کے بارے مینھ ء سوچے تھا اَک اُس تے اوھلا کریں خدیجہ کمرے مینھ آئی اَر بیگ مینھ اپٹے کپڑے گھالٹ لاگ گی۔ عابد علی چُپ کر کے اُس نیں دیکھدا رھیا۔ وا نیوں چاھوے تھا اَک خدیجہ اُس گیلیاں کوئے لڑائی جھگڑا کرے۔ گالم گالا ھورے۔ پر خدیجہ نیں چُپ چاپ اپٹے کپڑے بیگ مینھ گھالے اَر بیگ کی جنجیر بند کر لی۔ عابد علی ایک دم گھبرا گیا ار بولیا۔ "یو توں کے کرے سے؟"

" مھاری طلاق ھو لی سے۔" خدیجہ نیں گھٹے ء دُکھی اَر ٹھنڈے لہجے مینھ کہیا اَر کھڑی ھو لی۔

"پر۔۔۔۔تو ں جاوے گی کڑے؟" عابد علی نیں گھبرا کے پوچھیا۔ "تیرا اس دُنیا مینھ سے کونڑ؟ ماں باپ، باھڑ بھائی۔ کوئے رِستے دار۔۔۔ کوئے بی تو کونی۔"

"میرا رب تو سے ناں میرے گیلیاں!" خدیجہ کی آنکھیاں مینھ تے دو آنجھو لِکڑ کے اُس کے اوھلے مینھ ڈوب گے۔

"ھاں۔۔۔یا بات تو ٹھیک سے۔۔۔۔پر تو ں جاوے گی کڑے؟" عابد علی کا گھٹوا سوکھ گیا تھا۔

" رب کی زمین بوھت بڈی سے!" خدیجی نیں بیگ ٹھاندے ھوئے کہیا۔

" پر۔۔۔۔۔۔۔!" عابد علی نیں گھٹی ء پریسانی مینھ پوچھیا۔"بھاگوان! نیوں تو بھتا دے۔ جاوے گی کڑے؟"

"ایبے تو کوئے بیرانی منّے۔" خدیجہ نیں ایک لامبا سا سانس لیا اَر باھر جانڑ کھاتر پیر ٹھایا۔

عابد علی نیں اپٹا ھاتھ اس کے رستے مینھ ٹھا یا اَر رستہ روک لیا۔" تو ں۔۔۔۔۔! کڑیاں بی کونی جاوے گی۔۔۔۔"

"تو پھیر۔۔۔۔!" خدیجہ نیں گُسّے تے جواب دیا۔"تو کہ۔۔۔۔ اس گھر مینھ رہ کے ساری عمر حرام کی جندگی کاٹوں گی؟"

"توبہ۔۔۔توبہ۔۔" عابد علی نیں نیوں کہندے ھوئے کاناں کے ھاتھ لایا۔

" ھٹ جا پاچھے میرے رستے تے۔" خدیجہ نیں دوسری ڈِنگھ بھری۔

"دیکھ بھاگوان ! توں۔۔۔۔ بیٹھ تو جا۔۔۔ " عابد علی کی پریسانی بدھ گی۔ " میری بات تو سُنڑ۔"

" ھٹ جا میرے شیامی تے۔" خدیجہ نیں ھوربی گھنڑی کرڑی اواج مینھ کہیا۔

" اللہ واسطے ! " عابد علی نیں اُس کے ھیڈے کھائے۔ " میں تنّے اللہ کا واسطہ دیئوں سوں۔ ۔۔۔۔۔ توں بیٹھ کے نیں میری بات تو سُنڑ۔"

خدیجہ اللہ کا واسطہ سُن کے دھورے پڑی کُرسی پے بیٹھ گی۔ " بول۔۔۔ کے کہوے سے۔"

عابد علی کمرے مینھ پڑے پِلنگ کے ایک کوٹے پے بیٹھ گیا۔ سرم کے مارے اُس کا سر نیچا ھو رھیا تھا۔

"بول ایب ! " خدیجہ نیں دُکھی اواج مینھ کہیا۔ " کے کہنّا سے ؟"

" یائے بات۔۔۔" عابد علی نیں اپنّے سوکھے ھونٹاں پے جیبھ پھیردے ھوئے کیہیا۔" توں کڑیاں ناں جاوے۔۔۔ آڑے ءرہ لے۔"

" میں ایب اس گھر مینھ کونی رہ سکدی۔" خدیجہ نیں ناٹدے ھوئے نیڑ ھلائی۔ " اسی بات ناں کرے ایب۔"

"پر۔۔۔۔ !" عابد علی کچھ کہنّ لاگیا۔

" ھم ایب ایک دوسرے کھاترا نجّاں اَر غیر محرم ھو گے ساں۔ " خدیجہ کے بول مینھ ھوربی گھنڑی کڑواھٹ آگی تھی۔ اَر اس نیں ھوربی لامبا اوھلا کاڈھ لیا تھا۔

"ھاں ۔ یا بات تو ٹھیک سے ۔۔۔ ھم نا محرم تو گے ساں ایک دوسرے کھاتر ۔" عابد علی نیں گھٹے ء درد گیلیاں ڈونگی سانس بھری ۔ اُس کی آنکھیاں مینھ پانڑی آگیا ۔ "پھیر ۔۔۔ ایب ۔۔۔۔ ھم دونوں اس گھر مینھ انجانڑ ماٹساں ڈھال نیارے نیارے رہ لیاں گے ۔"

"ناں ۔۔۔ " خدیجہ نیں ھوربی کرڑے لھجے مینھ کہیہا ۔

" خدیجہ ! میری بات سمجھنڑ کی کوسس کر ۔" عابد اُس تئیں سمجھانڑ لاگیا ۔" اس گھر تے تیرا جاٹا ٹھیک کونی ۔"

خدیجہ نیں مونھ دوسرے کاھنی پھیر لیا ۔

"اللہ کی جمین پے گھٹے ء بدکار ماٹس رھویں سیں ۔" عابد علی نیں پھکر مندی گیل کہیہا ۔ "توں ۔۔۔ ناں چاھندے ھوئے بی ۔۔۔ گناہ کی دلدل مینھ ڈھے ناں پڑے ۔"

"پر ایب منّے نیوں بھتا ! " خدیجہ ایک دم پریسان ھوگی ۔"نیوں کیو کر ھو سکے سے اَک ھم ایب بی ایک ء گھر مینھ رھواں ۔"

"کیوں نی ھو سکدا ۔" عابد علی نیں ترنت جواب دیا ۔ " تنّے میرے پے بھروسہ کونی یا پھیر اپنّے آپ پے ؟"

خدیجہ جواب دینڑ کی ٹھوڑ کچھ سوچنڑ لاگ گی ۔

" بھتا خدیجہ ! " عابد علی نیں ٹھنڈا سانس بھریا ۔ " جواب دے ۔"

" پر کیوں ! " خدیجہ اُلجھ سی گئی ۔" ناں نیوں بھتا ! آکھر ۔۔۔ کد لگ میں ایک نامحرم ماٹس گیلیاں اُس کے گھر مینھ رھوں گی ۔"

"بس اُس بکھت تائیں۔۔۔۔ جِد لگ۔۔۔ تیری۔۔۔عدّت کے دن پورے ناں ھو جیں۔"

"اَر۔۔۔ اَر پھیر!" خدیجہ نیں گُسّے مینھ بل کھایا۔

عابد علی نیں کوئے جواب نئیں دیا۔ بس اپنڑی گلتی مان کے اَر اپنڑے آپے نیں مار کے نیڑ تلھانڑ کرین بیٹھیا رھیا۔

"بھتا تو۔۔۔!" خدیجہ اُس کے مونھ کاھنی دیکھدے ھوے بولی۔ عِدّت کے دن پورے ھونڑ پاچھے میں کڑے جاؤں گی؟"

"پھیر تو توں۔۔۔۔۔ عِدّت پاچھے۔۔۔" عابد علی نیں نیڑ ٹھا کے کچھ بولنا چاھیا پر شرم نیں اُس کی نیڑ ھور بھی جُھکا دی۔

"عِدّت کے بعد پھیر کے؟" خدیجہ کی اواج مینھ ایب ڈر سا آگیا۔

عابد علی چاھندے ھوئے بی نیڑ ناں ٹھا سکیا۔ اُس نیں کہیا۔ "عِدّت کے بعد تو۔۔۔۔ توں، دوسرا بیاہ کر کے ۔۔۔ عجّت گیلیاں جِندگی کاٹ لیوے گی۔"

"کے بولیا!" خدیجہ کے گات مینھ نیوں جُھر جُھری آئی جنڑوں ایبے کوئے بمب سا پھوٹے گا۔ وا ایک دم سِسکنڑ لاگ گی۔

عابد علی نیں بے بسی مینھ جُھکی ہوئی نیڑ ٹھا کے خدیجہ کاھنی دیکھیا۔ خدیجہ اوھلے مینھ کو دِکھدی ھوئی آنکھیاں پے ھاتھ دھر کے بِلکنڑ لاگ گی۔

"دیکھ بھاگوان!۔ تیرے پے دوسرا کوئے ھور رستہ بی تو کونی۔" عابد علی نیں بے بسی گیلیاں کہیا۔

خدیجہ نیں کوئے جواب کونی دیا اَر نیڑ تلھانڑ کریں روندی رھی۔

" ھم دونوں نیارے نیارے کمریاں مینھ رھواں گے۔۔ توں میرے تے اوھلا کاڈھ لیا کرئیے۔" عابد علی نیں بولدے ھوئے نیوں لاگیا جٹّوں اُس کی چھاتی مینھ کِسے نیں مُکّا سا مار دیا ھو۔

خدیجہ کی درد بھری سِسکی نیں ایک دم عابد علی تے بے چین کر دیا۔

"خدیجہ ! میں نئیں چاھندا۔۔۔اَک۔۔۔ تنّے کوئے ٹھیس بی پوھنچے۔"

خدیجہ نیں اوھلا اونچا کردیں ھوئیں نیڑ ٹھائی۔"پر۔۔۔۔یا بات کے جائز ہے؟۔۔۔ مھارا ایک ء گھر مینھ رھنّا اَر میرا عِدّت مینھ آڑے ء رھنّا۔"

"مھارے دین مینھ ماٹس کھاتر آسانیاں سیں، مُسکل کونی۔" عابد علی نیں کچھ سوچدے ھوئے کہیا۔ "پھیر بی، میں کسے عالم، گیانی ماٹس نیں پوچھ لیوں گا۔"

سِسکدی ھوئی خدیجہ کسے لامبی سوچ مینھ ڈوب گی۔

"خدیجہ ! تنّے اللہ کا واسطہ سے، آج اِس گھر نیں چھوڈ کے ناں جاوے۔" عابد علی نیں اُس کا ھنی دیکھدے ھوئے ھاتھ جوڑ دئیے۔

سِسکدی ھوئی خدیجہ نیں اپنّی نیڑ جُھکا دی۔

عابد علی چُپ چپیتا اوٹھ کے نیں کمرے تے باھر لِکڑ گیا۔

ایب کمرے مینھ بس خدیجہ تھی اَر رات کے گھور اندھیرے مینھ گونجدی ھوئی اُس کی سِسکیاں تھی۔

(13)

اُس دن عابد علی پھجر کی نماج پڈھنڑ اِس کارنڑ ناں گیا اَک کدے اس کے گھراں ناں ھونڑ نیں دیکھ کے، خدیجہ گھر چھوڈ کے ناں بِگ جے۔
اُس نیں گھر کے برانڈے مینھ ء نماج پڈھ لی۔ نماج کھتم کر کے، سلام پھیر کے جِد اُس نیں ھاتھ دُعا مانگنڑ کھاتر ٹھائے تو گیلیاں رونڑ بھی لاگ گیا۔ سِسک سِسک کے من ء من مینھ دُعا مانگدا رھیا۔ " یا میرے مالِک ! یو میرے پے کے ھو گیا۔ ۔۔۔۔ میرے پے بڈی گلتی ھو گی۔۔۔ گھٹاء کسوتا کام ھو گیا۔ بس ایک طعنہ سُنڑ کے منڑ اپنڑی نیک اَر سُچی لُگائی تے طلاق دے دی۔ اِس کا تو کوئے قصور کونی تھا۔ میری ء گلتی تھی۔ اَک میں ایک انجانڑ چھوری دھورے جا بیٹھیا تھا۔۔۔ ار خدیجہ کے من مینھ میرے کاھنی تے ایک پھانس سی پڑگی۔ یا میرے سوھنڑے رب ! منڑ معاف کر دے۔۔ !"

عابد علی نیں سِسکی بھردے دُعا مانگنڑ کے بعد اپنڑے ھاتھ مونھ پے پھیرے تو اُسے بکھت خدیجہ اپنڑے لتّے ٹھائیں کمرے تے باھر آئی۔ اُس نیں لامبا سا اوھلا کاڈھ راکھیا تھا۔ وا دوسرے کمرے مینھ جاوے تھی۔ جِدوا، عابد علی کے نیڑے کو جاوے تھی تو مُصلّے پے بیٹھے عابد علی بولے بِنا رہ ناں سکیا۔ خدیجہ !"

خدیجہ، عابد علی کاھنی تے مونھ موڑ کے کھڑی ھو گی۔

مُصّلے پے بیٹھے عابد علی نیں ایک ڈونگا سا ساٹس بھریا، دُکھ اَر پچھتاوے بھری اواج مینھ بولیا۔"خدیجہ ! میں تیرا گناہ گار اَر دین دار سوں۔۔۔۔بوھت بڈی گلتی کر بیٹھیا سوں میں۔"

خدیجہ نیں کوئے جواب کونی دیا۔ وا مونھ دوسری اوڑ کریں کھڑی رھی۔ اُس کی لال پینجو ھوئی آنکھیاں مینھ تے آنجھو لِکڑ لکڑ کے اوڈھنّی مینھ بھردے جاویں تھے۔

"اپنّی گلتی کا کسے بھی شکل مینھ میں کوئے بدلہ نئیں دے سکدا۔" عابد علی نیں روٹ برگی اواج مینھ کہیا۔" بس میں تو تیرے پے ھاتھ جوڑ کے مافی ء مانگ سکوں ھوں۔ "

دوسری اوڑ مونھ کریں کھڑی خدیجہ نیں کوئے جواب نئیں دیا۔ بس ایک لامبا اَر ٹھنڈا سا سانس بھر کے رہ گی۔

" جے توں۔۔۔۔ منّے ماف کر دے۔۔۔۔" عابد علی ایب سِسکٹ لاگ گیا تھا۔"تو۔۔۔۔ منّے لاگے سے اَک رب بھی منّے ماف کر دے گا۔" اَس تے آگے عابد علی کچھ بی ناں بول سکیا اَر اپنّے دونوں ھاتھ مونھ پے دھر کے باٹکاں جیوں بِلکٹ لاگ گیا۔

عابد علی کاھنی پاچھا کریں کھڑی خدیجہ کے مونھ تے بس ایک سسکی لِکڑی اَر وا بِنا کوئے جواب دئیے دوسرے کمرے کاھنی چال پڑی۔ اُسے کمرے مینھ ، جس مینھ ایک نا محرم چھوری زینب کچھ دن رہ کے گئی تھی۔

آج ھونٹ آلے اس طلاق کی بات نیں عابد علی تے جناں جھنجھوڑ کے نچوڑ دیا تھا۔ بھیتر ء بھیتر ٹوٹ کے نیں وا ڈھے پڑیا تھا۔ گھر کے برینڈے مینھ پھجر

کی نماج پڈھے کے وا کمرے مینھ بِگ گیا تھا۔ اَر بھیتر آنڑ کے بعد دُکھ کے بوجھ تلے دبیا عابد علی روڑ لاگ گیا۔ اپنڑے کمرے مینھ کلّا عابد علی رب کے شیامی سجدے مینھ پڑ کے ماجی مانگدا رھیا۔ اَرنیوں ء سر مُصلّے پے دھریں پڑیا رھیا۔ اُس نیں سجدے مینھ تے سِر جب ٹھایا جب اُس کی نیڑ اَر ریڑھ کی ھاڈّی مینھ درد ھوڑ لاگ گیا۔ سجدے مینھ تے سِر ٹھانڑ کی کوسس کری تو اُس نیں ریڑھ کی ھاڈّی مینھ ایک سول سی کُھب گی۔ اَروا اُٹھڑ تے لاچار ھو گیا۔ سجدے کی ھالت مینھ ء وا پلٹی لے کے مصلّے پے ء لوٹ گیا۔ جس طریوں ایک چھوٹا سا بالک اپنڑے گوڈے پیٹ مینھ سُکیڑ کے گٹھڑی سی بنڑ کے سو جیا کرے۔

اور دِنڑاں مینھ پھجر کی نماج کے بعد خدیجہ چاء کا کوپ عابد علی کے شیامی دھر دیا کرے تھی۔ اَر وینھ دونوں کٹھے بیٹھ کے چاء پیا کریں تھے۔ چاء پیڑ کے بعد خدیجہ گھر کے کاماں مینھ رُجھ جیا کرے تھی۔ عابد علی چاء پی کے باھر کا ھنی ھانڈڑ بِگ جیا کرے تھا۔ جب وا گھراں اُلٹا آندا تو ناستہ بنڑ رھیا ھووے تھا۔ سیتا کے آنڑ کے بعد بیر، مرد کے کاماں مینھ تھوڑا ادل بدل ھو گیا تھا۔ عابد علی نیں کہہ دیا تھا اَک ایب وا چاء سیتا کے کمرے مینھ بیٹھ کے اُس گیلیاں پیا کرے۔ پر آج تو سارا ء کچھ بدل لیا تھا۔ سیتا تو زینب بنڑ کے بیرانی کڑے جا لی تھی۔ اَر اُسے کمرے مینھ بیٹھی خدیجہ اپنا دُکھ روڑ لاگ ری تھی۔ پھجر کی نماج پڈھڑ کے بعد خدیجہ کمرے مینھ گئی تو پھیر باھر ناں لِکڑی۔

عابد علی اپنڑے گات ار روح کے درد گودی مینھ بھریں، مُصلّے پے ء لوٹیا رھیا۔ سبیر کے نو بجڑ آئے ھو لئے تھے۔ نیوں تو عابد علی کا آج ڈیوٹی پے جانڑ کا من کونی تھا۔ پر نوکری تو کرنڑی ء تھی۔ اُس کی کڑ، اَر نیڑ کا درد تو کِے گھیٹ ھو لیا

تھا۔ پر اُس کے بھیتر کا درد بدھدا جاوے تھا۔ پھیر وانیوں سوچ کے اپنے دپھتر جانڑ کھاتر اوٹھ لیا اَک کدے کدے ریلوائی مینھ چھوٹی سی کلتی بھی کِسے بڈے کھٹیمے کا کارنڑ بنڑ جیا کرے۔

عابد علی نیں الماری مینھ تے ٹیسن ماسٹر کی وردی کاڈھی اَرپَیرھ کے کمرے تے باھر لِکڑ گیا۔ باھر لے بارنے کاھنی جاندے جاندے ایک دم ڈٹیا اَرنیڑ پھیر کے دوسرے کمرے کاھنی دیکھنڑ لاگیا۔ کمرے کے کِواڑ بند تھے پَر دونوں کِواڑاں مینھ تھوڑی سی جِھری تھی۔ عابد علی کچھ سوچ کے درواجے کاھنی گیا۔ اَر پھیر اپنا آپا ناں ڈاٹنڑ کارنڑ ایک دم کمرے مینھ جھانکیا۔

کمرے مینھ خدیجہ اپنڑی سوچاں مینھ گُم نیڑ تلھانڑ کریں بیٹھی تھی۔ وا گھنڑی ءِ دُکھدھاری اَر بے چین لاگے تھی۔

کواڑاں کی جِھری مینھ کو ایک پل دیکھنڑ کے بعد عابد علی نیں اپنڑی گلتی کا احساس ھو لیا اَر وا درواجے تے پاچھے ھٹ گیا۔ من ءِ من مینھ رب تے مافی مانگی۔ اُس نیں یاد آگیا اَک ایب خدیجہ اُس کی گھر آئی کونی رھئی۔ بلک نیں ایک گیر لُگائی بنڑ گی سے۔ جس کاھنی دیکھٹا بی گُناہ سے۔ عابد علی کی نیڑ جُھک گی۔ اُس نیں ٹھنڈا سانس بھردے ھوئے درواجے کاھنی دیکھیں بِنا کیہیا۔ "خدیجہ!"

کمرے مینھ تے کوئے جواب نئیں آیا۔

عابد علی نیں درواجے کاھنی مونھ کر کے ایک بر پھیر مڑی جور کی اواج مینھ کہیا۔ "خدیجہ!"

کمرے مینھ پلنگ پے نیڑ تلھانڑ کریں بیٹھی خدیجہ نے اُدڑک کے دراوجے کاھنی دیکھیا۔ بند کِواڑاں مینھ چُھٹی جِھری مینھ کو باھر تے چاندنڑے کی لکیر سی بھیتر

آوے تھی۔ خدیجہ نیں جواب دیڑ کی بجائے اپنڑے سِر پے اُوڈھنڑی ٹھیک کری۔ مڑی ھاڑ بعد پھیر عابد علی کی اواج سُنڑی۔ "خدیجہ!"

خدیجہ پِلنگ پے تے اُوٹھی اَر کواڑ دھورے کری کی کاندھ گیلیاں ٹیک لا کے کھڑی ھو گی اَک باھر تے کسے نیں ناں دِکھے۔ "ھاں جی!" اُس نیں ناں چاھندے ھوئے جناں پتلی سی اواج مینھ کہیا۔

"میں ڈیوٹی پے جاؤں ھوں۔" دروا جے کی دوسری اوڑ کھڑے ھوئے عابد علی کی اُداس اواج بھیتر آئی۔ "گھر کا باھر آلا دروا جا بھیڑ لئے۔"

خدیجہ کے من مینھ آئی اَک عابد علی تے روک لے۔ اُس کھاتر ناستہ بٹا دیوے۔ پر اپنڑی چاھ ھوڑ کے باوجود وا اِساناں کر سکی۔ اُس نیں عابد علی کی پیڑاں کی اواج سٹائی دی۔ کمرے کے بھیتر کاندھ گیلیاں ٹیک لا کے کھڑی خدیجہ نیں کچھ سوچ کے اپنڑی اوڈھنڑی گیلیاں اوھلا کاڈھدے ھوئے ایک کواڑ مڑا سا کھول کے باھر جاندے عابد علی تے کہیا۔ "سُنڑے سے کے؟"

عابد علی ایک دم ڈٹ گیا۔ اُس نیں پاچھے دیکھیاں بِنا کیہیا۔ "کے کہوے سے؟"

"دیکھئے۔۔۔ وا۔۔۔۔" خدیجہ کے بول مینھ دُکھ اَر پریسانی سی تھی۔ "زینب کڑے گئی؟"

"بھول جا اُس نیں۔" عابد علی نیں تلھاڑ دیکھدے ھوئے ٹھنڈے بول تے کہیا۔ "آج پاچھے اس گھر مینھ زینب کا کوئے جِکرا کونی ھووے گا۔"

"پر۔۔۔" خدیجہ کچھ کہڑ لاگی۔

"منّے کہہ دیا ناں اَک اس گھر مینھ ایب زینب کا جِکرا کونی ھووے گا۔" عابد علی نیں دُکھی اواج مینھ کہییا۔ "نیوں سمجھ لے، ایب وا مھارے کھاتر ایک بھولی ھوئی کہانٹی تھی۔"

" زینب کوئے کاھٹّی کونی تھی۔ ایک جیندی جاگدی چھوری تھی۔" خدیجہ نیں اپنّی بات پے جور دیندے ھوئے کہییا۔ "توں بھتاندا کیوں نی اَک زینب کڑے گئی۔"

" منّے ایک بر کہہ دیا ۔۔۔۔ بُھلا دے اُس نیں۔ ۔۔۔ وا چھوری مھارا گھر چھوڈ کے اورے تے بِگ گی سے۔" عابد علی کچھ نیوں بولیا اَک اُس کی اواج میں اُس کے بھیتر کا دُکھ دِکھے تھا۔

"پھیر بی۔۔۔۔۔" خدیجہ نیں ھاری ھوئی اواج مینھ کچھ کہنّا چاھیا پر کہہ ناں سکی۔

"زینب نیں اس گھر میں کچھ دن بتائے اَر پھیر بِگ گی۔" عابد علی کی اواج پاٹّ لاگ گی تھی۔ اُس نیں اٹّ چاھے انداج مینھ نیڑ موڑ کے خدیجہ کا ھنی دیکھیا۔ اَر ٹھنڈا سانس بھردے ھوئے دُکھی اواج مینھ کہییا۔ " اَر۔۔۔۔۔ اَر ایب۔۔۔توں بی اس گھر مینھ چار میہنّیاں کی مہمان سے۔" عابد علی کی نیڑ آپے آپ جُھک گی۔

اوڈھنّی گیلیاں اوھلا کاڈھیں کاندھ گیلیاں ٹیک لائیں کھڑی خدیجہ نیں نیوں لاگیا جنّوں اُس کے بھیتر کے دو ٹکڑے ھو گے ھوں۔ اُس کے ھلق مینھ تے نیوں ایک تاتی ھوا لکڑی جنّوں اُس کے بھیتر آگ بلدی ھو۔ اُس کی آنکھیاں مینھ

پاٹی آگیا اَر اُس نیں کانبدے ھونٹاں گیلی کہیا۔ " ھاں جی۔۔۔۔ جاٹوں سوں۔۔۔ اَک ینھ چار میھنے بی چار دناں کی طریوں چلے جاویں گے۔ "

خدیجہ پے کچھ ھور ناں بولیا گیا پر اُس نیں دیکھیا اَک کسے مجرم کی ڈھال کھڑے عابد علی کی آنکھیاں مینھ تے دو آنجھو لِکڑ کے تلے ماٹی مینھ ڈوپ گے۔ دُکھ اَر درد گیلیاں عابد علی کی آنکھ مچ گی۔ آنکھ کھولیں بِنا وا دوسری اوڑ مُڑیا ارتیج تیج چالدے ھوئیں گھر کے آنگنڑ تے باھر لِکڑ گیا۔

جِب عابد علی بِگ گیا تو کمرے کی کاندھ گیلیاں ٹیک لائیں کھڑی خدیجہ کی آنکھیاں شیامی وا پورا گھر کھالی کھالی لاگنڑ لاگیا۔ کچھ پل تو وا جماں بُت بنڑی کھڑی رھئی۔ پھیر اُس نیں ڈِنگھ پاڑی اَر آگے نیں ھو کے دھرتی پے گوڈے لا لئے۔ اُس نیں پھرس پے پڑے ھوئے عابد علی کے آنجھواں آلی جگہ پے آنگلی دھری۔ اُس نیں پھرس پے پڑے ھوئے آنجھواں پے تے آنگلی ٹھائی، مونھ پے ھات دھریا اَر اپنڑی سسکیاں نیں روکنڑ لاگی۔ پر اپنڑے بھیتر چالدے ھوئے دریا کے آگے بند ناں باندھ سکیں۔ ایک چھوٹے باٹک کر طریوں جور جور تے رونڑ لاگ گی۔ جس جگہ عابد علی کے دو آنجھو پڑے تھے ایب اُس کی آنکھیاں مینھ تے اُس جگہ سامنڑ کی جھڑی لاگ گی۔

ایب برسدے ھوئے بادل تھے ار خدیجہ کی آنکھ

(14)

جانکی بائی نیں اپنّی ھیلی مینھ دھری دُرگا دیوی کی مورتی کے شیامی کھڑے ھو کے مونھ ء مونھ مینھ دعا کر کے نیڑ پھیری تو مڑی سی دور کھڑیا شنکر دِکھیا۔ شنکر اپنّی ماں نیں چُپ چاپ ٹکٹکی باندے دیکھنْ لاگ رھیا تھا۔ شنکر کی چُپ نیں جانکی بائی کے من میں کُھد بُدھ سی لا دی تھی۔ "نیوں منّے ٹکٹکی باندھ کے کیوں دیکھنْ لاگ رھیا سے۔"

"سیتا کڑے سے؟" شنکر کے بول میں جنّوں کوئے طوپھان لھک رھیا تھا۔

"منّے تو کِے بیرا کونی۔" جانکی بائی نیں ایک لامبا سانس بھریا۔

"جوان بیٹی گھر تے بھاج گی۔ پر آج تھارے مونھ پے گھٹّی ء تسلّی سی دیکھے سے۔" شنکر بولیا۔ "پر تھامیں کہو سو۔ اَک تھم نیں کوئے بیرانی۔"

"ھاں شنکر! منّے ساچی مینھ ء کوئے بیرانی اَک سیتا کڑے سے۔"

"تو پھیر تھارے بول مینھ اتنا سکون ار تسلّی کیوں سے؟"

"سُنْ لے شنکر! جے تنّے آج میرے مونھ پے تسلّی ار سکون دیکھے سے تو اس کا کارنْ بس یو سے اَک توں ایب تئیں سیتا دھورے نئیں پوھنچ سکیا۔" جانکی بائی کی آنکھیاں مینھ پانْی آگیا۔ "میں تو بھیتر تے ادھ مری ھو ری سوں۔"

شنکر نیں گُسّے مینھ مونھ دوسری اوڑ پھیر لیا۔

"میں تو سیتا کی اوڑتے کسے آچھی کھبر کی آس مینھ بیٹھی سوں۔"جانکی بائی کی آنکھیاں مینھ آنجھو آگے۔

شنکر نیں کچکچی لیندے ھوئے اپنّی کاں کاھنی دیکھیا۔ " ماتا ! تسلّی راکھ۔ میرے جیوندے جی تئے سیتا کاھنی تے کوئے آچھی کھبر سُنّنا نصیب کونی ھووے۔"

" رے شنکر ! رحم کر بس۔" جانکی بائی نیں اپنّی آنجھو بھری آنکھیاں گیلیاں شنکر کاھنی دیکھدے ھوئے ھاتھ جوڑ دیئے۔ " رحم کر میرے ھال پے۔۔۔ میں ماں سوں۔"

شنکر کے ھِردے مینھ رحم نام کی کوئے چیج تھی ء کونیا۔ وا اپنّی ماں کاھنی تے مونھ موڑ کے اوڑے تے بِگ گیا۔

جانکی بائی نیں جو ھاتھ شنکر کاھنی جوڑے تھے وینھ ایب لگ جُڑ رے تھے۔ اُس نیں اپنّی آلی آنکھیاں گیلیاں کھلے ھوئے بارنّے کاھنی دیکھیا۔ دُھندل آنکھیاں گیل بارنّے کاھنی دیکھدے دیکھدے سارا ماھول بھی دُھندلا ہو گیا۔ اُس نیں نیوں لاگے تھا جنّوں اُس کی رگاں مینھ کھون کی جگہ مایوسی بھری ھو۔ جانکی بائی نیں اپنّے جُڑے ھوئے ھاتھ دُرگا دیوی کے شیامی کر دیئے۔ روندے روندے اُس کی آنکھ مچ گی۔ جِندگی بھر کا دُکھ اس کے مونھ پے سمٹ کے آگیا۔ اَر دُرگا دیوی کے شیامی ھیڈے لیندے ھوئے وا سیتا کے سُپنے مینھ کھو گی۔

(15)

سیتا، جو ٹُسی زینب بٹّن پاچھے اپنّے چھوٹے سے شھر مینھ کچھ دن عابد علی کے گھراں لھکی رئی تھی۔ پر آج سبیرے تڑکے ء تڑکے بکھت عابد علی کا گھر چھوڈ کے لِکڑ آئی تھی۔ ایب اُس نیں نیوں کھیال مینھ آوے تھا اَک عابد علی کا گھر کوئے عام گھر کونی تھا بلک نیں اُس کھاتر ایک جنّاں محفوج ٹھکاٹہ تھا ۔ عابد علی کے گھر تے لِکڑ کے اُس نیں چاروں اوڑکھترا ء کھترا دیکھے تھا۔ پر ایب نیوں لاگے تھا اَک مگر مچھاں کے مونھ مینھ تے لِکڑ کے وا دریا پار کر گی تھی۔ ایب وا اپنّی یونیورسٹی کے جمانے کی ڈھبّٹ الماس کے گھراں کراچی پوھنچ گی تھی۔ وا الماس کے گوڈے کے گوڈا لا کے بیٹھی تھی ار اُس کا ایک ھاتھ الماس کے ھاتھ مینھ تھا۔

"یونی ورسٹی کے جمانے مینھ بھی اس کے من مینھ بگاوت بھری تھی۔ " الماس نیں شیامی بیٹھے اپنّے کھسم کا ھنی دیکھدے ھوئے کہییا۔ "پر۔۔۔۔ منّے کوئے انداجا کونی تھا اَک سیتا اتنی بڈی جرات دِکھا دیوے گی۔"

" ایب میرا نام سیتا کونی۔ زینب سے۔" زینب نیں الماس تئیں نام ٹھیک کرنّ نیں بھتایا۔ " منّے زینب کہہ کے ء بلایا کرو ایب۔"

رفیق، زینب کی اس بات پے مُسکرایا۔ " لاگے سے اَک تیری ڈھبّٹ اپنّی بگاوت پے کھڑی رھنّ کی ھمّت بھی را کھے سے۔ " اس نیں الماس کا ھنی دیکھدے ھوئے کہییا۔

"یا ھمّت ء تو منّے اورے تئیں لاے کے آئی سے۔" زینب نیں تھنڈا سانس لیندے ھوئے کیہیا۔ "اِس ھمّت تے علاوہ اور میرے دھورے سے ء کے!"

"زینب! جے تیرے دھورے ھمّت سے تو پھیر باقی سب کچھ ٹھیک ھو جے گا۔" الماس نیں زینب کا ھاتھ دونوں ھاتھاں مینھ لے کے کہیا۔ "توں ٹھیک جگہ پے پوھنچ گی سے۔"

"ھاں زینب! الماس کا تو کام ء لُگائیاں کھاتر کام کرنا سے۔ اس نیں تو گھنکھری لُگائیاں تے پناہ گاہ مینھ بھیجیا سے۔" رفیق بولیا۔ "دوسری بات یا سے۔ اَک تھامے دونوں ڈھبّ سو۔"

"میں زینب تے اپنّے گھر مینھ ء ڈاٹّنا چاھوں سوں۔" الماس نیں اپنّے کھسم کا ھنی دیکھدے ھوئے کہیا۔ "میں یا بات جمّاں کونی چاھوں اَک یا کسے سرکاری یا پرائیویٹ آشرم مینھ رھوے۔"

"پر۔۔۔۔" زینب نیں اُس کی بات ٹوکدے ھوئے کہیا۔ "میں۔۔۔کد تئیں تھارے اوپر بوجھ بنّ کے رھوں گی!"

"زینب! توں کِسی بات کرے سے!" الماس نیں پیار بھرے گُسّے آئی اواج مینھ کہیا۔

"ھاں زینب! منّے بھی اس پے کوئے اعتراج کونی۔" رفیق بولیا۔ "یو گھر جتنا میرا سے، اُتنا ء الماس کا بھی سے۔"

زینب نیں ٹھنڈا سانس بھریا اَر ان کے احسان ماندے ھوئے اُس کی آنکھیاں مینھ پانّی آگیا۔

" ایک بات اور سنڑ لے زینب ! میں ایک وکیل ھوں ار میں تیری نیوں بھی مدد کر سکوں ھوں۔" رفیق نیں کہیا۔

مدد کے شبدھ سُنڑ کے زینب نیں ایک دم رفیق کا ھنی دیکھیا۔

" جے توں چاھوے تو۔۔۔۔" رفیق بولیا۔" میں شنکر نیں ایک دن میں پکڑوا کے اُس کے ھاتاں مینھ ھتھکڑیاں پیھرا سکوں ھوں۔"

"ناں۔ناں۔۔۔ میں یو کام کونی چاھندی۔" زینب ایک دم بولی۔

"پر کیوں نئیں؟" رفیق نیں پوچھیا۔

" میں اپنا دھرم بدل کے سارا کچھ چھوڑ بیٹھی سوں۔ سیتا تے زینب بنڑ گی۔ پر۔۔پر۔۔۔پھیر بھی۔۔۔ وا میرا بھائی تو ھے ناں۔"

"وائے بھائی۔۔۔۔جو تیرے کھون کا تسایا مرے سے۔" الماس کے بول مینھ جنڑوں سانپ کی پُھنکار آگی تھی۔

"ھاں۔۔۔" زینب نیں ٹھنڈا سانس لیا۔ اُس کی آنکھیاں مینھ تے دو آنجھو لِکڑ کے دھرتی پے ڈھے پڑے۔"پھیر بھی ۔۔۔میں جماں نیں چاھندی اَک میرے بھائی تے کوئے تکلیپھ ملے۔"

رفیق اوڑے تے کچھ کہے بنا اُوٹھ کے باھر لکڑ گیا۔

الماس نیں اپنڑے دھورے بیٹھی زینب کے آنجھو پونجے تو زینب سسکنڑ لاگ گی۔ الماس نیں زینب کے گات کی کوئی بھری تو اس نیں دیکھیا اَک اُس کا گات کانبنڑ لاگ رھیا تھات۔ نیوں لاگے تھا اَک ایبے تئیں زینب کے گات مینھ موت کا بھے بھر یا پڑیا سے۔

اگلے دن الماس کے گھراں بیٹھک مینھ اُسے صوپھے پے، جس پے کیل زینب بیٹھی تھی۔ شنکر بیٹھیا تھا۔ شنکر کی آنکھ گسے میں کبوتر کی آنکھیاں جیوں لال ھو ری تھی۔ بوسکی کے کُرتے تلے تے پستول کا دستہ دیکھنْ لاگ رھیا تھا۔ اَر وا کسے ڈونگی سوچ مینھ دِکھے تھا۔

" رے میرے بھائی شنکر!" الماس نیں اپنْے بول مینھ دُکھ ار ھیرانگی گھالدے ھوئے کیہا۔" منّے تو گھٹاء دُکھ ھویا اَک سیتا نیوں گھر چھوڑ کے بِگ گی۔ "

"پر وا آئی تو کراچی ء سے۔"شنکر نیں اپنْے موٹے موٹے ڈیلے کاڈھدے ھوئے الماس کا ھنی دیکھیا۔

"یا بات توں کیو کر کہہ سکے سے؟" الماس کچھ گھبرا سی گئی۔

"منّے سولہ آنے یقین سے!" شنکر پورے یقین تے بولیا۔ " مھارے سارے گام گوانڈ مینھ تو اس کا نام نشان کونی ملیا۔"

" پھیر بھی۔۔!" الماس نیں اپنْی پریشانی لھکوندے ھوئے کہیا۔ " پھیر بھی۔۔۔۔ توں کیو کر کہہ سکے سے اَک وا کراچی ء آئی ھو گی۔"

" ایک بات تو یا سے اَک کراچی مانْساں کا سمندر سے جڑے کوئے بھی آ کے لھک سکے سے، ار دوسرا۔۔۔۔۔" شنکر ایک دم چُپ ھو گیا۔

"دوسرا کے؟" الماس نیں ٹوہ کاڈھدے ھوئے پوچھیا۔

"دوسری بات یا اَک اُس کی گھنکھری ڈھبْ کراچی مینھ ء رھویں سیں۔" شنکر نیں ایک پل سوچ کے پھیر اپنْی بات کہی۔ " میرا کھیال سے اَک۔۔۔۔ تنّے سیتا کے بارے مینھ کے ناں کے تو جرور بیرا ھو گا۔"

الماس بھیترء بھیتر ایک دم سھم گی جنّوں اس کی چوری پکڑی گئی ھو۔ اُس نیں اپنّی پرشانی لھکوندے ھوئے کچھ کہنّا چاھیا پر اُس کے شبدھ اُس کا ساتھ ناں دیندے ھوئے دِکھے۔

" میں یا بات اس مارے کہوں سوں اَک میں اُس کی جتنی بھی ڈھبنّاں دھورے گیا تو ان ساریاں کا ایک ء کہنّا تھا اَک یونی ورسٹی کے جمانے مینھ توں ء اُس کے نیڑے تھی۔" شنکر نیں اپنّی بات آگے بدھائی۔

زینبت کی سلامتی کی چاہ نیں الماس مینھ نیا ھونسلہ بھر دیا۔ اُس نیں اپنّے بھیتر کی پریشانی پے قابو کر کے کیہیا۔ "ناں میرے بھائی۔ ! منّے تو سیتا کے بارے مینھ جناں کئے کونی بیرا۔"

" دیکھئے ! میرے گیل کوئے جھوٹھ ناں بولئے۔" شنکر کے بول مینھ دھمکی تھی۔

"میں بھلا کیوں جھوٹھ بولوں گی۔" الماس نیں بھی کڑے بول گیلیاں کہیا۔" میں تو گھنّی ء لُگائیاں کی مدد کر بیٹھی سوں۔ جے سیتا میرے دھورے آئی ھوندی تو ایب تئیں میں اُس تے عدالت مینھ لے جا کے اُس کی ھچھاجت کروا ندی اَر پریس کانچھرنس بھی کر دیندی۔"

پریس کانچھرنس کا سُنّ کے شنکر چُپ سا ھو گیا۔ اُس نیں ایک لامبا سانّس لیا اَر سر نیھواڑ کے بیٹھ گیا۔

"شنکر بھائی !" الماس نیں اپنّے بول مینھ تھوڑی سی نرمی بھر دیں ھوئے کہیا۔" جے سیتا نیں ٹوھنّ مینھ میرے کاھنی تے کوئے جرورت پڑے تو منّے بھتا دئیے۔"

"ناں جی ناں ! اُس نیں تو میں آپے ٹوھ لیوں گا۔" شنکر نیں اُٹھدے ھوئے کہیا۔ "واچئے بھورے مینھ بھی بڑجے گی تو میرے تے نئیں لھک سکدی۔"

"بھائی ! چاء توپی لیندا۔"

"ناں میری باھڑ ! ۔" شنکر نیں لامبا سانس لے کے کہیا۔ "میرے بھیتر مینھ تو پہلاں ء آگ بلڑ لاگ ری سے۔" شنکر کے بول مینھ کرڑائی آگی۔ "ار ایب یا آگ بس سیتا کے لہو گیلیاں ء بُجھے گی۔"

شنکر تولا تولا چالدا ھویا بیٹھک لے لِکڑ گیا۔

الماس مونھ بائیں اوڑے ء کھڑی کی کھڑی رہ گی۔

بیٹھک کے گیلیاں جُڑے ھوئے کمرے مینھ بھیتر تے کُنڈا لا کے کِواڑاں گیل ٹیک لا کے کھڑی زینب نیں اونچی اواج مینھ بولدے شنکر کی ساری بات سُنڑ لی تھی۔ بھے گیلیاں زینب کا گات کانبے تھا۔ ایک دم دروازہ کھڑکیا تو زینب کا سانس سوکھ گیا۔ زینب تئیں ایب یقین ھو لیا تھا اَک کمرے کا کمجور دروازہ اُس تے شنکر کے ھاتھاں مرڑ تے کونی بچا سکے۔

"زینب ! کِواڑ کھول دے۔" دروازے پے ٹھک ٹھک ھونڑ سیتی زینب نیں الماس کی اواج بھی سُنڑی۔ سُنڑ کے بھی زینب نیں کِواڑ نئیں کھولے اَر ناں ء اُس کی کانبڑی تھمی۔

"زینب ! کِواڑ کھول دے ایب۔" الماس نیں مڑی اونچی اواج مینھ کہیا۔

بند کِواڑاں پاچھے ٹیک لائیں کھڑی زینب نیں نیوں لاگیا جنڑوں کِواڑ کھولدے ء الماس کے پاچھے شنکر بھی کھڑیا ھووے گا۔ پھیر شنکر کا ھاتھ الماس

کے کاندھے کے اوپر کو آ کے زینب کی گھیٹی تئیں پوھنچے گا۔ اَر وا کھڑی کھڑی شنکر کا ھاتھاں دم گھُٹ کے مر جے گی۔

"زینب ! ناں ڈرے !"۔ الماس نیں چِرلی ماردے ھوئے کہیا۔ "شنکر اُورے تے بِگ گیا سے۔"

زینب نیں ایک لامبا سانس لیا پر ایبے تئیں اُس کے گات کی کانبنّی کھتم کونی ھوئی تھی۔

"تنّے سُنّدا کونی کے؟۔۔۔۔۔ کھول کِواڑ۔" الماس بولی

زینب نیں ایک اٹ جاٹ بھے تے پاچھے گیردے ھوئے درواجے کا ھنی مونھ کر کے کُنڈے کا ھنی ھاتھ بدھایا اَر کانبدے ھاتھاں گیلیاں کُنڈا کھولیا تو دھگّے گیلیاں کِواڑ آپے آپ کُھل گے۔ زینب سھم کے پاچھے نیں ھو گی۔

"توں اتنا ڈرے کیوں سے۔۔۔۔۔ بَولی ھو گی کے؟" الماس نیں آگے ھو کے زینب کے کانبدے ھاتھ پکڑ لئے۔

تنّے۔۔۔۔ تنّے شنکر تے کچھ بھتایا تو کونی؟" زینب نیں بھے مینھ کانبدی ھوئی اواج مینھ پوچھیا۔ اُس کے گات گیلیاں اُس کے ھونٹ بھی کانبیں تھے۔

"زینب ! کِسی بات کرے سے۔" الماس نیں زینب کے دونوں ھاتھ اپنّے ھاتھاں مینھ لیندے ھوئے کہیا۔ "ناں گھبراوے !۔ منّے اُس تئیں کچھ نئیں بھتایا۔

یا بات سُنّ کے زینب ھاتھ چُھڈوا کے الماس کے لپٹ گی۔ اَر پھیر رونّ لاگ گی۔

الماس نیں زینب تے چھاتی کے لا کے اُس کے سِر کے پاچھلے پاسے ھاتھ پھیریا۔ "تنّے اتنا بڈا پھیسلہ بھی کر لیا اَر ایب آپے اتنی کمجور بھی پڑلی۔"

زینب نیں کوئے اُتّر کونی دیا۔ وا الماس کے کاندھے پے سِر دھر کے روندی رئی۔ ایک چھوٹے بالک کی ڈھال زینب نیں الماس کی کوئی ایک مجبوت سھارا لاگے تھی۔ جس مینھ ایک ماں کی موھتا اربیار دِکھے تھا۔ الماس کی کوئی مینھ کھڑی زینب نیں شنکر پھیر یاد آگیا اَر وا سسکنْ لاگ گی۔ اُس نیں نیوں لاگیا جنّوں شنکر اُس تے الماس کی بھری ھوئی کوئی مینھ تے چک لے گا اَر اوڑے ء کھڑے کھڑے اُس کی گھیٹی گھوٹ کے مار دے گا۔ یا بات سوچدے ء زینب الماس کے ھاتھ چُھڑا کے کمرے کے بارنّے کا ھنی دیکھنْ لاگ گی۔

"کے دیکھے سے؟" الماس کے ماتھے پے ھیرانگی کی سلوَٹ پڑگی۔

" دیکھ، وا۔۔۔۔وا۔۔۔شنکر۔۔۔" زینب نیں کانبدے ھونٹاں گیلیاں کچھ کہنْ کی کوسس کری۔ اُس کا مونھ پسینے اَر آنجھواں گیل ترم تر تھا۔

"زینب ! اپنّے گات پے تے اس بَھے کی چادر نیں تار کے بگا دے۔" الماس نیں زینب کا ھاتھ پکڑ لیا۔ "اورے شنکر کڑیاں بھی کونی۔ چال گیا سے اورے تے۔ ایب ناں ڈرے۔"

"شنکر کے اورے تئیں پوھنچ جانْ کے بعد۔۔۔۔"۔ زینب نیں دری ھوئی اواج مینھ کہیا۔ "میں۔۔۔۔میں تو ساچی ء ڈرگی ھوں۔"

"ھمّت تے کام لے۔ ھمّت تے۔" الماس نیں اس کا ھونسلہ بدھاندے ھوئے کہیا۔ "شِیں بنْ، میری باھنْ۔"

زینب نیں نیوں لاگیا جنڑوں وا گھنڑی ء کمجور ھو گی سے۔ آگے نیں ھو کے وا پلنگ کے کنارے پے بیٹھ گی۔ "الماس! توں ء بھتا، میرے دھورے ھے کے؟ کونڑ سی طاقت سے؟"

"بھادری تو آپے ایک طاقت سے۔" الماس زینب دھورے بیٹھدے ھوئے کہنڑ لاگی۔ "جے تیرے مینھ ھمّت ناں ھوندی تو کیوکر اتنا بڈا پھسلہ کر کے اپنڑے کھاندان باھر آنڑ کا سوچدی۔"

"بیرانی منڑے تو۔" بیرانی یو سب کچھ کیوکر ھو گیا میرے پے۔" زینب بولی۔

"اصل مینھ، تنڑے آپ بھی اپنڑی طاقت کا انداجہ کونی، زینب۔" الماس نیں زینب تے سمجھانڑ کی کوسس کری۔ "جس سماج تے تیرا تعلق سے۔ اس تے توڑنا اسان کام کونی تھا۔ اَر تنڑے یو کام کر لیا سے۔"

زینب نیں ایک لامبا سانس لے کے اوڈھنڑی گیلیاں اپنا مونھ پونجھیا۔

"توں سماج کے سارے بندھن توڑ کے آدھی رات نیں اپنڑے گھر کی دیھلی تے باھر لکڑ سکے سے۔ سیتا تے زینب بنڑ سکے سے۔ شنکر اَر اس کے ساتھیاں کے گلیاں مینھ پھرنڑ کے کھترے مینھ بھی اُسے شھر کے چھوٹے سے گھر مینھ لھک سکے سے۔ جس مانُس کی کھاتر گھر چھوڑیا، اس کی بے وپھائی برداس کر سکے سے۔ پھیر آدھی رات نیں اُس گھر تے لِکڑ کے سارے بَھے اَر ڈر تے لڑ کے میرے دھورے کراچی پوھنچ سکے سے۔ تنڑے اس تے بڈا اپنڑی بھادری کا اور کے ثبوت چاھیئے؟" الماس اُس تے سمجھانڑ لاگی۔

"یو ۔۔۔۔سب کرنٹ کے بعد بھی۔۔۔۔" زینب ایبے بھی پریسان تھی۔" پھیر بھی منّے شنکر تے ڈر لاگے سے۔۔۔۔ وا منّے مار دے گا۔"

جِب زینب بولنٹ لاگ ری تھی تو رفیق بھی کمرے میں آگیا۔ "آج کونٹ آیا تھا اورے؟" رفیق نیں الماس تے پوچھیا۔

"تیرے تے کس نیں بھتایا۔" الماس کھڑے ھوندے ھوئے بولی۔

"ایبے ایب جِب مینھ گھر آیا سوں تو چوکیدار نیں بھتایا اَک کوئے مانس گھراں آیا تھا اَر گھنٹے ء چھو مینھ تھا۔ " رفیق گھٹا ء پھکر مند دیکھے تھا۔

"شنکر آیا تھا۔" الماس نیں لامبا سانس لے کے کہیا۔

"کے اس نیں زینب کے بارے مینھ بیرا پاٹ گیا؟" رفیق بولیا

"ناں"۔ الماس نیں سکون تے جواب دیا۔ "منّے زینب لھکو دی تھی۔"

" پر ایب اس مانس نیں نیوں کُھلا نئیں رھنا چاھئیے۔" رفیق نیں کچھ سوچدے ھوئے کہیا۔"شنکر تے ترنت پکڑوا دینا چاھیئے۔"

" اللہ کے بندے ! اِسا کچھ ناں کرئیے۔" زینب ایک جھٹکے تے اوٹھی۔ "میں اپنے بھائی تے کوئے تکلیپھ کونی آنٹ دیوں۔"

"پر زینب۔۔۔۔" رفیق نیں کچھ کہنا چاھیا۔

"جے تھم نیں کوئے اِسا کام کریا تو میں تھارے گھر مینھ کونی رھوں۔ میں اورے تے بگ جیوں گی۔ " زینب نیں رفیق کی بات کاٹدے ھوئے کہیا۔ اُس کا گات بھونڈی ڈھال کانپنٹ لاگ رھیا تھا۔

رفیق کچھ کہے بنا ء کمرے تے لکڑ گیا۔

"ٹھیک سے۔۔۔ ٹھیک سے۔۔۔ کچھ نئیں کہندے ھم تیرے پیارے دُسمن بھائی تے۔" الماس نیں زینب کا ھاتھ پکڑ کے کیہیا۔ "توں اپنڑے آپے پے تے یا بھے کی چادر تو تار کے بگا دے۔"

"الماس! اس بھے تے جان چُھڈاٹا اتنا سوھلا کونی۔" زینب نیں گُھٹی ھوئی اواج ینھ کہیا۔ "تنّے اندازہ ء کونی اَک شنکر کتنا کھترناک ماٹس سے۔"

"زینب! تیں اپنڑے کھترناک بھائی کا ھنی تے سارے ڈر ارھے پاچھے چھوڈ آئی سے۔" الماس نیں سمجھاندے ھوئے اُس کا ھونسلا بدھایا۔ "ایب توں اپنڑے بھائی یا کسے اُٹھائی گیرے کی جاگیر ینھ کونی۔ جڑے جنگل کا قانون ھو۔"

زینب بس ایک ٹھنڈا سانس بھر کے رہ گی۔

"میری کالجے کی کور! تیں ایب اورے جماں ھپاجت ینھ سے۔" الماس نیں زینب دھورے بیٹھدے ھوئے کہیا۔ "ار ھم سلمان گیلیاں بھی کوئے تال میل ملاواں گے۔ اس تے سمجھاواں گے اَک توں اس کی موھبّت ینھ اس ھال تئیں پونچھی سے۔"

زینب نیں مایوس ھو کے ایک ڈونگھی سانس لی۔ "کوئے پھیدا کونی ایب سلمان تئیں نیاپا بھیجنڑ کا۔ واتو شنکر کے نام تے میرے تے بی گھٹا ڈریا ھویا سے۔"

"یار! توں جماں جی ناں چھوڈے۔" الماس نیں تسلّی دی۔ "ایک بر کو سس کرنڑ ینھ کے بُرائی سے؟"

"کوسس تو عابد جی نیں بی کری تھی۔ عابد گیلیاں سلمان کی ٹیلی پھون پے بات بی ھو گی تھی۔ ۔۔۔پر۔۔۔ " زینب آگے کچھ بی ناں کہہ سکی۔ اِس کی آنکھیاں مینھ آنجھو آگے۔

"رے بَوئی ! رووے کیوں سے؟" الماس نیں گھٹّی ء موھتا گیلیاں زینب کا ھاتھ اپنّے ھاتھ مینھ لے لیا۔

"عابد صاب جماں سُودھے ار دوسرے کا درد راکھنّ آلا مانّس تھا۔ اُس کی۔۔۔اُس کی گھر آئی خدیجہ بی جماں نیک لُگائی تھی۔ ۔پر۔۔ پر میری وجہ تے اُن دونوں مردِیراں کے من مینھ گلت بات بیٹھ گی۔ "زینب کی آنکھیاں تے لِکڑنّ آلے آنجھواں کی ایک لڑی سی بندھ گی۔ " ار پھیر میری وجہ تے اُن کا گھر برباد ھو گیا ! ! زینب کے مونھ تے ٹھنڈا سانس لِکڑیا تو الماس نیں زینب کی گوَلی بھر لی۔

(16)

خدیجہ نیں کپڑے دھوݨ آئی مسین مینھ کپڑے گیردے ھوئے جِد عابد علی کی قمیج ھاتھ مینھ پکڑی تو قمیج کے کپڑے مینھ تے عابد علی کے گات کی گندھ خدیجہ کے سانس گیلیاں اُس کے بھیتر تئیں رچ گی۔ اَر اُس کے ھاتھاں مینھ قمیج نیوں پکڑی رہ گی اَک وا مسین مینھ کونی گیر سکی۔ وا گھٹی ء دیر تئیں قمیج ھاتھ مینھ پکڑے ٹُکر ٹُکر دیکھدی رئی۔ اَر پھیر وا قمیج خدیجہ کے مونھ کے شیامی آگی تو خدیجہ ایک دم اُدڑک سی گئی جنڑوں قمیج آپے آپ جادو گیلیاں اس کے مونھ کے شیامی آگی ھو۔ جنڑوں قمیج پکڑے ھوئے اُس کا اپنڑے اُوپر ھانگا ء ناں رھیا ھو۔ وا آپ بی اپنڑی اس بات پے ھیران تھی۔ پھیر اُس نیں جانڈے ھوئے بی قمیج اپنڑے مونھ دھورے کر کے لامبے لامبے سانس بھرے ار قمیج مینھ تے آنڑ آئی گندھ اپنڑے بھیتر لیٹا سُروع کری۔ اُس کے کاناں کی لَو لال ھوݨ لاگ گی۔ ایک دم اُس نیں لاگیا اَک یو تو پاپ سے۔ نیوں دھیان مینھ آندے ء اُس نیں قمیج مونھ کے آگے تے ھٹا دی۔ گھٹی ء پریسانی مینھ اس نیں ھاتھ مینھ پکڑی قمیج کا ھنی دیکھیا ۔ ھاتھ کانبݨ لاگ گے اَر اُس نیں سَیڑدے سی قمیج واسنگ مسین مینھ گیر دی۔ "توبہ، توبہ ! " اُس کی سوچ کا گُناہ اس کی اواج مینھ آگیا۔ گناہ کا سوچ کے اس کی نیڑ تلھان ھوگی۔ ار پچھتاوے نیں اُس کا کھڑے رھٹا دو ہُھر کر دیا۔ وا سِیس نِوا کے واسنگ مسیں کے دھورے پھرس پے ء بیٹھ گی۔ بیٹھدے ء اس نیں اپنڑے دونوں ھاتھ سِر پے دھرے تو اس کی آنکھیاں مینھ آنجھو آگے۔ "یا رب سچّے ! توں سب نیں بکھسݨ آلا سے۔ توں کمجور

مانْساں کی گلتی بھی ماپھ کردے سے۔۔۔۔ منّے بی ماپھ کردے میرے مالک ! منّے ماپھ کردے۔" آنکھیاں کے گیلیاں خدیجہ کے ھونٹاں کے بندھ بی ٹُوٹ گے۔

توبہ توبہ کردے کردے خدیجہ سِسکیاں مینھ ڈوب گی۔

(17)

رات کے بارہ بج رے تھے جِد عابد علی نیں اپنڑی تیسن ماسٹر آئی وردی پیھر کے اپنا آپا سیسے مینھ دیکھیا۔ اپنڑے اوپر نجر پڑدے ء ایک دم اس کے مونھ پے مُردنڑی سی چھا گی۔ روج کی ڈھال اپنڑے بھیتر پچھتاوے کی کسک اپنڑی روح تئیں جاندی جاپی۔ سوچنڑ لاگیا۔"طلاق ھو جانڑ پاچھے بی خدیجہ میرا کتنا کھیال راکھے سے۔۔۔۔! وا میری کتنی وپھا دار تھی۔۔!" خدیجہ کی اچھائیاں کِندے کِندے عابد علی نیں اپنڑے بھیتر گُھٹنڑ سی لاگی اَر اُس نیں ایک لامبا سانس لیا ، اتنا لامبا اَک سانس کے آکھر مینھ اُس نیں سانس اُکھڑدا دیکھنڑ لاگیا۔

"روٹی۔۔۔!"

خدیجہ کی اواج پے عابد علی اُدڑک کے پڑیا اَر سانس باھر چھوڈی تو کچھ سکون سا آیا۔ ایک دم پاچھے مُڑ کے دیکھیا ۔ خدیجہ پے نجر پڑدے ء اُس نیں اپنڑی گلتی کا اھساس ھویا تو اُس نیں آنکھ تلے نیں کر لی۔

مونھ پے اوھلا کاڈھیں خدیجہ عابد علی کھاتر روٹی میج پے دھر کے باھر لِکڑ گی۔

روٹی کھانڑ نیں جی تو کونی کرے تھا پر پھیربی عابد علی روٹی کھانڑ بیٹھ گیا۔ روٹی کھانڑ لاگیا تو پھلی ء بُڑکی گھٹوے تلے جانڑ تے ناٹ گی۔ پھیربی اُس نیں دو تین بُڑکی کھا ء لی اَر کاسنڑ ٹھا کے ایک کاھنی کر دئیے۔ اُوٹھ کے کھڑے ھوندے ھوئے اپنڑی دونو تھیلی رگڑ کے ھاتھ جھاڑدے ھوئیں کُرسی کے ٹیک لائی تو نجر ایک دم

شیامی کاندھ پے لاگے بڈے سارے گھڑیال پے پڑی۔ گھڑیال کی سوئی کی ٹِک ٹِک کمرے کے گیلیاں عابد علی کے بھیترہی گونجن لاگ گی۔ او گھڑیال کا ھنی دیکھا رھیا۔ گھڑیال کی سوئی کی ٹِک ٹِک کمرے کے بھیتر تو اُتنی ء رئی پر عابد علی کے بھیتر اُس کی اواج بدھدی گئی۔ نیوں لاگے تھا جنّوں بکھت نیں اُسکا سب کِے کھوس لیا۔ گھڑیال کی سوئیاں کا پھرٹا اُس نیں نیوں لاگے تھا جنّوں ریل گاڈّی کے پہیے گھومن لاگ رے ھوں۔ جونّسے خدیجہ نیں اُس تے دور لے کے جان لاگ رے ھوں۔ اس بات مینھ تو کوئے سک کونی اَک طلاق ھوٹ کے بعد اُن دونواں کے بیچ مردبیر آلا کوئے رِستہ کونی رھیا۔ پھیر بھی عابد علی نیں طلاق ھوٹ کے بعد آج تئیں خدیجہ کا مونھ بی کونی دیکھیا تھا۔ خدیجہ کا عدّت کے دناں مینھ اس گھر مینھ رھٹا تپدی دھوپ مینھ چھاں جِسا تھا۔ پر عدّت کے ایک ایک دن کا ٹپٹا نیوں لاگے تھا جنّوں یا چھاں بی کھتم ہوندی جاوے سے۔ گھڑی کا ھنی دیکھدے دیکھدے عابد علی نیں اھساس ھویا اَک عدّت کے دن ٹپن کے بعد خدیجہ ساری عمر واسطے اورے تے بِگ جے گی۔ پھیر تو وا ایک چھوٹے باٹک ڈھال گھر مینھ ایکلا رہ جے گا۔ بکھت کا گھوڑا خدیجہ نیں اُس تے سدا کھاتر دور لے جے گا۔ اَر پھیر وا پچھتاوے مینھ گھڑیال کے گھنٹے پے ٹنگیا رہ جے گا۔

خدیجہ نیں پانّی کا بکھورا عابد علی کے شیامی لیا کے میج پے دھریا تو وا جنّوں نیند مینھ تے جاگ گیا۔

"کے گیان سے؟ تھاری طبیعت تو ٹھیک سے ناں؟" خدیجہ نیں عابد علی کی سِکل پے بارہ بجے دیکھے ار بِنا کھائی روٹی کے کاسٹ دیکھ کے پھکر مندی تے پوچھیا۔

"ہاں! ٹھیک سے۔" عابد علی نیں جماں ہلوی سی اواج میں جواب دیا ارنیڑ تلھاٹ کر لی۔

"تو پھیر روٹی کیوں نی کھاندا؟۔" خدیجہ نیں اوڈھنّی کا اوھلا ٹھیک کردے ہوئے کیہیا۔

"بیرانی کے بات سے! کھاٹ نیں جی کونی کردا۔" عابد علی نی نیڑ ٹھائے بِنا کیہیا۔

عابد علی کی نیڑ تلھاٹ تھی پھیر بی خدیجہ نیں اس بات کا دھیان آیا اَک وا گھنّی ء دیر تے عابد علی کے شیامی کھڑی سے۔ تو مونھ دوسری اوڑ کر کے کھڑی ھو گی۔

"پہلاں تو جِب کھاٹا پِسند کونی آوے تھا تو کہہ دیا کردے۔ پر ایب تو کچھ بی نئیں کہندا۔" خدیجہ نیں دُکھی ھو کے پوچھیا۔

"منّے تیرے تے کوئے سکایت کونی۔" عابد علی کی نیڑ نیچی ء رھی۔" بلک نیں میں تو اس بات پے آبھاری سوں اَک طلاق ھوٹ کے بعد بی تنّے میرے کھان پان کا کھیال راکھیا اَر گھر بی ساپھ راکھیا۔"

" مھربانی تو تیری سے اَک میں عِدّت کا بکھت بی تھارے گھر مینھ کاٹ لاگ ری سوں۔" عابد علی کاھنی پاچھا کریں درواجے کی اوڑ مونھ کر کے کھڑی خدیجہ نیں ٹھنڈا سانس بھر کے کیہیا۔ "کِے بیرانی اَک عِدّت کے دن کاٹ کے بعد میں کڑے جاؤں گی۔"

"توں پِھکر نا کرے خدیجہ۔" عابد علی بولیا۔" رب بوھت بڈا سے۔"

" بے سک۔۔۔۔ بے سک رب بوھت ء بڈا سے۔" خدیجہ بولی۔ "پر اس بھری دنیا مینھ میرا تو کوئے دور پرے کا کوئے رِستے دار بی کونی۔ میرا سب کچھ تو توں ء تھا۔۔۔۔پر۔۔۔ طلاق کے بعد تو۔۔۔۔" خدیجہ اس تے آگے کچھ کہہ نا ں پائی۔

"تنے بیرا سے نی اَک طلاق دیڑ آئی اس گلتی پے میں کتنا پچھتاؤں سوں۔ میں اپنے آپ نیں تیرا مجرم سمجھوں سوں۔ " عابد علی نیں پچھتاوے کی آگ مینھ جلدے ھوئے کیہیا۔ " رب سوھٹا گھٹا ء کرم کرڑ آلا سے۔ عدّت کے دن گجرڑ کے بعد بی کوئے ناں کوئے اچھا کام ھو جے گا۔"

" ایک بیر بانی کھاتر گھر کی چھایا تے بدھ کے اور کوٹسی اچھی صورت ھو سکے سے !۔" خدیجہ کا انگ انگ مایوسی مینھ جکڑ لیا تھا۔ "عدّت کے دن گجارڑ کے بعد تو۔۔۔۔۔ منے یو گھر چھوڈٹا ء پڑے گا ناں۔"

نیڑ تلے نیں کریں عابد علی نیں کھیال آیا اَک اُس کی نجر پاچھے کھڑی خدیجہ کے پیراں پے پڑڑ لاگ ری سے۔ اُس نیں کرسی گھما کے دوسری اوڑ کر لی اَر پاچھا خدیجہ کا ھنی کر لیا۔ دونواں نیں اس بات کا احساس تھا اَک طلاق ھوڑ کے بعد ایب وینھ دونوں ایک دوسرے کھاتر نا محرم ھو لئے سیں۔ اس واسطے خدیجہ کے اوھلا کرڑ پاچھے بی اُن کی یائے اِچّھا رھوے تھی اَک ایک دوسرے کے شیامی گھڑی دیر تئیں ناں رھویں۔ خدیجہ بس روٹی دیڑ کھاتر عابد علی کے کمرے مینھ آیا کرے تھی۔ اَر آپس مینھ بوھت تھوڑی بات کریا کریں تھے۔ جے کدے مڑی گھڑی بات کرڑی ھوندی تو خدیجہ درواجے کے باھر کا ھنی کھڑی ھو کے بات کر لیا کرے تھی۔ ۔ جے عابد علی نیں کوئے بات کر ھوندی تو اوبی خدیجہ کے کمرے کے باھر

ء کھڑیا ھو کے کر لیوے تھا ارخدیجہ اندر تے اس کی بات کا اُتّر دے کیا کرے تھی۔ ایک ء کرے مینھ ایک دوجے کا ھنی تے مونھ موڑ کے بات کدے کدے ء ھویا کرے تھی۔

"خدیجہ !" پاچھا پھیرے کھڑے عابد علی نیں گمان تھا اَک خدیجہ ایبے بی اسے کرے مینھ ء تھی پھیربی یقن کرنڑ کھاتر بولیا۔

"ھاں جی !" خدیجہ نیں ھلوئ سی اواج مینھ کیہیا۔

" اس گھر تے تیرے جانڑ کا دُکھ تو منّے بھیتر ء بھیتر ساری عمر کھاندا رھوے گا۔ " عابد علی کی آنکھیاں مینھ پانڑی آگیا۔" پر۔۔۔ میں ساری جندگی تیرے کھاتر دعا جرور مانگدا رھوں گا۔"

" تنّے بی میں ساری جندگی یاد راکھوں گی۔ جس طریوں ایب بی میں جدبی دعا کرنڑ کھاتر ھاتھ ٹھاؤں سوں تو پہلی دعا تیرے کھاتر ء لِکڑے سے۔ " خدیجہ کی اواج بھاری ھو گی۔" پر۔۔۔ جے میرے پے کوئے گلتی ھو گی ھو تو منّے بکھّس دیئے۔ "

"گلتی تو منّے کری تھی۔۔۔ بھونڈا کام تو میرے پے ھویا تھا۔۔۔۔ میں اپنڑے گُسّے پے قابو نئیں رکھ سکیا۔ اَر چھوٹی سی بات پے طلاق دے دی۔" عابد علی کی آنکھیاں مینھ تے دو آنجھو لِکڑ کے اُس کی داڑھی مینھ اٹک گے۔۔" پھیربی میں تیرا شیان مانوں سوں اَک میرے کہنڑ پے عِدّت کے دن میرے گھراں گجارنڑ لاگ ری سے۔ میں رب سوھنڑے کا بھی شیان مانوں سوں اَک اس نیں طلاق کے بعد بی مھارے تے سیدھے رستے پے راکھیا اَر کوئے گناہ نئیں ھونڑ دیا۔"

"توں دوسرا بیاہ جرور کر لئے۔" خدیجہ نیں ٹھنڈا سانس بھریا۔

عابد علی کُرسی پے تے کھڑیا ھو لیا۔ " میں تیرے تے پہلے بی کہہ بیٹھیا سوں اک منّے اِسا کوئے گیان ناں دیوے۔" اُس نیں پاچھے کھڑی خدیجہ کاھنی دیکھے بِنا مڑی سی نراجگی گیلیاں کیہیا۔

" ایک بات سچی سچی بھتاؤ۔" خدیجہ کی اواج کانبڑ لاگ گی۔

"پوچھ ! کے پوچھے سے؟" عابد علی بولیا۔

"زینب کڑے سے؟" خدیجہ کے ھلق مینھ اٹکیا ھویا سوال ایک دم باھر آگیا۔

"دیکھ بھاگوان ! منّے کئی بر بھتا لیا اَک اورے تے جاڑ کے بعد منّے اُس کے بارے میں کوئے بیرا کونی۔ " عابد علی نیں ھلیمی تے جواب دیا۔

خدیجہ چُپ رھی۔

"توں اس بات نیں جاڑے سے اَک میں جھوٹ بولڑ کے گُناہ تے سدا تے بچدا رھیا سوں۔" عابد علی کے بول مینھ سکایت گیلیاں دُکھ بی تھا۔" پر پھیر بی تنّے یو سوال کئی بر کر لیا۔"

خدیجہ چُچ چاپ کھڑی رھی۔

عابد علی نیں نیوں لاگیا جتّوں ایب لگ بی خدیجہ نیں اس کی بات کا یقین کونی آیا۔ " جے توں کہوے تو میں اس بات کی سوں کھاڑ نیں تیار سوں۔

" ناں۔۔۔ناں ۔۔" خدیجہ تَرنت بولی۔ سَوں ٹھا کے اپنّے گیلیاں منّے بی گناہگار ناں کرے۔"

"یقین کر خدیجہ ! منّے کچھ بی بیرا کونی اَک زینب کڑے گئی۔" عابد علی ایک بر پھیر ٹھنڈا سانس پھر کے بولیا۔ "جمّاں نیوں جٹّوں ٹیسن پے کھڑے ھوئے مساپھراں کے بارے مینھ بیرا کونی پاٹدا اَک کوٹ کڑے جاوے گا۔"

خدیجہ چُپ کھڑی رھی جٹّوں اس پے ایب بولٹ کے کچھ بی نی تھا۔

" زینب کھاتر تویو گھر بس ۔۔۔۔ ایک پلیٹ پھارم تھا جڑے وا مڑا سا بکھت کاٹ کے بیرانی کڑے بِگ گی۔" ایک پل چُپ رھنْ کے بعد عابد علی نیں اپنّی بات پوری کری۔

"اَر ایب اِسے پلیٹ پھارَم پے میں کھڑی سوں۔" خدیجہ نیں دُکھی ھو کے کیہیا۔

عابد علی دھورے خدیجہ کی اس بات کا کوئے جواب کونی تھا۔ بس وہ کاندھ کاھنی مونھ کر کے کھڑیا رھیا۔

"پلیٹ پھارَم پے کھڑے مُساپھر نیں اپنّے ٹھکانّے کا تو بیرا ھو سے۔ " خدیجہ کی اواج میں اُس کُونج جِسا دُکھ تھا جو ٹسی اپنّی ڈارتے بچھڑ گی ھو۔ "منّے تویو بی بیرا کونی اَک بکھت ار حالات کی یا گاڈّی منّے کِس اوڑ لے جے گی۔"

" نائٹ کوچ کا ٹَیم ھو لیا۔ میں جاؤں سوں۔" عابد علی ، خدیجہ کا درد برداس نی کر سکیا اَر نیڑ تلھاٹ کر کے خدیجہ کے دھورے کو باھر لِکڑ گیا۔

رات کے اس ساں سپ میں سسکدی خدیجہ عابد علی کے کمرے مینھ کھڑی رھی۔

(18)

ڈبل بیڈ کے گیلیاں ٹیک لائیں بیٹھی زینب گھٹی ء اداس ار مایوس سی بیٹھی تھی۔ الماس بی اس کے دھورے بیٹھی تھی۔ رات کے گُھپ اندھیرے اربیڈ کی سائیڈ آئی میج پے دھرے لیمپ کی ھلوی سی چاندٹی نیں زینب کے مونھ پے مایوسی اَر اُداسی کے رنگ اور بی ڈونگا کر دیا تھا۔

" الماس ! میرے لیکھ منّے تیرے بارٹے تئیں لے آئے سیں۔۔۔۔ پر۔۔۔۔ میں گھٹی دیر تھارے اوپر بوجھ بٹ کے کونی رہنٹا چاھندی۔"

" ایک بات سُٹ ! توں مھارے پے بوجھ کونی۔ یا بات میں تنّے کتنی بریاں سمجھاؤں۔ ! !" الماس نیں زینب کا ھاتھ پکڑ کے کیہیا۔ "دیکھ یار، توں ڈھبٹ سے میری۔"

پھیربی الماس !۔۔۔ تیرا گھر آلا رفیق ، کے سوچے گا اَک۔۔۔"

زینب ! تنّے نیوں کونی بیرا اَک میرے اَر رفیق کے بیچ مینھ گھٹی ء تال میل سے۔" الماس نیں زینب کی بات بیچ مینھ ء ٹوک دی۔

زینب نیں ایک ٹھنڈا سانس بھریا۔ "تال میل تو عابد علی اَر خدیجہ کے بیچ مینھ بی تھی۔ پر۔۔۔۔" زینب چُپ ھو گی اَر اُس نیں نیوں لاگیا جٹوں اُس کے ھلق مینھ کانڈے سے چُبھٹ لاگ گے ھوں۔

" پر کے؟ بول ۔۔۔ اپنٹی بات پوری کر۔" الماس بولی۔

"میری وجہ تے ء عابد علی اَر خدیجہ کے بیچ ایک گلت بات نیں جنم لیا۔" زینب نیں لامبا سانس لے کے کہیا۔" میری وجہ تے ء ان کی طلاق ھو گی اَر اِن کا گھر برباد ھو گیا۔"

" اس مینھ تیرا تو کوئے قصور کونی زینب !" الماس نیں اُس تئیں سمجھاڑ کی کوسس کردے ہوئے کیہیا۔

زینب نیں نیڑ تلے نیں کر لی اَر سوچڑ لاگ گی۔ اُس کی آنکھ آلی ھو گی۔ کچھ پل نیوں ء وا چپ رھی، پھیر الماس نیں اپنڑے ھاتھ میں پکڑیا ھویا زینب کا ھات ھلایا۔" کے سوچے سے زینب؟"

"دیکھ الماس !" زینب نیں ایک پل سوچ کے کیہیا۔" میں نئیں چاھندی اَک۔۔۔ میری وجہ تے اس گھر مینھ بی کوئے کھٹیبا ھو۔"

" پاگل ھو گی سے کے؟" الماس نیں نراج ھوندے ہوئے کیہیا۔" اس گھر مینھ کچھ کونی ھووے۔ توں میرا اَر رفیق کا مقابلہ عابد علی اَر خدیجہ گیلیاں نا کرے۔"

"پر۔۔۔ پھیر بی۔۔" زینب نیں کچھ بولٹا چاھیا پر شبدھ جِب اُس کے ھونٹاں پے آ کے رُک گے تو پھیر وا چُپ ھو گی۔

" پھیر کے؟" الماس بولی۔" توں کہنٹا کے چاھوے سے !"

"دیکھ الماس !" زینب مڑی سی ھاڑ سوچ کے بولی۔" میں تھارے پے ساری عمر بوجھ بڑ کے نئیں رھٹا چاھندی۔"

"پھیر وائے بات۔" الماس چِڑ گی۔

"ھیڈے الماس!" منّے کِسے آشرم مینھ بھیج دے۔" زینب نیں آکھر دل کی بات کہہ ء دی۔

"اُف میرے خدا!۔" الماس نیں اپنا سر پیٹ لیا۔" کے توں لاوارث سے؟ توں کسے آشرم مینھ جاوے گی ء کیوں؟"

زینب کی اُداسی دو چند ھو گی۔" الماس! تیری دوستی نیں چھوڑ کے۔۔۔ تو میں لاوارث ء ھو لی سوں۔"

"دیکھ میری باھڑ!۔ ناں کرے آشرم مینھ جاڑ کی بات۔ میں سوں ناں تیرے گیل۔ یو گھر بی تیرا ء سے زینب۔"

"دیکھ الماس! جے توں منّے کسے آشرم مینھ نئیں چھوڑے گی۔ تو میں آپ کوئے پر بند کروں گی۔ اَک میں زندہ سلامت آشرم مینھ پو ھنچ جاؤں۔" زیبب نیں صاف صاف شبدھاں میں کہہ دیا۔

"او میرے اللہ! ۔۔۔ میں کے کروں۔۔۔ کیوکر سمجھاؤں تنّے۔" الماس جماں روڑ آئی ھو لی۔

"کوئے جرورت کونی میرے تئیں سمجھاڑ کی۔" زینب نیں کرڑے بول تے کیہیا۔" یو میرا آکھری پھیسلہ سے۔"

الماس نیں اُس کے ارادے کی کرڑائی پھانپ لی۔ وا کچھ دیر سوچدی رھی۔ اَر پھیر کسے نتیجے پے پو ھنچ کے نیڑ اوپر نیں ٹھائی ار زینب کی اوڑ دیکھدے ھوئے بولی۔" زینب! جے توں اپنڑے آپ نیں مھارے اوپر بوجھ سمجھدی ھو تو پھیر نیوں کر۔۔۔ کوئے نوکری کر لے۔"

"الماس ! میں تو ایک اِسے پنچھی کی طریاں سوں جو بس پنجرے مینھ ء رہ سکے سے۔ اَر پنجرے تے باھر لِکڑے ء کسے شکاری کی نگاہ مینھ آئی اَر وہ پل چندگی کا آکھری پل ھو سکے سے۔ " زینب نیں ٹھنڈا سانس بھریا اَر اپنڑی بات آگے بدھائی۔" جے میں باھر کی دنیا میں لِکڑی تو شنکر کے ھاتاں ماری جاؤں گی۔ "

زینب کی بات ایک دم الماس کے کالجے مینھ تیر کی طریوں چُبھ گی۔ الماس پھکر مندی مینھ چپ ھو کی سوچڑ لاگ گی۔

"کے سوچے سے الماس؟" زینب نیں الماس تئیں ڈونگی سوچ مینھ دیکھ کے پوچھیا۔

"سوچوں سوں اَک میں سلمان تئیں بات کروں۔ پھون کر کے سمجھاؤں۔۔۔۔" الماس اتنا ء کہہ پائی۔

"عابد علی نیں بی سلمان گیلیاں بات کری تھی۔ پر سلمان ناٹ گیا تھا۔ " زینب نیں دُکھی بول گیلیاں کیہیا۔ " کوئے جرورت کونی ایب سلمان گیلیاں بات کرڑ کی۔"

"پر ایک بر بات کرڑ مینھ کے ھرج سے زینب؟" الماس نیں سمجھاڑ کی کوسس کری۔

" مئے کہہ دیا ناں اَک ایب سلمان گیلیاں بات کرڑ کی کوئے جرورت کونی۔" زینبت نیں مجبوط اواج مینھ کیہیا۔ "مئے بِھکشیا مینھ ملیا ھویا کسے کا ساتھ کونی چاہیئے۔ "

"زینب۔ بائک پڑ نا کر ! توں میرے تے سلمان کا نمبر تو دے۔"

زینب نیں کوئے جواب کونی دیا بلک نیں مونھ دوسری اوڑ کر لیا۔

الماس نیں زینب دھورے پڑیا پھون ٹھایا ۔ زینب نیں الماس کا ھاتھ پکڑ لیا اَر بولی۔" الماس ! منڑے بی اس نمبر پے سلمان گیلیاں بات کرڑ کی کوسس کری تھی۔ پھون کی گھنٹی باجدے ء اُس نیں پھون ٹھا لیا پر میرے اواج سُنڑ کے ٹرنت پھون بند کر دیا۔ پھیربی منڑے کئی بریاں جتن کرے اَک اُس گیلیاں بات ھو جے ۔ پر ھر باری اس نیں میری کال کاٹ دی۔ "

"تو پھیر میں اپنڑے پھون مینھ تے سلمان کا نمبر ملاؤں سوں۔" الماس نیں زینب تے اپنا ھات چُھڑاندے ھوئے کیہا۔

"ناں الماس ! کوئے جرورت کونی۔" زینب نیں نیڑ ھلاندے ھوئے کیہیا۔

" گھیٹی بحث ناں کرے۔ بس ایک بر منڑے سلمان تئیں بات کر لینڑ دے۔"

زینب نیں تھنڈا سانس بھریا اَر چپ ھو گی۔

الماس نیں دھورے پڑیا پھون ٹھایا، زینب پے پھون مینھ تے سلمان کا نمبر ٹوھیا ار اپنڑے پھون پے تے سلمان کا نمبر ملا کے پھون کان گیلیاں لا لیا۔ زینبت نیں ایک دم الماس پے تے پھون کھوس کے اس کا سپیکر کھول کے الماس تے دے دیا۔

"ھیلو !"ترنت پھون پے سلمان کی اواج سُنڑی

" سلمان ! میں الماس بولوں سوں۔" الماس نیں ایک بر زینب کا ھنی دیکھ کے پھون اپنڑے مونھ کے شیامی کر لیا۔

" کونڑ الماس؟" منّے پِراٹیا کونی !" رات کے سپ ساں مینھ سلمان کی اواج کمرے میں گونجی۔ اَریا اواج الماس کے گیلیاں زینب نیں بی سُنڑ لاگ ری تھی۔

" میں یونیورسٹی مینھ زینب۔۔۔" الماس بولی۔" میرا مطبل سے، سیتا گیلیاں پڈھوں تھی۔ "

" ھاں جی۔۔۔ منّے جمّاں سُتھری ڈھال یاد سے۔" سلمان نیں کیہا۔

"پر تنّے سیتا تے تو جماں ھِردے تے ء کاڈھ دیا !" الماس بولی۔

" دیکھ بے بے ! میں اس بارے مینھ کچھ کونی کہنا چاھندا۔" سلام بولیا۔

"توں آچھی ڈھال جانڑے سے اَک سیتا نیں تیرے کہنڑ پے ء گھر چھوڑیا تھا۔ اَروا ایب مسلمان ھو کے سیتا تے زینب بنڑ گی سے۔" الماس نیں ایک ایک شبدھ پے جور دے کے کہیا۔

"پر توں کیوں اس بات نیں لے کے کھنئیے ھو ری سے؟" سلمان کی اواج کمرے مینھ گونجی۔

" اس واسطے اَک زینب ایب ناں سرپھ کراچی مینھ سے بلک نیں اس بکھت میرے گھراں سے۔" الماس نیں سلمان تے کیہا۔" اَر میرے پے زینب کی یا ھالت دیکھی کونی جاندی۔"

سلمان کاھنی تے کوئے جواب کونی آیا۔

"زینب نیں ٹوھنڈا ٹوھندا شنکر میرے گھر تیں بی پوھنچ گیا تھا۔ زینب کی جندگی گھنڑے ء کھترے مینھ سے۔ پھیر بی تنّے زینب کا کوئے احساس کونی"۔

"تو کے ۔۔۔" پھون پے سلمان کی بَھے مینھ ڈوبی اواج آئی۔" شنکر نیں بیرا پاٹ گیا اَک۔۔۔۔"

"ناں! منّے زینب تے لکوھ دیا تھا۔

" اوہ! اچھیا۔" سلمان کی اواج مینھ کچھ سکون سا آگیا۔"یو تنّے بوھت اچھیا کام کریا۔ "

"پر سلمان! زینب ایب میرے گھراں رھنْ پے بی راجی کونی۔" الماس بولی۔

" تو پھیر۔۔۔۔"۔ سلمان نیں پریسانی تے پوچھیا۔" کڑے جاوے گی زینب؟"

الماس نیں ایک بر زینب کا ھنی دیکھیا جو ٹُسی اداسی مینھ چُپ کر کے ینھ ساری بات سُنْے تھی۔ پھیر الماس نیں اپنْے ھاتھ مینھ پکڑے پھون کا ھنی مونھ کر کے کیہیا۔ " توں آجیا۔ اَر آ کے زینب گیلیاں نکاح کرلے ار اُس نیں میرے گھراں تے لے جا۔ "

"ناں۔۔۔" پھون پے سلمان کی اواج سھمی ہوئ تھی۔" یا بات تو جمّاں نی ھو سکدی۔ میں بوھت مجبور سوں۔"

" تو پھیر یا آشرم مینھ بِگ جے؟" الماس نیں ایب گُسّہ آگیا تھا۔ " یا ایب لاوارثاں کی ڈھال جندگی گجارے۔"

" دیکھ الماس! منّے کیہا تو سے اَک میں زینب کھاتر کچھ کونی کر سکدا۔" سلمان نیں جانْ چُھڑانْ کھاتر کیہیا۔

"جِس نیں تیری کھاتر اپٹا گھر، ماں ار اپٹا دھرم لگ چھوڈدیا۔ اُس کی کاھتر توں کچھ نی کر سکدا۔" الماس کا گُسہ تیج ھوندا جاوے تھا۔ "تیرے دھوکے نیں زینب کی جندگی کا ناس کر دیا۔"

الماس نیں زینب کا ھنی دیکھیا۔ زینب آنکھیاں مینھ تے آنجھواں کی لار بندھ ری تھی۔ اَر اُس کے ھونٹ کانبڑ لاگ رے تھے۔ الماس کال کاڑ ء آئی تھی اَک پھون مینھ تے سلمان کی اواج سُنڑی۔ "الماس باھڑ! میرے بات دھیان تے سُڑ۔"

الماس نیں تھنڈا سانس بھر کے زینب کا ھنی تے نجر ھٹا کے پھون کا ھنی دیکھیا۔ "شنکر کی ٹوھ ار سکھتیاں کی وجہ تے سیتا اپنڑے گھر مینھ موبائل پھون نئی راکھ سکے تھی۔" ایک پل کی کھاموشی کے بعد سلمان کی اواج دوبارہ آئی۔

"ایب وا سیتا کونی، زینب سے۔" الماس نیں سلمان تئیں ٹوکیا۔

"ھاں جی۔ جاڑوں سوں۔" سلمان بولیا۔ "توں ناماں کے چکر مینھ ناں پڑے۔ میری بات سُڑ۔"

"سُڑوں سوں۔" الماس نیں بی جمّاں بے رُکھی تے جواب دیا۔

"میں نیوں بھتاؤں تھا اَک سیتا نیں موبائل پھوں راکھڑ کی اجاجت کونی تھی۔ تو میرا اُس گیلیاں رابطہ بس گھر آئے پھون پے ء تھا۔" الماس کے ھات مینھ پکڑے پھون پے سلمان کی اواج گونجڑ لاگ ری تھی۔ "بے شک سیتا نیں میرے کھاتر اپٹا گھر چھوڑیا۔ پر جب میں اپنڑے وعدے پے سیتا نیں لیڑ نئیں پوھنچ سکیا تو یو میرا دھوکا کونی تھا۔ میری مجبوری تھی۔۔۔ اُسے دن چاڑ چک میرا باپ مر گیا تھا۔"

"تو تنّے کم اج کم اس بات کا بیرا سیتا تئیں دیٹا بنّے تھا۔ وا اُس رات اپٹا گھر ناں چھوڈدی۔؟ الماس نیں سکایت کردے ھوئے کیہیا۔

" منّے کئی بریاں اپنّے باپ کی لاھس دھورے تے ھٹ کے سیتا تئیں پھون کرے پر ھر بریاں شنکر نیں ء پھون ٹھایا۔ نیوں میرا سیتا گیل رابطہ ناں ھو سکیا۔ میرے گھر مینھ میرے باپ کی میّت پڑی تھی۔ اس ھال مینھ بھلا میرے واسطے کس طریاں ممکن تھا اَک میں سیتا نیں بھجا کے لے جاندا!" پھون پے آنّ آئی سلمان کی اواج بند ھو گی پر اُس کے سانساں کی اواج آنّ لاگ ری تھی۔

" جے تیرا اُس گیلیاں رابطہ نئیں ھو سکیا تھا تو پھیر بھی یا تیری ء جمّے داری تھی۔" الماس نیں کیہا۔ "توں کچھ بی کردا پر تنّے اس طریاں سیتا تے کلّا نی چھوڈ ٹا تھا۔"

"ھو سکے سے۔ ھو سکے سے۔۔۔ توں بی ٹھیک ء کہندی ھو۔۔۔پر۔۔"

"پر تنّے تو اس کے بعد زینب کا ساتھ نئیں دیا۔" الماس نیں کیہیا۔" وا تو مسلمان ھو کے سیتا تے زینب ھو گی پر۔۔۔۔"

"ٹیشن ماسٹر عابد علی نیں پھون پے رابطہ کر کے میرے تے سب کچھ بھتا دیا تھا۔ پر میرے باپ کے چانّ چک مرنّ کے بعد میری ماں ار چھے چھوٹے باھنّ، بھائیاں کی جمّے داری میرے اوپر آنّ پڑی سے۔" سلمان نیں الماس کی بات کاٹدے ھوئے کیہیا۔

"تو کے زینب تیری جمّے داری کون؟" الماس ھلے تائیں گُسّے مینھ تھی۔

پھون مینھ تے کوئے اواج کونی آئی۔ کچھ پل نیوں ء گجر گے۔ اِس سنّاٹے مینھ بس ایک ھلکی سی اواج آئی۔ زینب کی سسکیاں کی۔

الماس نیں زینب کاھنی دُکھ تے دیکھیا اَر پھیر پھون مینھ کیہا۔ "توں کوئے جواب کیوں نئیں دیڑ لاگ رھیا۔"

"میں کے جواب دیوں ایب۔" سلمان کی اواج مینھ اُس کے سانساں کا ڈونگا پڑ تھا۔

"زینب تیری جمّے داری کونی تھی؟" الماس نیں پھیر پوچھیا۔

"بس میری مجبوری سے۔۔۔ میں زینب کی جمّے داری کونی ٹھا سکدا۔" سلمان نیں اپڑی بے بسی بھتائی۔

"سلمان! پیار تو ماڑس نیں ٹھاڈا کر دے سے۔ تیری واقعی کوئے مجبوری سے یا پھیر شنکر تے ڈر کے پاچھے ھٹے سے؟" الماس نیں چڑ کے کیہا۔

"ھاں جی۔ یا بات بی ٹھیک سے۔ میں ایب پہلاں تے بی گھٹا شنکر جِسے کھترناک ماڑس کی دُسمنی تے ڈر گیا سوں۔" سلمان نیں الماس کی بات مان دے ھوے کیہا۔

الماس نیں کوئے جواب کونی دیا۔ ٹھنڈا سانس لے کے چپ کر گی۔ اِس کھاموسی نیں زینب کے بھیتر گھُٹ کا ایک لامبا سا دائرہ بٹا دیا۔ آکھر سلمان کی ڈری اڑ ھاری ھوئی اواج آئی۔ زینب کھاتر پھیر کدے میرے تے بات ناں کریو۔۔۔ ار۔۔۔ زینب تے کہہ دیو اَک میں اس کھاتر مر گیا سوں۔" پھون ایک دم بند ھوڑ کی اواج آئی۔

زینب نیں نیوں لاگیا، جنّوں پھون کی لین ناں کٹی ھو بلک نیں اس کی جندگی کی ڈور ٹوٹ گی ھو۔ سلمان کی آکھری بات نیں تو جناں گولی کی ڈھال زینب تے بھیتر ء بھیتر مار دیا تھا۔ جِب بھیتر لے مینھ دبی ھوئی انیکھ سسکیاں زینب کے ھونٹاں کے بند توڑ کے باھر لِکڑی تو اُس نیں نیوں لاگیا جنّوں وا اپنّی ء لاھس پے کیرنّے کرنّ لاگ ری سے۔

الماس رات ڈھلیاں تئیں زینب دھورے بیٹھی رھی۔ ار اُس نیں سمجھاندی رھی۔ پر زینب نیں کچھ بی سمجھ کونی آوے تھا۔ وا گھنّی ء دیر رو کے چُپ تو ھو گی تھی پر اُس کے من میں رہ رہ کے سلمان کے کہے ھوئے آکھری شبدھاں کی گونج اُس کے کان پاڑدی ھوئی لاگے تھی۔ "زینب تے کہہ دیو اَک میں اس کھاتر مر گیا سوں۔" روندے روندے زینب کی آنکھ سندھ دریا کی ڈھال سوکھ لی تھی۔ ایب تو بس اُس کا دل رووے تھا۔ دل کے بھیتر مینہہ برسے تھا پر باھر تے وا پرسکون دکھنّ کی جھوٹی کو سس کرنّ لاگ ری تھی۔ پر اُس کی اس چُپ کے پاچھے ہجار طوپھان تھے۔

زینب نیں جِب بیڈ کے پھٹے کا سھارا لے کے ٹیک لائی تو الماس نیں لاگیا اَک ایب کسے ھد تک زینب سکون مینھ آلی سے۔ الماس نیں بیڈ پے تے اُٹھدے ھوئے کچھ سوچ کے کہیا۔ "زینب ! میں بس ایک منٹ مینھ آؤں سوں۔"

الماس کے کمرے تے باھر لِکڑنّ کے بعد زینب کی چھاتی مینھ جنم لینّ آلے سونامی کھوب چڈھ گے پر اُس نیں ان کا بیرا باھر آلیاں تئیں ناں پاٹنّ دیا۔ مڑی ھانّ پاچھے الماس کمرے مینھ آئی تو اس کے ھاتھ مینھ پانّی کا گلاس تھا۔ الماس

نیں زینب دھورے بیٹھ کے نیند کی گولی اس کا ھنی کردے ہوئے کہیا۔ " لے ! یا گولی کھا لے۔ تنّے آچھی نیند آجے گی۔"

زینب نیں کسے روبوٹ کی ڈھال اس کی بات پے عمل کریا ار گولی مونھ مینھ گھال کے گِٹ لی۔

" لوٹ جا میری بے بے ! ار اپنّے دل نیں سکون دے۔ نیوں تنّے نیند آجے گی۔" الماس نیں زینب کی کڑپے ھاتھ پھیردے ہوئے کیہیا۔

زینب نیں پھیر ایک بر اس کی بات پے عمل کردے ھوئے بیڈ پے لوٹ کے آنکھ میچ لی۔

الماس بیڈ پے پڑی زینب کے دھورے ء بیٹھی رھی ار ٹکر ٹکر زینب کے مونھ کا ھنی دیکھدی رھی۔ آدھے گھنٹے بعد جِب الماس نیں اندا جا ھو گیا اَک ایب زینب سو گی سے تو الگ دتّے سی اوٹھ کے کمرے کی بتّی بند کری ار بلّی کی ڈھال بنا اواج کے چالدی ھوئی کمرے تے باھر لِکڑ گی۔ باھر آ کے اُس نیں کمرے کا دروا جا بھیڑ دیا۔

کمرے کا دروا جا بند ھوندے ء زینھ اوٹھ کے بیٹھی گی۔

اندھیرے کمرے مینھ زینب چُپ چاپ بیڈ پے بیٹھی رھی۔ رہ رہ کے اس کے دماگ مینھ سلمان کے آکھری شبدھ آئیں گئے۔ "زینب تے کہہ دیو اَک میں اس کھاتر مر گیا سوں۔" سلمان کے مینھ شبدھ ایک ناں دِکھ آلے ، ناں لِکڑ آلے ار گھٹّا ء درد دیندے ھوئے کانڈے کی ڈھال زینب کے دِماگ مینھ چُبدا رھیا۔ اُس کے ھِردے مینھ بس وینھ شبدھ چالدے رھے ار اُس نیں چکر آ لاگ گے۔ اپنّے بھیتر گھٹن ار ھبس محسوس کری۔ اُس کا پورا گات پسینے گیلیاں بھیج گیا۔ بھیتر

ء بھیتر وا ایک چُھری پھرے ھوئے ڈانگر کی ڈھال پھڑپھڑاندی ار تڑپدی رھی۔ اُس نیں سوچیا اَک جے سانس بند ھو جے تو جان ء چھوٹ جے۔ پر اُس کے من کی چاھی کیو کر پوری ھو سکے تھی۔ اُس نیں اپنا آپا گھٹا ء بے بس ار لاچار دکھڑ لاگیا۔ اُس نیں سوچیا اَک کیوں اس نیں اپنڑی من کی چاھی پے اِکھتیار کونی۔ ۔۔۔ اُس نیں اپنڑی جندگی جِسی اندیھیری رات مینھ ایک حسرت بھری آہ بھری تو اس نیں اپنڑے دل کی کالی ار اندیھری گلیاں مینھ ایک چاندڑے کی کرنڑ دِکھی۔ اُس نیں اپنڑی من کی چاھی کے بارے مینھ سوچیا اَک جے سانس بند ھو جے تو سارے دُکھاں تے مُکتی مل جے ۔۔۔۔ وا چاھندے ھوئے بی اپنڑے دل کی اس من چاھی نیں ردناں کر سکی اریڈ تے اُتر کے اندھیرے مینھ چالدی ھوئی درواجے کا ھنی چالی۔

لاؤنج مینھ جا کے اُس نیں چھوٹا بلیھ بالیا ار جماّں چُپک دڑے سی الماری مینھ دھری ھوئی دوائیاں مینھ تے نیند کی گولیاں کا ڈِبّا ٹھایا۔ پھیر اُس نیں پھرج کھولیا ار پانڑی کا گلاس بھر کے اوڑے ء دھری میج پے دھر دیا ار آپ صوپھے پے بیٹھ گی۔ گولیاں کے ڈِبّے مینھ تے ساری ء گولی ھلق مینھ گیر کے پانڑی پیا تو کچھ گولی گھیٹوے مینھ پھنس گی۔ اُلٹی سی آنڑ لاگی تو اس نیں گلاس کا سارا پانڑی ایک ء گھونٹ مینھ پی لیا۔ نیوں ساری گولی اُس کے ھلق تلے اُتر گی۔ اُبکائی تو رُک گی پر اپنا آپا سنبھالدے ھوئے کانچ کا گلاس اُس کے ھاتھ مینھ تے چُھٹ کے تلے پڑیا ار تڑاکھ کی اواج گیلیاں پھرس پے ڈھے کے ٹوٹ گیا۔ زینب نیں ٹکڑے ٹکڑے ھوئے گلاس کی ڈھال اپنڑے بھیتر بھی نیوں ء ٹکڑے ٹکڑے ھوندے دیکھے۔ اپنڑی جندگی کی آکھری سانساں مینھ تے ایک لامبا سا سانس لے کے سوپھے کے ٹیک لا کے لات پسار لی ار اپنا گات ڈھیلا چھوڑ دیا۔

اُس نیں ایک پل کھاتر آکھری بریاں سلمان کی پھوٹو اپنے ھِردے مینھ
دیکھی ار پھیر سلمان تے دور جاںٔ کھاتر آنکھ موندلی۔

(19)

ھسپتال کے آئی۔ سی۔یو وارڈ کے باھر برانڈے ینھ کھڑی الماس بے چینی تے وارڈ کے درواجے پے نگاہ ٹکائیں کھڑی تھی۔ اُس کی آنکھیاں ینھ آنجھواں کی جھڑی لاگ ری تھی جو رُکن کا نام ء کونی لیوے تھی۔ اُس نیں جتنی دُعا یاد تھی وینھ کئی کئی بر پڈھ بیٹھی تھی ۔ایک آچھی کھبر کھاتر وا اپنڑے اوپر بند لائے بیٹھی تھی۔ الماس کی ھالت نینھ دیکھدے ھوئے رفیق اس تے تسلّی دینڑ لاگ رھیا تھا۔ گھنڑی ء باٹ دیکھنڑ کے بعد وارڈ کا درواجا کُھلیا تو وا پھاجدی ھوئی رفیق تے پہلاں ڈاکدار دھورے پوھنچی۔

"ڈاکدار صاب ! کے ھال ھے زینب کا؟" الماس نیں توٹی سی پوچھیا۔

ڈاکدار ایک بر رُکیا ار پھیر بنا جواب دئیے آگے چال پڑیا تو الماس نیں ڈاکدار کا ھاتھ پکڑ لیا۔ ار روندے ھوئے پھیر کیہیا۔ "ڈاکدار صاب !" الماس کے ھونٹ کانبنڑ لاگ رے تھے۔

ڈاکدار نیں الماس کی ھالت دیکھ کے چاھنڑ کے باوجود بی جواب کونی دیا۔

رفیق نیں الماس کے کاندھے پے ھاتھ دھر کے تسلّی دینڑ کی کوسس کری۔ " مھاری چھوری کا جو بی ھال سے۔ تھامے ھم نیں بھتا دیو۔" اُس نیں ڈاکدار کا ھنی دیکھدے ھوئے کیہا۔

"کچھ گھنٹی امید کونی۔ بس دُعا کرو!" ڈاکدار نیں لامبا سانس لیا۔

الماس کے گھٹوے مینھ ایک سسکی کونی ڈٹ ری تھی بلک نیں سسکیاں کا ایک سمندر تھا۔ ھسپتال کے برانڈے مینھ جِب الماس کی سسکیاں کی گونج کونی ڈٹی تو رفیق نیں الماس تے سنبھالنا مُسکل ھو گیا۔ او الماس تئیں اپنڑے دونوں ھاتاں کی گاپھی بھر کے بنا بولے اس تے تسلّی دینڑ لاگ گیا ار ایک دھورے بڑی بنچ پے بٹھا دیا۔

رفیق گیلیاں بینچ پے بیٹھی الماس جِپ گھنٹی ء دیر چُپ رھیاں پاچھے ھوس مینھ آئی تو پہلی بات جو اس کے دل مینھ آئی وا، یا تھی اَک زینب ایب جندگی اَر موت کے اسے دورائے پے کھڑی سے جڑے ایک ایک پل مینھ اُس کی جندگی کا رستہ سُکڑدا جاوے سے۔۔۔۔ اَر۔۔۔ جونسا ماٹس زینب نیں اس جگہ تک لے آنڑ کا جِمّہ دار سے۔ او تو اس بکھت سُکھ شانتی کی نیند سوئے سے۔ یو کھیال آندے ء الماس کے تو تن بدن مینھ آگ سی لاگ گی۔ اُس نیں اپنڑے دوھرے پرے پرس مینھ تے پھون کاڈھیا اَر سلمان کا نمبر ملایا۔ مڑی ھانڑ مینھ سلمان کی نیند مینھ ڈوبی ھوئی اواج آئی۔ "دیکھ باھڑ! منڑے تیرے تے کیہیا تھا اَک پھیر کدے میرے گیل زینب واسطے پھون ناں کریئے پر تنڑے تو بولی میری ماٹی کوٹ دی سے۔"

" جندگی تو تنڑے راھم کر دی سے زینب کی۔" الماس نیں گُسّے میں پھپاندے ھوئے کہیا۔ " زینب نیں نیند کی گولی کھا کا اپنڑے آپ تے مار لیا سے۔۔۔۔ اَر کے پتہ۔۔۔ جندگی کے آکھری سانس لینڑ لاگ ری سے۔"

"کے کہوے سے!" سلمان ایک دم اُدڑک کے پڑیا۔

رفیق نیں ایک ٹھنڈا سانس بھر کے پھون پے جمّاں گُسّے مینھ ارنپھرت تے بات کردی ھوئی الماس کا ھنی دیکھیا۔

"بات سُنڑ رے سلمان ! منّے تیرے گیل بات کرنڑ کا کوئے سوق کونی سے۔۔۔۔ ایب بھلا بات کرنڑ نیں بچیا ء کے سے؟"نیوں کہہ کے الماس نیں ایک دم پھون بند کر دیا اَر اپنڑی جان تے پیاری ڈھبڑ زینب کی جُدائی کا سوچدے ھوئے لامبے لامبے سانس لے کے اپنڑے بھیتر بلدے تندور نیں ٹھنڈا کرنڑ لاگ گی۔ دھورے بیٹھے رفیق نیں اپنڑا ھاتھ الماس کی کڑ پاچھے کو گُھما کے اس کا کاندھا پکڑ کے اپنڑے نیڑے کردے ھوئے تسلّی دینڑ کھاتر کچھ بولنڑا چاھیا تو عین اُس بکھت الماس کے ھاتھ مینھ پکڑے پھون کی گھنٹی باجنڑ لاگی۔ الماس نیں سکرین پے سلمان کا نام دیکھیا تو پھون رفیق کا ھنی کردے ھوئے کہیا۔" اس تے ڈاٹ دے اَک پھیر کدے میرے تئیں پھون ناں کرے۔ نئیں تو ھم اُس کے کھلاپھ قانونی کاروائی کراں گے۔"

رفیق نیں نیڑ ھلائی اَر پھون مینھ بولنڑ لاگیا تو الماس دوسری اوڑ مونھ کر کے پھیر رونڑ لاگ گی۔

(20)

شام کے ٹیم ریلوائی پلیت پھارم پے عابد علی ھاتھ مینھ ھیری جھنڈی پکڑے کھڑیا تھا اَر اُس کے شیامی تے ایک نان سٹاپ گاڈّی لنگڑ لاگ ری تھی۔ گاڈّی لنگڑ کے بعد عابد علی نیں نیڑ موڑ کے جاندی ھوئی گاڈّی کا ھنی دیکھیا۔ تو اُس کی نگاہ گاڈّی کے آکھری ڈِبّے پے پڑی ار پھیر دیکھدے ء دیکھدے آکھری ڈِبّہ ایک بِندی مینھ بدل گیا۔ گاڈّی تو کدکی جالی تھی پر عابد علی ایب بی اُسے ھالت مینھ کھڑیا، کسے ڈونگی سوچ مینھ گُم جاندی ھوئی گاڈی کا ھنی دیکھدا رھیا۔

"جناب۔۔!"

"ھاں بھائی۔۔۔!" اُجڑے پلیٹ پھارَم پے کھڑیا عابد علی اپنّے چھوٹے اپھسر عبداللہ کے بول پے اُدڑک کے پڑیا۔

"جناب! گاڈّی تو کدے کی جالی سے۔" عبداللہ بولیا۔" تھامے اورے کھڑے کے سوچو سو۔"

" سوچوں سوں۔۔۔۔ جس طریوں کئی ایک گاڈّی اس ٹیسن پے بِنا رُکے لنگھ جے سیں۔ اُسے طریوں بکھت بی بِنا رُکیں لنگھ جے سے۔"

"جناب! جوٹسی گاڈّی مھارے ٹیسن پے کونی رُکدی، وینھ آگے جا کے کسے ناں کسے ٹیسن پے جرور رُک جیں سیں۔ پریو بکھت جو سے ناں۔ یو کڑیاں کونی رُکدا۔ بس اُڈّوا ء جاوے سے۔" عبداللہ بولیا۔

کسے ڈونگی سوچ مینھ ڈوبیا عابد علی ھیری جھنڈی عبداللہ کے ھاتھ مینھ پکڑا کے اپنڑے دپھتر مینھ بڑ گیا۔ اُس نیں نیوں جاپیا جنڑوں بکھت کی اُڈاڑ اُس کی سوچ تے کڑیاں گھنڑی تیج سے۔

(21)

اپنڑے اندھیرے کمرے مینھ بیڈ کے اوپر عابد علی آدھی رات تئیں پسواڑے لیندا رھیا۔ جاندی ھوئی گاڈی کے آکھری ڈِبے کا طریوں جاندے بکھت نیں اُس تے بے چین کر راکھیا تھا۔ بھتیرے سوڑ کے جتن کرے، نیند کی گولی بی کھا کے دیکھ لی پر نیند اُس کی آنکھیاں تے کئی کوس دور تھی۔ جِب نیند آڑ کے سارے ھِیلے بے کار ھو گے تو وا بیڈ پے اُوٹھ کے بیٹھ گیا۔ سِرھانڑے تلے تے ھاتھ گیلیاں ٹٹول کے پھون ٹھایا۔ پھون کی سکرین پے ٹیم دیکھیا۔ رات کے ڈیڈھ بج رھیا تھا۔ اُس نیں پھیر بیڈ پے لوٹڑ کا سوچیا پر دل اَر دماگ کی بے چینی نیں پھیر کھڑیا کر دیا۔ اُس نیں کمرے کے دراوجے کا ھنی پیر ٹھائے۔ برینڈے مینھ کو لنگ کے دوسرے کمرے کے دروازے پے پوھنچیا۔ پھیر سوچیا، ' جے ایک بَر دراجا کھڑکاڑ پے ناں کُھلیا تو واپس بِگ جیوں گا۔' اُس نیں ھاتھ گیلیاں دروازا کھڑکایا تو ایک دم خدیجہ کی گھبرائی ھوئی اواج سُنڑی۔ "ھاں جی۔۔۔!"

ٹھنڈا سانس بھر کے عابد علی نیں کیہیا۔ "منڑے تیرے تے کچھ بات کرڑی سے۔"

"ایک منٹ ڈٹو!" خدیجہ نیں کیہا۔

عابد علی سِر نیہواڑیں کمرے کے باھر کھڑیا رھیا۔

خدیجہ سِر پے اوڈھنّی لے کے، اوھلا کاڈھ کے دروا جے کے پاچھے کھڑی ھو گی۔ دروا جے کا ایک پاٹ مڑا سا کھول کے، دروا جے کی اوٹ مینھ کھڑی ھو کے بولی۔" کے کہو سو؟"

" توں بی ایبے تئیں جاگے سے۔۔ !" عابد علی نیں ٹھنڈا سانس لیا۔

" ھاں جی ! نیند کونی آندی بس۔" خدیجہ کی اواج مینھ اُداسی تھی۔

"جِب مانّس نیں جندگی کے مُسکِل پنڈے کرنّے پڑیں تو نیند بی اُڈ جے سے۔ " عابد علی نیں لامبا سا سانس لے کے کہیا۔

خدیجہ نیں کوئے جواب کونی دیا۔ اُس نیں اپنّی اوڈھنّی کا پلّا داندا ں تلے داب لیا۔

" مھاری طلاق نیں چار مہینے ھو لیے سیں۔" سِر جُھکا کے کھڑیا عابد علی بو لیا۔ "تیری عِدّت کے بس دس دن باقی رہ گے سیں۔"

ایک پل تو خدیجہ سانس لیٹا بُھول گی۔ " سمجھوں سوں میں تیری بات کا مطبل۔۔۔۔ ایب منّے یو گھر چھوڑ کے جاٹا سے۔" خدیجہ نیں داندا ں تلے دابیا ھویا پلّا چھوڈے ھوئے کیہا۔

" پر سوال تو ایبے بی وائے سے اَک۔۔۔۔۔" عابد علی نیں دونوں ھاتھ مسلدے ھوئے پریسان ھو کے کیہیا۔ "توں جاوے گی کڑے؟"

خدیجہ نیں کوئے جواب کونی دیا۔

عابد علی نیں دونوں ھاتھ مسلدے ھوئے ھاتاں کی آنگلی آپس مینھ پھنسائی۔ "منّے گھٹاء سوچیا سے۔۔۔ پر۔۔۔ اس مسئلے کا منّے تو کوئے اُپاء۔۔۔ کوئے دوسرا رستہ کونی دیکھیا۔"عابد علی چُپ ھو گیا۔

"میں جانّوں سوں اَک توں ایک نیک لُگائی سے اَر۔۔۔۔" عابد علی کے جُڑے ھوئے ھاتھ نیارے نیارے ھوگے اَر اُس نیں اپنّے آپے پے قابو کردے ھوئے کہیا۔"توں کِسے بی سریھ مانّس گیلیاں گُجارہ کرلے گی۔"

خدیجہ نیں نیوں لاگیا جنّوں کوئے اُس نیں آری گیلیاں کاٹے سے۔ اُس نیں سِر گھومدا ھویا لاگیا تو سِر کواڑ پے ٹیک دیا۔

"جے۔۔۔توں کہوے تو۔۔۔ تو اس سلسلے مینھ۔۔۔میں تیری مدد کروں!۔" عابد علی نیں کچھ دیر چُپ رہ کے اپنّا آپا ماردے ھوئے کہیا۔

خدیجہ نیں کِواڑ پے تے سِر ٹھائیں بِنا درد کی لھرتے بے بس ھو کے اپنّے ھونٹ بھینچ لئے اَر دُکھ تکلیپھ گیلیاں آنکھ میچ لی۔

"کے میں تیرے رستے کھاتر۔۔۔۔کسے گیل بات کر لیوں؟" عابد علی نیں اپنّا سانس بند ھوندا ھویا لاگیا۔

خدیجہ نیں گھٹّی ء پریسان ھو کے اپنّا سِر کواڑ پے تے ٹھایا تو نیوں لاگیا جنّوں اُس کی آنکھیاں مینھ سامنّ کی جھڑی لاگ جے گی۔ اُس نیں ایک لامبی سی سسکی بھریا سانس لیا ار کہیا۔" پر۔۔۔مھاری طلاق کا تو کیسے نیں بی بیرا کونی۔۔۔۔لوگ کے کہویں گے اَک ایک آدمی اپنّی گھر آلی کھاتر دوسرے مرد کا رِستہ دیکھدا پھرے ہے۔"

عابد علی نیں بات کرنڑ کھاتر سارا ھانگا لاندے ھوئے کیہیا۔" تنّے تو بیرا سے اَک منّے اپنڑے طلاق کی ساری کاروائی پوری کر لی تھی۔ یو ثبوت تو ہے ناں مھارے پے!۔"

خدیجہ کی آنکھ ایب برسڑ لاگ گی تھی۔

"ار میں۔۔۔۔" عابد علی کی آنکھ بھی بھیج گی۔" میں اپنڑے بھروسے کے دوستاں گیل ءبات کروں گا۔۔۔ ھو سکے ہے ان مینھ تے کوئے۔۔۔ تیرے گیل نکاح کرنڑ نیں راجی ھو جے!"

خدیجہ نیں کچھ کہنڑا چاھیا پر کہہ ناں پائی۔ شبدھ اُس کے گِھٹوے میں کانڈیاں کی ڈھال اٹک گے۔

"تنّے تو بیرا ہے اَک میرے سارے دوست بوھت ءسریپھ لوگ ہیں۔ " سِر جُھکا کے کھڑے عابد علی کے دو آنجھو لِکڑے تو سیدھے جمین پے ڈھے پڑے۔" پر۔۔۔ پھیر بی۔۔۔ جے تنّے کوئے اعتراج سے۔۔۔ یا پھیر تیری اپنڑی نگاہ مینھ کوے ھو تو۔۔۔۔ منّے بھتا دے۔" اُس نیں ھمّت کر کے اپنڑی بات پوری کری۔

خدیجہ کے گِھٹوے مینھ شبدھ کانڈیاں ڈھال رُک رے تھے اَر سسکیاں کی صورت مینھ اس کے ھونٹاں مینھ تے لِکڑے تو اُس نیں اپنڑے ھونٹ تھیلی دھر کے بند کرے۔

"خدیجہ! میرے پے بھروسہ راکھ۔" عابد علی نیں دل پے پتھر دھر کے کیہا۔" میں تیری پوری مدد کروں گا۔۔۔ جے۔۔۔ جے تیری نگاہ مینھ کوئے ھو تو۔۔۔۔!"

خدیجہ نیں اپنّی سسکیاں کا گل گھوٹ کے آنجھو برساندی آنکھ جورتے میچ لی ار اُس کا گات لاجونتی کی ڈھال کُملا گیا۔

عابد علی گھٹّی ء دیر تئیں نیڑ جُھکا کے چُپ چپیتا کھڑیا رھیا۔ جِب خدیجہ کی گُھٹّی گُھٹّی سسکیاں کی اواج کچھ گھٹّی تو اُس نیں کِسے جواب کی آس مینھ سِر ٹھا کے بند درواجے کا ھنی دیکھیا۔ ایک ٹھنڈا سانس لیا اَر بولیا۔" تنّے میری بات کا کوئے جواب کونی دیا۔۔ ! کے کوئے ھے تیری نگاہ مینھ۔۔؟"

"منّے تو۔۔۔۔"خدیجہ نیں دبی دبی سسکیاں کے بیچ مینھ کیہیا۔" منّے تو اپنّی پوری جندگی مینھ ۔۔۔ تیرے سِوا۔۔۔کسے مانّس کا ھنی آنکھ ٹھا کے دیکھیا ء کونی !۔"

خدیجہ کے شبدھ عابد علی کے دل نیں گولی کی ڈھال چھالٹّی کر گے۔ اَر اُس کی آنکھیاں مینھ تے آنجھو نیوں لِکڑے جنّوں جور کے مینہ آنّ کے بعد چَھیت کے پِتنالے مینھ کو پانّی لِکڑیا کرے۔ اُس نیں نیوں لاگیا جنّوں اُس کا گات پاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے ھو جے گا۔ بولیا۔" تو پھیر۔۔۔۔کے توں۔۔۔۔ منّے یو اِکھتیار دیوے ہے اَک میں۔۔۔۔تیرے رستے کھاتر کوئے بات چلا سکوں۔"

بند درواجے کے پاچھے تے کوئے جواب تو کونی آیا پر جو مڑا سا کِواڑ کُھلا تھا۔ وا بی بند ھو گیا۔ پر بند درا واجا بی خدیجہ کی لامبی ار درد بھری سسکاری نیں عابد علی کے کاناں مینھ پوھنچّ تے کونی روک سکیا۔ خدیجہ کی اِس سسکی نیں عابد علی کا بھیتر چُھری گیلیاں کاٹ دیا اَر عابد علی کِسے ھاتھ ، بانہہ کٹے ھوئے بالک کی ڈھال کُرلاندا ھویا دوسرے کمرے کا ھنی بِگ گیا۔

(22)

عابد علی کی دونوں آنکھ سوج ری تھی اَر جمّاں لال پنجوہ لاگیں تھی۔ نیوں لاگے تھا جنّوں اُس نیں رت جگا کاٹیا ہو اَر دیر تئیں روندا رہیا ہو۔ وا گھنّی ء دیر سِر جُھکا کے بیٹھیا رہیا اَر سوچدا رہیا اَک اپنّے ڈھبّی شریف الدین گیلیاں اپنّی بات کیوکر سروع کرے ار کڑے تے سروع کرے۔ سوچنّ کے بعد اُس نیں صاف صاف بات کرنّ کا ء پھیسلہ کریا۔

" منّے اپنّی گھر آئی خدیجہ تے طلاق دے دی سے۔" اُس نیں ایک ڈونگا سانس لیا۔

" کے کہوے سے؟" شریف الدین نیوں اُچھلیا جنّوں کِسے بچھو نیں ڈنک ماریا ہو اَر دیدے کاڈھیں بُت بنّیا عابد علی کا ھنی دیکھنّ لاگیا۔

عابد علی نیں سرم تے اپنّا سِر جُھکا لیا۔

کِتنی ء ھانّ سرمندگی اَر ھیرت ایک دوسرے کے روبرو چُپ چپیتے بیٹھے رھے ۔ آکھر شریف الدین کی اواج نیں ء اس چُپ کا تالا توڑیا۔ "پر۔۔۔تنّے اِسا کیوں کریا؟"

" بس۔۔۔ھو گی گلتی۔۔۔!" عابد علیل نیں بِنا سِر اوپر ٹھائیں دُکھی اواج مینھ کیہا۔

"بیرا بی سے۔۔۔ تیری اس گلتی نیں اُس بچاری کی جندگی برباد کردی۔ اُس کی تو ماٹّی رول دی تنّے۔" شریف الدین نیں گُسّے مینھ کیہیا۔

"ھاں۔۔۔ سے منڑ انداجا !" عابد علی کی نیڑ ایبے بی جُھکی ھوئی تھی اَر اُس کی اواج مینھ ملال تھا۔

"اُس بچاری کا تو اس دنیا مینھ کوئے رِستے دار، کوئے اپٹا ھے ء کونی۔ کڑے گئی وا؟" شریف الدین نیں گھٹے ء دُکھ تے کیہیا۔

" وا۔۔۔ میرے گھراں ء سے۔" عابد علی کی نیڑ اُٹھے ء کونی تھی۔

"نیوں ناں ھو اَک وا اِپنا سوچے کِسے پاسے مونھ کرجے۔" شریف الدین نیں اپٹا ڈر بھتایا۔ "میں۔۔۔ اپٹی گھر آئی نیں اِس کے دھورے بھیجوں سوں !"

عابد علی نیں کھڑے ھوندے شریف الدین کا ھاتھ پکڑ دے ھوئے کیہیا۔ "کڑیاں کونی جاوے گی وا۔ منڑ کوئے آج ء طلاق تو کونی دی۔"

شریف الدین پے تو جنّوں ایک بمب سا پھوٹ گیا۔ مونھ کھولیں وا پھیر بیٹھ گیا۔ "پھیر تنڑ۔۔۔۔ کد دی تھی طلاق۔"

"چار مہینے ھوڑ آئے سیں۔" عابد علی نیں ٹھنڈا سانس بھریا۔

"کے۔۔۔۔!" شریف الدین کے سِر پے دوسرا بمب پھوٹیا۔ "پر۔۔۔ طلاق کے بعد۔۔۔۔ وا آج تئیں تیرے گھر مینھ سے۔۔۔ توبہ۔۔توبہ۔ " شریف الدین اپنڑے کاناں کے ھاتھ لاندا جاوے اَر ھاتھ مسلدا جاوے جنّوں یا بات سُنڑ کے بی اُس نیں کوئے پاپ کر دیا ھو۔

"منڑ گلت ناں سمجھئے بھائی۔" عابد علی ترنت بولیا۔

" لُگائی تے طلاق دے کے بی گھراں بٹھا راکھیا سے اَر۔۔۔" شریف الدین گُسّے تے بولیا۔

"دیکھئے ۔ ایب ایک شبدھ بی آگے ناں بول جیئے۔" عابد علی نیں اُس کے مونھ پے ھاتھ دھردے ھوئے اُس کی بات کاٹی۔" میرے یا خدیجہ کے کردار پے جمّاں سک ناں کریئے۔"

شریف ، عابد کا ھاتھ اپنّے مونھ پے تے ٹھا کے چُپ تو ھو کے بیٹھ گیا پر اُس کے بھیتر ایک ھانڈی سی پاکے تھی۔

" میری بات دھیان تے سُنّ۔۔۔۔ !" عابد علی نیں لامبا سانس لیا۔" طلاق دینّ آلے دن تے لے کے آج تئیں ۔۔۔منّے اُس کی سِکل بی کونی دیکھی سے۔ وا میرے تے اوھلا کاڈھے سے اَر ھم دونوں نیارے نیارے کمرے میں سووا ں ساں۔ ھم نیں کھوب بیرا سے اَک ایب ھم ایک دوسرے کھاترناں مھرم ساں۔"

ینھ ساری بات سُنّ کے شریف نیں نیوں لاگیا جنّوں اکاس بیل مینھ پھنس گیا ھو۔

" طلاق ھونّ کے بعد میں ار خدیجہ۔۔۔ ھم دونوں اپنّے پیراں پے کھڑے ساں۔" عابد علی نیں شریف کی آنکھیاں مینھ دیکھدے ھوئے کیہیا۔ " وا بس اپنّی عِدّت کے دن پورے کرنّ کھاتر میرے گھر مینھ ڈٹ گی سے ! ۔"

"تو پھیر۔۔۔ ایب وا کڑے جاوے گی؟" شریف نیں پوچھیا

"میرے تے سوال کرنّ تے پہلاں توں میرے ایک سوال کا جواب دے۔" عابد علی نیں اپنّے ایک ایک شبدھ پے جور دے کے کیہا۔

شریف کے ھونٹاں پے سوال تو گھنّے ء تھے پر او چُپ کر کے عابد علی کا ھنی دیکھنّ لاگ گیا۔

"ساچی ساچ بھتا۔۔۔ تئے میری اس بات پے وِسواس سے اَک خدیجہ اَر میں طلاق ھوڑ کے بعد ثابت قدم ساں؟"

شریف نیں جھٹ ایک ٹھنڈے دماگ تے سوچیا اَر ایک لامبا سانس لے کتے بولیا۔ "ھاں۔۔۔ میں تھارے دونواں کے اوپر سک نئیں کر سکدا۔ مئے تیرے بول پے اعتبار سے۔"

" ایب پوچھ لے۔ جو تئے پوچھٹا ھو۔" عابد علی نیں ڈونگا سانس لیا ار کُرسی گیل ٹیک لا لی۔

"ناں۔۔۔ ! مئے کوئے سوال نئیں پوچھٹا۔" شریف بولیا۔ "پر وا بچاری عدّت کے باقی دن کاٹ کے جاوے گی کڑے؟"

"یار ! اِسے سنگّٹ کی وجہ تے تو میں تیرے دھورے آیا سوں۔" عابد علی سیدھا ھو کے بیٹھ گیا۔

"میں اس ماملے مینھ کے کر سکوں سوں؟ شریف نیں پوچھیا۔

" میں۔۔میں۔۔ خدیجہ نیں تیرے تی سونپٹا چھاھوں سوں۔" عابد علی نیں کچھ گھڑی چُپ رہ کے ھمت کٹھی کری ار کہہ دیا۔

" توں نیوں چاھوے سے اَک میں ایک گیر لُگائی نیں ساری عمر اپنّے گھراں راکھوں۔۔۔ توبہ۔ توبہ۔" شریف نیں ترنت بول دیا۔

" گیر لگائی بٹا کے نئیں۔ " عابد علی کی آنکھیاں مینھ پھیر پانّی آگیا۔ اُس کا کالجہ کٹے تھا۔" میں نیوں چاھوں سوں اَک توں خدیجہ گیل نکاح کر لے۔" آکھر عابد علی نیں اپنّے من کی بات کہہ دی۔

شریف نیں اپنے کاناں پے اعتبار کونی آیا۔ جے اُس نیں اعتبار آندا تو کوئے جواب دیندا۔ اُس نیں چُپ رھنا ء آچھا سمجھیا۔ اُس نیں اعتبار اُس بکھت آیا جِب عابد علی نیں ھاتھ جوڑ اس کی منّت کری۔" دیکھ ! ناٹیئے مت ناں۔" نیوں کہہ کے عابد علی دونوں ھاتھ مونھ پے دھر کے باٹکاں کی ڈھال روٹ لاگ گیا۔

شریف اپنے پیارے ڈھبّی کا دُکھ سُٹ کے بھیترء بھیتر ٹوٹ سا گیا ار سوچ مینھ پڑ گیا۔

عابد علی گھٹی ء دیر سِر جھکا کے سسکدا رھیا۔ وا اپنے آپ نیں سولی پے ٹنگیا ھوا جاپے تھا۔ جِب سسکیاں بند ھو گی۔ پھیر بی وا سِر جُھکائے شریف کے جواب کی باٹ دیکھدا رھیا۔ عابد علی نیں یقین تھا اَک اُس کا یار انکار کونی کرے پھیر بی اُس مینھ اتنی ھمّت کونی تھی اَک سِر ٹھا کے اُس کا ھنی دیکھدا۔ جِب کوئے بی گھٹی دیر تئیں کچھ نی بولیا تو عابد علی نیں ھلوے ھلوے نیڑ ٹھائی ار شریف تے دیکھیا۔

شریف کِسے ڈونگی سوچ مینھ گُم تھا۔

" کے سوچے سے میرے یار؟" عابد علی نیں آنجھواں بھری آنکھیاں تے شریف کا ھنی دیکھدے ھوئے کیہیا۔

شریف نیں بس ایک لامبا سانس لیا اَر چُپ بیٹھیا رھیا۔

" کچھ تو کہہ دے مِریار ! تَوں خدیجہ گیل نکاح کر لے گا ناں۔" عابد علی نیں آنکھیاں مینھ امید لئے اس تے پوچھیا۔

شریف نیں عابد علی کی امید پے پاٹی پھیر دے ھوئے نیڑ ھلا کے ناٹ کا اسارہ کر دیا۔

عابد علی نیں نیوں لاگیا جنڑوں کسے نیں اُس کی بے عجتّی کر کے اس تے کِسے بَھورے مینھ دھکا دے دیا ھوے۔ ار بَھورے مینھ پڑدیں ء اُسکی نیڑ کا مٹکا ٹوٹ گیا ھوے۔

" میرے بھائی ! میں جوان چھوریاں کا باپ سوں۔ دوسرا بیاہ کونی کر سکدا۔" شریف کی اواج عابد علی کے کاناں مینھ تیر کی طریوں لاگی۔"تَوں کِسے اور ڈھبّی گیلیاں بات کرلے۔"

شریف کے شبدھاں نیں عابد علی کا گات نیوں کھسوٹیا جنڑوں گِدھ مُردار نیں ٹھونگاں گیل کھسوٹدے ھوں۔ اُس نیں اپنا آپ کِسے ڈونگے ار اندھیرے کُوئیں مینھ پڑیا ھویا لاگیا۔ اُس مینھ اتنی بھی آسنگ ناں رھی تھی اَک اوڑے تے اوٹھ کے بِگ جے۔ اس واسطے او ، اوڑے ء سِر جُھکائیں بیٹھیا رھیا۔ اُس کا جی چاھوے تھا اَک دھرتی پاٹ جے اَر وا اس مینھ سما جے۔

"اللہ اکبر۔۔۔اللہ اکبر۔۔۔۔۔" میجت مینھ تے مگرب کی اجان کی اواج آنڑ لاگی۔

عابد علی نیں دھیان لا کے اجان سُنڑ کی کوسس کری پر او اپنڑی سوچاں مینھ تے ناں لِکڑ سکیا۔

"چال ! نماج پڈھنڑ چالاں۔ رب بڈا کرنڑی آلا سے۔ اُس کی رھمت تے مایوس نئیں ھوٹا چاھیئے۔ او جرور کوئے اُپاء کر دے گا۔" اجان پوری ھو لی تو شریف نیں اپنا ھاتھ عابد علی کے کاندھے پے دھردے ھوئے کیہیا۔

نماج پڈھنڑ کے کھیال تے عابد علی نیں اپنڑے بھیتر ایک طاقت سی آندی دِکھی ۔ او اوٹھ کے کھڑیا تو ھو گیا پر نیڑ ھلے بی تلھانڑ ء تھی۔ نیوں تو عابد علی اَر

شریف دونوں ایک ء میجت مینھ نماج پڈھیا کردے پر جِب تئیں شریف بیٹھک کا درواجہ بند کر کے باھر آیا۔ تو عابد علی تُولا تُولا چالدا ھویا دوسرے گلی آئی میجت مینھ نماج پڈھنْ کھاتر چلیا گیا تھا۔

سارے ماٹس نماج پڈھ کے بِگ گے پر عابد علی بیٹھیا رھیا۔ امام بھی اوٹھ کے اپنْے ھُجرے مینھ بڑ گیا تو عابد علی کلّا رہ گیا۔ او اپنْے آپ نیں اپنْی ء نجراں مینھ پڑیا ھویا دیکھے تھا جِب اس نیں سوچیا اَک اُس نیں خدیجہ تئیں در بدر کی ٹھوکر کھانْ تے بچانْ کھاتر اپنْے بھائیاں جیسے ڈھبّی تے کہیا تھا اَک خدیجہ گیل نکاح کر لے پر او ساپھ ناٹ گیا۔ اُس مینھ اتنی ھمّت کونی تھی جو میجت تے لِکڑ کے گھراں جا سکے۔ اُس نیں پھیسلہ کریا اَک ایب عِساء کی نماج پڈھ کے ء اورے تے لکڑے گا۔ اُس کے ماتھا گھومنْ لاگ گیا جِب اُس نیں سوچیا اَک ایب تو خدیجہ کی عدت کھتم ھونْ مینھ بس نو دن رہ گے سیں۔ اُس نیں دعا کرنْ واسطے ھاتھ ٹھائے تو اُس کے آنجھو اُس کے ھاتھاں کےپیالے مینھ ٹپکنْ لاگ گے۔ او سسکدا رھیا ار رب تعالی تے خدیجہ کی جندگی کی کُھسیاں واسطے دعا کردا رھیا۔ اُس کے ھاتھاں کاپیالہ اُس کے آنجھواں گیل بھردا رھیا۔ روندے ھوئے دعا کرنْ کے بعد ایب او سکون مینھ آگیا تھا۔ کئی ھانْ کے بعد جِب اُس نیں دعا کھتم کر کے اپنْے ھاتھ مونھ پے کو پھیرے تو خدیجہ کی جندگی کی بیھتری کھاتر ایک اور رستہ اُس کی سمجھ مینھ آگیا تھا۔

(23)

"ھاں اے لُگائی ! بگڑ مینھ رھندے ھوئے بی نیوں لاگے سے اَک توں اورے ھے ء کونی۔" آنگڑ مینھ بیٹھی ایک پڑوسڑ سومی نیں خدیجہ تے کیہا۔" کئی مہینے ھو لیے پر تنّے تو آڑ کی قسم کھا راکھی سے بے بے ! پھیر منّے سوچیا اَک میں ء تیرے کاھنی چکر لا لیوں۔"

"بس کے بھتاؤں۔ ایک مجبوری تھی۔ نئیں تو تنّے بیرا سے میں آندی رھیا کروں سوں۔" خدیجہ نیں ھاڑسڑ کی کو سس کردے ھوئے کیہا۔

"ھاں اے ! اِسی کوڑسی مجبوری تھی اَک سِکل دکھاڑ تے بی گئی۔" سومی نیں اُلاھٹا سا دیا۔

خدیجہ نیں جواب دیڑ کے بجائے پریسانی مینھ بارڑے کاھنی دیکھا۔ عابد علی کے آڑ کا بکھت ھو لیا تھا۔ اُس نیں سوچیا، جے عابد علی آگیا تو میں سومی کے شیامی عابد علی تے اوھلا کیو کر کاڈھوں گی۔ بگڑ مینھ تو کِسے نیں بیرا ء کونی اَک مھاری طلاق ھو لی سے۔ اَر جے اوھلا ناں کاڈھوں تو گُناہ ھووے گا۔ "

" اے خدیجہ ! کے ھو گیا سے تیرے۔ جماں بُت بڑ ری سے۔ کوئے جواب ء کونی دیندی۔" سومی بولی۔ "جے میرا آٹا اتنا ء بھونڈا لاگیا سے تو میں چالی باھڑ۔"

خدیجہ، کہٹا تو نیوں ء چاھوے تھی اَک "ھاں۔ تولی سی جا۔" پر کہہ ناں سکی۔ کہڑ لاگی۔ "ناں ناں باھڑ۔ یا تو تیری مھربانی سے اَک توں آگی۔"

عین اسے بکھت دروا جے پے کھٹ کھٹ ھوئی تو خدیجہ بولیاں جوں آسے پاسے دیکھن لاگی۔ اُس نیں بیرا تھا اَک عابد علی ء ھووے گا۔ ایک بر بارتے کاھنی دیکھیا پھیر سومی کاھنی۔ پھیر کھٹ کھٹ ھوئی۔ وا پھیر بی اپنی جگہ بیٹھی رھی۔

" اے اللہ ماری ! دیکھدی کیوں نی جا کے کون سے۔" سومی نیں ھیران ھو کے کیہا۔ ار جیئے تیسری بریاں دروا جہ کھٹکیا۔

ناں چاھندے ھوئے بی خدیجہ دراوجے کاھنی چالی۔

" کون سے؟"

"میں سوں۔ عابد علی۔" باھر تے اواج آئی۔

خدیجہ نیں اوھلا کاڈھن کھاتر اوڈھنی کاھنی ھاتھ کریا۔ پھیر سومی کا کھیال آندے ء پلّا چھوڈدیا۔ اَر اوھلا کاڈھے بِنا ء دروا جے کا کُنڈا کھول دیا۔ کُنڈا کھولدیں ء تولی سی اُس نیں مونھ پاچھے نیں پھیر لیا۔ سومی سارا کچھ دیکھن لاگ ری تھی۔

عابد علی نیڑ تلھان کر کے بھیتر آیا ، سومی تے سلام کر کے کمرے مینھ بڑ گیا۔ خدیجہ ایبے بی پاچھا پھیرے دروا جے دھورے کھڑی تھی۔ جِب خدیجہ نیں اندا جا ھو گیا اَک عابد علی کمرے مینھ گیا تو وا چالدی ھوئی کھاٹ پے بیٹھی سومی دھورے آگی۔

" کیوں اے ! کے بات سے۔۔۔۔۔" سومی مُسکرا کے خدیجہ کاھنی دیکھدے ھوئے بولی۔ " اپنے گھر آلے تے مونھ کیوں پھیر لیا تھا؟"

" اے بس بے بے۔۔۔۔ نیوں ء۔۔۔۔ !" خدیجہ پریسانی مینھ بولی بُوچ لاگے تھی۔

" بس۔۔بس۔۔آگی سمجھ منّے!" سومی کی مُسکراھت اور بی گھٹی ھو گی۔

"کے۔۔۔کے سمجھ گی توں راھڑ!" خدیجہ نیں پوچھیا

"یو اے۔۔اَک آج کیل تھاری دونواں مینھ لڑائی چالے سے۔" سومی پھیر مُسکرائی۔

"ھاں اے۔۔۔بس نیوں ء سے۔" خدیجہ بولی۔

" اس لڑائی مینھ بی موہ ھو سے پاگل۔"سومی مونھ کھول کے ھاٹسی۔ " اچھیا، ایب میں چالوں سوں۔میرے جایاں پاچھے کے بیرا تیرا لوگ آ کے تنّے منا لے؟"

خدیجہ نیں کوئے جواب کونی دیا۔ درد کی ٹیس سولاں کی ڈھال اس کے گات مینھ چُبھنْ لاگ ری تھی۔

سومی اوٹھ کے کھڑی ھوئی۔ کھاٹ کی پیندیاں کاھنی پڑیا اپٹا بُرکھا ٹھایا۔

"یو مردِبیر کا رِستہ بی نیارا ء ھوسے۔ دن مینھ لڑیں سیں اَر رات نیں مان بی جاں سیں۔" سومی نیں آنکھ مٹکاندے ھوئے کیہیا۔

سومی بُرکھا اوڈھ کے چالدے ھوئے خدیجہ کے گل لاگ کے بلی۔ " اچھیا ! میں چالوں سوں۔ پر ایک دو دن مینھ توں بی لائیے چکر۔"

خدیجہ نیں کوئے جواب ناں دیا۔ وا جھوٹ بول کے گناہ کماٹا کونی چاھوے تھی۔ واتو بگڑ آئیاں نیں نیوں بی نئیں بھتا سکے تھی اَر دو دن پاچھے وا اس گھر مینھ تو کے۔ اس گام مینھ بی کونی ھووے۔

سومی کے جانْ کے بعد خدیجہ نیں امبر کاھنی دیکھیا۔

امبر پے بادل آرے تھے۔ ار خدیجہ اپنڑے من مینھ دُکھ کے کالے بادلاں نیں کٹھا ھوندے ویکھے تھی۔

(24)

باھر بادل برسیں تھے اَر خدیجہ کے دل مینھ دُکھاں کا مینہ برسے تھا۔ باھر جل تھل ھو رگیا تھا ار خدیجہ کے بھیتر بی ساگر چڈھیا کھڑیا تھا۔ رات کا ایک بجنْ آلا تھا پر نیند آنکھیاں تے کئی کوس دور تھی۔ وا جاگدی رھی اَر آنْ آلے بکھت کے بارے مینھ سوچدی رھی۔ بیڈ پے بیٹھے بیٹھے اُس کی کڑ مینھ درد ھو گیا تھا۔ چانْ چک دروا جے پے کھٹ کھٹ ھوئی۔

"توں جاگے ھے کے؟" باھر تے عابد علی کی اواج آئی۔

"ھاں"۔ خدیجہ بس اتناء کہہ پائی۔

"میں بھیتر آجاؤں؟" باھر کھڑے عابد علی نیں پوچھیا۔

"ھاں جی! آجو۔" خدیجہ نیں گل مینھ پڑی اوڈھنْی سر پے دھر کے اوھلا کاڈھ لیا۔

"منّے یقین سا تھا اَک آج تنّے بی ایہے تک نیند کونی آئی ھووے گی۔" عاب علی نیں کمرے مینھ بڑدے ھوئے کیہا ار سر جُھکا کے کرسی پے بیٹھ گیا۔

"تھم نیں نیند کیوں نی آندی۔" خدیجہ نیں عابد علی کا ھنی دیکھیں بنا پوچھیا۔

"منّے بی نیند کونی آندی۔۔۔ اسے ڈھال جنّوں پلیٹ پھارَم پے مسا پھر انتجار کردے رھویں ار آنْ آئی گاڈّی ناں آوے۔" عابد علی نیں کچھ دیر چُپ رہ کے کیہیا۔

خدیجہ نیں جواب مینھ کچھ نئیں کیہیا۔ بس ایک سانس لے کے رہ گی۔

عابد علی مڑی ھاں تو سِر جھکا کے بیٹھیا رھیا ار پھیر نیڑا اوپر ٹھا کے بولیا۔"

منّے نیوں جاپے ہے۔۔۔آج توں۔۔۔ گھٹی ء اداس ھووے گی۔ "

خدیجہ پھیر چُپ رھی۔

عابد علی کی نیڑ کچھ اور تلے نیں جُھک گی۔ اُس نیں اپنے دونوں ھاتھاں کی آنگلی ایک دوسری مینھ پھنسائی ار اپنے اوپر جبر کر کے بولیا۔: کل توں اس گھر تے بِگ جے گی پر۔۔۔" شبدھاں نیں اس کا ساتھ کونی دیا تو وا چُپ ھو گیا۔ ھاں آنجھواں نیں بے وپھائی ناں کری ار آنکھیاں مینھ پانی آگیا۔

خدیجہ پھیربی کچھ ناں بولی پر اُس کے بھیتر، اس کے من مینھ بادل گرج گرج کے برسدے رھے۔

عابد علی نیں ھاتھ مسلدے ھوئے ٹھنڈا سانس لیا۔ بے بس ھو کے بولیا۔" چھوری ماں باپ کے گھر تے سُسراڑ جایا کرے تو۔۔۔ خوسی کا موقع ھو سے۔۔۔پر چھوری اداس ھویا کرے سے۔۔۔پر تیرا جاٹا تو گھٹا ء عجیب سے۔"

خدیجہ نیں نیوں لاگیا جنّوں اس کی نساں مینھ لہو کی جگہ درد بھاجن لاگ رھیا سے۔ اُس نیں آنکھ موند کے ھونٹ بھینچ لئے اَر اپنے بھیتر دُکھ درد کی آگ نیں دابن کی کوسس کری تو دو آنجھو لکڑ پڑے۔

"پر۔۔۔۔" عابد علی نیں نیوں لاگیا جنّوں اس کے گات پے کو ریل کے پہیئے ٹب گے ھوں۔ پھیربی اپنا آپا سنبھالدے ھوئے بولیا۔" عبدالرحیم بوھت اچھا مانس سے۔ وا تنّے کُھس راکھن کی پوری کوسس کرے گا۔"

عابد علی کے شبدھاں کی کاٹ گیلیاں خدیجہ کی آنکھاں کے بند ٹوٹ گے

۔

عبدالرحیم ریلوے مینھ کنڈیکٹر گارڈ سے۔" عابد علی نیں بات پوری کری۔" اُس کی گھر آئی کئی برس پہلاں مرلی تھی۔ دو بالک سیں ارجِب وا ریل کی ڈیوٹی پے آوے سے تو بالک گھر مینھ کلّے رہ جاویں سیں۔ "

خدیجہ کی آنکھیاں مینھ تے لکڑ آلے آنجھو سندھو دریا کی ڈھال اپٹا رستہ آپ بٹاندے ھوئے اُس کے مونھ پے پھردے رھے۔ پر اُس نیں اپنے ھونٹاں کے بندناں ٹوٹن دیئے۔

عابد علی کی آنکھیاں مینھ تے بی دو آنجھو لکڑ کے اس کی چھوٹی ڈاڈھی کے بالاں مینھ جا اٹکے۔ وا بولیا۔"گھر آئی کے مرن کے بعد اُس نیں تیرے جِسی نیک لگائی کی جرورت تھی جو اس کے بالکاں نیں پال سکے۔"

ایک دم باھر بادل جورتے گرجے تو اُسے ٹیم خدیجہ کے ھونٹاں کے بند بی ٹوٹ گے۔ اَر بادلاں کی گرج چمک گیلیاں اُس کے گِھٹوے مینھ اٹکی ھوئی سسکیاں نیں طوپھان ٹھا دیا۔ اس تے پہلاں کے عابد علی اس نیں پرچاں کی کوسس کردا، خدیجہ کا روٹا، بِلکٹا سروع ھو لیا۔ جِب عابد علی پے روندی ھوئی خدیجہ ناں دیکھی گئی تو نیڑ جھکا کے ار سارا بوجھ اپنے کاندھیاں پے ٹھا کے او کمرے تے باھر لِکڑ گیا۔

(25)

کمرے مینھ مولبی صاب ار عابد علی کے علاوہ بس چار دوسرے مانٹس تھے جو نکاح کے گواہ تھے۔

" تنّے اللہ بکھس کی بیٹی خدیجہ گیلیاں نکاح قبول ہے؟" مولبی نیں عبد الرحیم تے پوچھیا تو عابد علی کے دل تے ایک سسکی لکڑی۔

"قبول سے۔" عبد الرحیم نیں کیہیا تو عابد علی کے دل میں بمب سا پھوٹیا۔

" تنّے اللہ بکھس کی بیٹی خدیجہ گیلیاں نکاح قبول ہے؟" مولبی نیں ایک بر پھیر عبد الرحیم تے پوچھیا ۔

"قبول سے۔قبول سے۔"

تیسری بریاں مولبی نیں پوچھیا تو عابد علی نیں سوچیا اَک کے بیرا عبدالرحیم ناں کردے ار خدیجہ اس گھر تے کڑیاں ناں جاوے۔

مولبی صاب نیں نکاح کا کُھطبہ پڑھنّا سروع کریا تو عابد علی کی دنیا مینھ ایک جلجلہ سا آگیا۔ اُس نیں نیوں لاگیا جنّوں اس کے گات کے ٹکڑے ھوگے۔ اُس کا سارا گات پسینم پسین ھوگیا۔ اُس کے بھیتر بلدی آگ کی تپس نیں اس کا مونھ لال کر دیا تھا۔ وہ اپنّے گھر کے کمرے تے اوٹھ کے بھاجنّا چاھوے تھا پر مولبی نیں قران کی تلاوت سروع کر دی تھی ار رب کے کلام کی تلاوت چھوڑ کے جاٹا گناہ تھا۔ پسینے کی دھار اس کی نیڑ پے کو چالیں تھیں۔ اس نیں لاگیا جنّوں تلاوت کھتم ھونّ

تے پہلاں ء اُس کا کالجہ پاٹ جے گا ار وا مر جے گا۔ اس نیں اس بات کا یقین ہو گیا اَک خدیجہ کا دوسرا گھر آلا پہلاں اس کے میّت نیں کاندھا دیوے گا ار پھیر خدیجہ نیں بدا کر کے اپنّے گیلیاں لے کے جاوے گا۔ ان سوچاں مینھ وا اتنا گُم ہویا اَک اُس نیں بیرا ء ناں پاٹیا اَک مولبی نیں نکاح کا کُھتبہ کھتم کر دیا سے۔ ار ایب سارے لوگ دعا کھاتر ہات ٹھائیں بیٹھے سیں۔ اپٹا دل کرڑا کر کے عابد علی نیں بی ہاتھ ٹھا دیئے۔ وا اپنّے ہاتھاں مینھ آنجھو ٹپکدے ہوئے دیکھدا رہیا ار خدیجہ کی آنّ آلی جندگی کھاتر دعا بی کردا رہیا۔

مولبی نیں دعا کھتم کر کے عبدالرحیم تے بدھائی دی تو عابد علی کے گات مینھ دوسرا بمب پھوٹیا۔ مولبی کے پاچھے پاچھے کمرے میں بیٹھیے دوسرے لوگاں نیں بی بدھائی دی۔ عابد علی نئے بنڑے تے بدھائی تو ناں دے سکیا پر اس نیں نیڑ ٹھا کے اس کا ھنی دیکھ جرور لیا۔ بنڑے کا مونھ کُھسی گیلیاں چمکنّ لاگ رہیا تھا ار وا اپنّے ایک دوست کے ھاتھ مینھ پکڑی ہوئی پلیٹ مینھ تے لاڈو ٹھاوے تھا۔ عابد علی نیں گُسّے مینھ اپنّے ھونٹ بھینچ کے نیڑ جھکا لی۔ پھیر کسے نیں اس کی جھکی ہوئی نیڑ تلے مٹھائی کی پلیٹ کر دی۔ ار اس نیں ایک اواج سنّی۔" مونھ میٹھیا کر لیو جی۔" پر عابد علی کا پورا گات جہر بنّ گیا۔ اس نیں کوسس کری پر اپٹا مونھ اوپر نیں ناں کر سکیا۔ اس نیں لاگیا جتّوں اس کا سارا گات چیتھڑے بنّ کے اُڈجے گا ار لہو کمرے کی چھات ار کاندھاں پے پھول پتّے بٹا دے گا۔ وا ایک دم اُٹھیا ار تولا تولا چالدا ہویا کمرے کے درواجے تے باھر لِکڑ گیا۔ ایبے اس نیں درواجے کی دھلیج بی کونی ٹپی تھی اَک اس کا باندھیا ھویا بند ٹوٹ گیا ار وا کمرے کی دھلیج پار کر گیا۔

(26)

خدیجہ روٹ تو کیل کی ء لاگ ری تھی ار نیند اُس کی آنکھیاں تے نیوں دور جا لی تھی جس طریوں کائے کونج اپنڑی ڈار تے بچھڑ جا یا کرے۔ اس کی ساری رات روندے ھوئے لنگ گی تھی۔ اس کی آنکھ ناں سوٹ ار درد کی وجہ تے لال پینجو ھو ری تھی۔ جِب عبدالرحیم کے نکاح کے گواہ اس دھورے اس کی مرجی پوچھٹ آئے تھے تو اُس نیں روٹا سروع کریا تھا ار ایب لگ رووے تھی۔ وابیڈ پے بیٹھی تھی ار اس کا سوٹ کیس دھورے ء دھریا تھا۔ سوٹ کیس مینھ خدیجہ کے کپڑے لتّے ار چوڑی تو تھی پر اس کا دل کونی تھا۔ اُس کا دل تو اس گھر کے ہر کوٹے مینھ تھا۔ رسوئی تے لے کے سارے کمرے ار آنگنڑ مینھ اس کا دل دھڑکے تھا۔ اس گھر تے جانڑ کے بعد بی اس کا دل تو اسے گھر کی دھلیج بھیتر رہ جے گا۔

خدیجہ تو اس گھر نیں چھوڑٹا ء کونی چاھوے تھی۔ سات سال تک وا اس گھر کی مالکنڑ رھی تھی۔ ار عدّت کے چار مہینے ار دس دن اس گھر مینھ مہمان بنڑ کے رھی۔ ایک ء گھر مینھ مالکنڑ ار پھیر مہمان ھونڑ کا دُکھ اس نیں عدّت آلے دناں مینھ دیکھیا۔ اس گھر کے ایک ایک کوٹے مینھ اس کا دل بس رھیا تھا۔ ار ایب۔۔۔آج کے دن کی ھر گھڑی اس کے کالجے مینھ سُول کی ڈھال چُبھڑ لاگ ری تھی۔ عابد علی کے کلّے رہ جانڑ کو سوچ کے اس کا من جمناں کے کل ھو رھیا تھا۔ عابد علی تو اس کے ھاتھ کے پاکے ھوئے پکوان کھانڑ کا جمناں عادی ھو رھیا تھا ار کسے دعوت مینھ تو وا بس کھانڑ کی رسم سی کر کے آیا کردا۔ کھانڑ تو واپس

گھراں آ کے ء کھایا کرے تھا۔ اُس نیں سوچیا۔" میرے جاݨ کے بعد کوݨ عابد کا کھیال را کھے گا۔ کوݨ اس نیں کھاٹا بنا کے دیوے گا۔ ۔ کام پے تے آوے گا تو کوݨ اس کا سِر بوچے گا۔۔ اداسی مینھ وا کس گیلیاں بات کرے گا۔۔" عابد علی کی ھالت کے بارے مینھ سوچ سوچ کے اس کا کالجہ کٹݨ لاگ رھیا تھا۔ ایک دم اس کے من مینھ کھیال آیا اَک جس طریوں وا طلاق ھوݨ کے بعد عدّت کے دن اس گھر مینھ رہ لی تھی تو ایب بھی اسے گھر مینھ رہ لے۔ عابد علی تے اوھلا کر کے رہ لے گی۔ اس تے روٹی پکا کے دے سکے گی۔ اس نیں بھوکا نئیں سوٹا پڑے گا۔ پر ایب تو بکھت ھاتھ کی مُٹھی مینھ تے باݨو ریت کی ڈھالݨ گِرݨ لاگ رھیا تھا۔

عاب علی کی آݨ آئی جندگی کے بارے مینھ سوچدے سوچدے اس کے سانس ڈوبݨ لاگ گے۔ بے سک عابد علی پے طلاق دیݨ کی گلتی تو ھو گی تھی۔ ار اپݨی گلی کا وا اعتراپھ بی کرے تھا۔ اصل مینھ عابد علی نیں اس تئیں اتنا پیار دیا تھا اَک جِب بی وا طلاق ار عابد علی کے پیار کے بارے مینھ سوچدی تو عابد علی کا پالڑا بھاری دِکھے تھا۔ عابد علی کا تصور تو اس کے دل مینھ امربیل کی طریاں لپٹ لیا تھا۔ روندے روندے اس کے سانس اُکھڑݨ لاگے تو اس نیں ماتھا بیڈ پے دھر کے آنکھ میچ لی۔ مڑی ھاݨ مینھ دروا جے پے کھٹ کھٹ ھوئی تو وا او ٹھی۔ سانس سوکھ گیا۔ اس گھر تے جاݨ کا ٹیم آلیا تھا ار اس نیں نیوں لاگے تھا جݨوں اس کی موت کا ٹیم آگیا ھو۔

"ہیں سوں۔۔" دروا جے پے کھڑے عابد علی کی دکھیا اواج آئی۔" ہیں ۔۔۔بس ایک منٹ کھاتر اندر آٹا چاھوں سوں۔"

"آجو۔۔۔" خدیجہ نیں اوڈھنّی کا اوھلا کردے ھوئے کیہا ار سیدھی ھو کے بیٹھ گی۔

درواجہ کھلیا تو عابد علی سِر جھکائیں بھیتر آیا۔ خدیجہ کا ھنی دیکھ لاگیا۔

"تو کیوں نی دھریا سوٹ کیس مینھ؟" عابد علی نیں ٹُوماں کا ڈِہ خدیجہ کا ھنی کردے ھوئے کیہیا۔

"منّے اس کی جرورت کونی۔" خدیجہ بولی

"کیوں کونی جرورت!" عابد علی نیں دوسری اوڑ دیکھدے ھوئے کیہیا۔

"ٹوماں کی جرورت تو ھر لُگائی نیں ھووے سے۔"

"پر۔۔مینھ ٹوم ۔۔ میں اپنڑے دھیج مینھ تو کونی لیائی تھی۔" خدیجہ کی جھکی ھوئی آنکھ اس کے پیراں پے ٹِک ری تھی۔ "تھم نیں ءبنّوا کے دی تھی مینھ ٹوم۔"

"تیری کھاترء تو بنّوائی تھی۔ لے جا انھاں نیں اپنڑے گیل۔" عابد علی نیں مِنّت کردی ھوئی اواج مینھ کیہیا۔

خدیجہ چُپ رھی ار بُت بنّی بیٹھی رھی۔

عابد علی کی آنکھیاں مینھ پانڑی آگیا۔ بولیا" ان ٹوماں نیں میرے کا ھنی تے آکھری تو ھپھا سمجھ کے قبول کرلے۔"

عابد علی گیلیاں مینھ ساری بات کردے ھوئے خدیجہ کی آنکھ عابد علی کے پیراں نیں ءدیکھدی رھی تھی جن مینھ سوپھٹی چپل پیہر راکھی تھی۔

ایک دم خدیجہ کے من مینھ ایک بات آئی۔ اس نیں اوھلا مڑا سا ٹھایا ار جماں ایک چلاک چڑیا کی طریوں بیڈ پے تے اُتر کے ایک دم عابد علی کے پیراں پے اپنڑے ھونٹ دھر دیئے۔ عابد علی ایک دم سٹ پٹا گیا ار پاچھے نیں ھٹ گیا۔ خدیجہ نیں

ایک بر پھیر عابد علی کے پیراں کاھنی دیکھیا اَر پورا اوھلا کاڈھ کے سیدھی ھو کے پھرس پے ءبیٹھ گی۔

عابد علی کی آنکھیاں مینھ تے پٹا پٹ پانڑی ڈھینڑ لاگ گیا۔ وا کچھ دیر تئیں تلے بیٹھی ھوئی خدیجہ کاھنی دُکھ ارپیار تے دیکھدا رھیا۔ آکھر بولیا۔" جاندے جاندے منّے اور تو گناہ گارناں کرکے جاوے۔"

خدیجہ نیڑ جھکا کے بیٹھی رھی ۔ اس نیں ہتھیرا روکیا پر اس کے مونھ تے ایک سسکاری سی لِکڑ ء گئی۔

عابد علی اپڑا دل خدیجہ کے پیراں مینھ چھوڑ کے ار چھاتی مینھ دل کی جگہ پتھر دھر کے کمرے تے باھر آگیا۔

پھرس پے بیتھی خدیجہ کی آنکھیاں آگے دن کے چاندڑے مینھ رات کا گھور اندھیرا آلیا تھا۔

(27)

ٹیسن کے پلیٹ پھارَم پے اتنا ء اندھیرا ار اُجاڑا تھا جتنا عابد علی کے بھیتر ھو رھیا تھا۔ خدیجہ کا سوٹ کیس ٹھائیں عابد علی پلیٹ پھارَم کی پیڑی چڈھ ٹ لاگ رھیا تھا۔ عابد علی کے پاچھے خدیجہ کا دوسرا گھر آلا عبدالرحیم تھا جس نیں خدیجی کا ھاتھ اپنڑے ھاتھ مینھ پکڑ راکھیا تھا۔ ایبے وینھ تینوں پلیٹ پھارَم پے چڈھے ء تھے جِب دورتے آندی ریل گاڈی کی چنگھاڑ رات کے اس اندھیرے ار سنّاٹے مینھ سُنڑی۔ عابد علی نیں سوٹ کیس پلیٹ پھارَم پے دھریا تو نیا بنڑا عبدالرحیم خدیجہ کا ھاتھ پکڑیں عابد علی کے دھورے آکھڑیا ھویا۔ عابد علی نیں نیڑ تلھاڑ کر کے اس کے ھاتھ کا ھنی دیکھیا جس مینھ خدیجہ کا ھاتھ تھا۔ عابد علی اپنڑی سابقہ لُگائی کا ھاتھ اس کے ھاتھ مینھ ناں دیکھ سکیا۔ ایک لامبا سانس لے کے ریل کی پٹڑی کا ھنی دیکھ ٹ لاگ گیا۔ ریل کی پٹڑیاں پے دورتے آندی ھوئی گاڈی کی اواج گیلیاں ایب انجڑ پے لاگی بتّی بی دکھ ٹ لاگ گی تھی۔ پلیٹ پھارَم کی دوسری اوڑ چھوٹا اپھسر عبداللہ بیماری کی ھالت مینھ گاڈی آئے تے لال بٹی دکھا ٹ لاگ رھیا تھا۔

عابد علی نیں کچھ کہ ٹ کھاتر عبدالرحیم کا ھنی دیکھیا۔ دورتے آندی گاڈی کی بٹی کے چاندنڑے مینھ اس کے مُسکراندا ھویا مونھ دِکھے تھا۔ جو کہنڑا تھا عابد علی وا بات بی بھول گیا۔ ار عابد علی نیں اپنڑے بھیتر ایک ھسرت ار رقابت سی محسوس کری۔ پھیر نیڑ موڑ کے گاڈی کا ھنی دیکھ ٹ لاگ گیا جو نسی ایب نیڑے ء آلی تھی۔ گاڈی نیں نیڑے آندا دیکھ کے ایک بر پھیر اس نیں عبدالرحیم تے وائے بات کہنڑا

چاھی پر جِبّے گاڈّی نیں پھیر جور تے چنھگھاڑیا تو عابد علی کے ھونٹاں پے آئی بات پھیر رہ گی۔ گاڈّی تھڑک تھڑک کردی پلیٹ پھارَم پے پوھنچ کے کھڑی ھو گی۔ پٹڑی پے گاڈّی کے پہیاں کے رُکنْ ار بریک کی اواج کی وجہ تے او چُپ ھو لیا۔ جِب پلیٹ پھارَم پے گاڈّی جمّاں کھڑی ھو گی تو بکھت نیں اپنّے ھاتھاں مینھ تے لکڑدے دیکھ کے اس نیں خدیجہ کے نئے گھر آلے کے آگے ھاتھ جوڑدے ھوئے کیہیا۔ " مھربانی کریئے۔ خدیجہ کا کھیال راکھیئے۔اس تے کوئے تکلیپھ ناں آنْ دیئے۔" عابد علی کا بھیترلا تو رووے تھا پر اس نیں اپنّی اواج پے قابو راکھیا۔

عابد علی کی ھیڈے کھاندی اواج ار اس کی ھالت دیکھ کے بُرکھے مینھ لھکی خدیجہ کے ھونٹاں تے سسکاری سی لِکڑی ار وا بھیترء بھیتر ٹوٹ سی گئی۔

خدیجہ کا نیا گھر آلا عابد علی کے جُڑے ھوئے ھاتھاں نیں اپنّے ھاتھاں مینھ لے کے تسلّی دینْ لاگیا ار مُسکرایا۔

گاڈّی اس ٹیسن پے بس دو منٹ ء رُکیا کرے تھی ار عابد علی نئیں چاھوے تھا اَک اپنّی گرجھ نیں آدھا منٹ بی گاڈّی جیادہ روکے۔ اُس نیں اپنّے جُڑے ھوئے ھاتھ عبدالرحیم کے ھاتھاں مینھ تے کھیچ لئے۔ اس نیں تلے دھرے سوٹ کیس نیں ٹھانْ کھاتر ھاتھ آگے نیں کریا ء تھا اَک ایک بمب سا پھوٹیا۔ زینب کے سلام کی اواج اُس کے کاناں مینھ پڑی۔ سوٹ کیس ٹھاٹا چھوڈ کے شیامی دیکھیا تو زینب کھڑی تھی۔ مُسکراندی ھوئی زینب دھورے ایک سوھٹا سا گابھرو چھورا کھڑیا تھا۔

" ھم اسے گاڈی مینھ بیٹھے ھاں۔ تھے دکھے تو ھم تلے اُتر آئے۔" زینب نیں توئی سی کیہیا ار پھیر اپنے دھورے کھڑے ھوئے گا بھرو کا ھاتھ پکڑ کے کیہا۔" یو سلمان سے۔ میرا گھر آلا"

عابد علی کے تو دیدے پاٹے کے پاٹے رہ گے۔

زینب کا دھیان تو ایبے بُرکھے مینھ لپٹی خدیجہ کا ھنی گیا ء کونی تھا پر بُرکھے کے بھیتر ایک جلجلہ سا آلیا تھا۔

زینب نیں ایک دم عابد علی کا ھاتھ پکڑ لیا ار ماپھی مانگن آئی اواج مینھ بولی۔ "منے بوھت ء گھٹا دُکھ سے اک میری وجہ تے جنم لیں آلی گلت بات تے تھارے ار بھابی کے بیچ مینھ طلاق ھو گی۔"

عابد علی اتنا پاگل سا ھوگیا تھا اک وا ایک گیر لُگائی کے ھاتھ مینھ تھ اپٹا ھاتھ ناں چھڑا سکیا۔ رات کے اندھیرے مینھ اس چھوٹے سے ار اجڑے ھوئے ٹیسن پے گاڈی کی کان پاڑدی اواج سُنٹی تو زینب نیں آپے عابد علی کا ھاتھ چھوڈدیا ار سلمان کا ھاتھ پکڑ کے توئی توئی ریل کا ھنی چال پڑی۔

گاڈی کا ھارن پھیر بولیا تو عابد علی ھوس مینھ آگیا۔ تولا سا اس نیں سوٹ کیس ٹھایا تو خدیجہ کا نیا گھر آلا بی اس کا ھاتھ پکڑ کے گاڈی کا ھنی چالیا۔ عابد علی بی خدیجہ کا سوٹ کیس ٹھا کے ان کے پاچھے پاچھے چال پڑیا۔

عبدالرحیم پہلاں آپ گاڈی میں چڑھیا پھیر خدیجہ کا ھاتھ پکڑ کے وا گاڈی مینھ چڑھائی۔ عابد علی نیں پلیٹ پھارم پے کھڑئے کھڑے سوٹ کیس ٹھا کے ڈِبّے کے درواجے مینھ دھر دیا۔ ار عین اس جگہ ھاتھ دھریا جڑے خدیجہ نیں اپنے پیر دھرے تھے۔ عبدالرحیم سوٹ کیس پکڑ کے خدیجہ گیلیاں گاڈی کے ڈِبے مینھ بڑ گیا

۔ عابد علی نیں تو سانس لیٹا بی بھول گیا تھا۔ پلیٹ پھارَم پے کھڑے عابد علی کا ھاتھ ڈِبّے کے پھرس پے اس بکھت تئیں دھریا رھیا جِب تئیں گاڈّی نیں رینگٹا سروع ناں کریا۔ ریل چالنْ لاگی تو عابد علی آپے آپ ریل کے گیلیاں بھاجنْ لاگ گیا ار بھاجدے بھاجدے ڈِبّے کی جھانکیاں مینھ کو خدیجہ تئیں دیکھنْ کی کوسس کردا رھیا پر کسے بھی جھانکی مینھ کو اس نیں خدیجہ ناں دِکھی۔ ار پھیر وا ڈِبہ آگے لِکڑ گیا۔ عابد علی بے بسی تے ایب پلیٹ پھارَم پے بُت بٹیا کھڑیا تھا۔ چالدی ھوئی گاڈّی ار پلیٹ پھارَم ایک دور ھوندے جاویں تھے۔ عابد علی اس بکھت تئیں پلیٹ پھارَم پے کھڑیا رھیا جِب تئیں اس نیں گاڈّی کی جھانکیاں مینھ کو آندا ھویا چاندٹا دِکھدا رھیا۔ بھیتر لے کے دُکھ ار درد تے عابد علی کی آنکھ جلنْ لاگ ری تھی۔ ریل گاڈّی اس کی جندگی کا سارا چاندٹا گیلیاں لے کے دور چلی گئی ار وا کلّا رہ گیا۔

بڑ کے بُڈھے درکھتاں میں گِھرے ھوئے اس پلیٹ پھارَم پے پراٹے بکھتاں کے دو لیمپ بلیں تھے ار اُن کے پیلے رنگ کے چاندنے مینھ پلیٹ پھارَم جماں بھوتاں کا گھر دِکھے تھا۔ لامبے پلیٹ پھارَم کے جماں بیچ مینھ کھڑے عابد علی نیں گھنٹی دیر تک نیڑ تلھانْ کریں کھڑے کھڑے ایک دم پلیٹ پھارَم کے دونوں اوڑ دیکھیا تو پلیٹ پھارَم کے اُجاڑپنْ نیں عابد علی تے ھور بھی کلّا کر دیا۔ اِکلاپے کے درد گیلیاں اس نیں کُرلاندے ھوئے دونوں ھاتھ مسلے اَر کھڑے کھڑے کسے بائک کی ڈھالْ روڑ لاگ گیا۔ اُس نیں نیوں جاپیا جنْوں او ایک چھوٹا سا بائک سے اَر دور کسے اجڑے ھوئے ٹیسن پے اپنّی ماں تے بچھڑ گیا ھو ار ریل گاڈّی چلی گئی ھو۔